اتحاد بین المسلمین

وقت کی اہم ضرورت

از

مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی

وائس پریذیڈنٹ ورلڈ اسلامک مشن

(الدعوۃ الاسلامیہ العالمیہ)

۲۵

مکتبہ رضویہ لاہور

To
the Need of the Hour

کتب تبصرہ

Dear Sir

نام کتاب ...... اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت
مصنف ...... مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

قیمت ...... دس روپے
ناشر ...... مکتبہ رضویہ ۴۴ر ۲ ساہیوال کالونی ملتان روڈ لاہور نمبر ۲۵

اتحاد بین المسلمین آج ہی کا نہیں گزشتہ کئی صدیوں کا اہم مسئلہ ہے۔ اس مسئلے پر درد دل رکھنے والے حضرات پہلے بھی بہت کچھ کہتے اور لکھتے رہے ہیں اور آج بھی اس کا سلسلہ جاری ہے لیکن جس قدر اس میں پیش رفت ہوئی ہے اور مسلمان اعتصام بحبل اللہ میں اپنی زندگی کے آثار و علائم کی تلاش میں بڑھنے لگتے ہیں اسی قدر اسلام دشمن طاقتیں سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے ان کو پیچھے دھکیل دیتی ہیں کیونکہ وہ اپنی زندگی اسی میں پاتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے ایک مضمون لکھا جس میں اس نیک مقصد کے حصول کے لئے چار نکاتی اتحادی فارمولا بھی پیش فرمایا تھا۔ یہ طریق مضمون نوائے وقت میں شائع ہوا تھا اور اس پر تحسین و تنقید ہر دو پہلو سے اظہار خیال بھی کیا گیا تھا۔ زیر نظر کتابچہ دراصل اسی مضمون پر مشتمل ہے۔ اس میں ابتدائیہ کے عنوان سے مولانا نے ایک مختصر فکر انگیز مضمون بھی لکھا ہے اور ناظم مکتبہ نے عرض ناشر کے عنوان سے اس موضوع پر دلائل کے ساتھ بحث کی ہے اللہ کرے اہل دل کی اس خواہش کی تکمیل ہو اور مسلمان اتحاد و یک جہتی کے وہی مناظر پھر پیش کریں جو اسلام کو مطلوب ہیں۔

یہ کتابچہ ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ اور کاغذ اچھا لگایا گیا ہے۔

تبصرہ نگار سلیم تابانی

روزنامہ نوائے وقت لاہور راولپنڈی ملتان کراچی
ہفتہ ۹ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ ۲۰ مارچ ۱۹۸۵ء

تقریبِ رونمائی (کتاب اتحاد بین المسلمین)

منعقدہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۵ء ——— بمقام :- ہوٹل فلیٹیز، لاہور

صدارت :- لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) کے۔ ایم۔ اظہر

مہمانِ خصوصی :- سابق چیف جسٹس سید شمیم حسین قادری

مقررین :- میاں محمد شفیع (م-ش) ——— سید احمد سعید کرمانی

ملک محمد اکبر ساقی ——— میاں عبد الرشید

راجا رشید محمود ——— خان محمد سلیم اللہ خان

پاکستانی عوام کی ترقی کے لئے فرقہ واریت کا خاتمہ ضروری ہے

مولانا عبد الستار نیازی کی کتاب کی رونمائی کی تقریب میں تقاریر

لاہور ۱۸ مارچ (سٹاف رپورٹر) لاہور میں منعقد ہونے والی ایک تقریب میں آج مقررین نے قرار دیا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں خاص طور پر پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے ان میں ہر قسم کی فرقہ واریت اور عصبیت کے خاتمہ اور مکمل اتحاد کی شدید ضرورت ہے۔ یہ تقریب ممتاز عالم دین و سیاسی رہنما مولانا عبد الستار خان نیازی کی تصنیف "اتحاد بین المسلمین" کی تقریب رونمائی کے سلسلہ میں منعقد ہوئی۔ ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل کے ایم اظہر نے صدارت کی۔ اس سے سید احمد سعید کرمانی، ریٹائرڈ چیف جسٹس شمیم حسین قادری، میاں عبد الرشید، ملک اکبر ساقی اور راجہ رشید محمود نے علاوہ خود مولانا عبد الستار خان نیازی نے بھی خطاب کیا۔ قاری عبد الحمید قادری نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔

مولانا عبد الستار خان نیازی نے کہا کہ تحریک پاکستان کے دوران برصغیر کے مسلمانوں میں ہر قسم کے فرقہ وارانہ اختلافات ختم ہو گئے اور پوری قوم متحد ہو گئی تھی مگر اب پھر مختلف فرقوں اور مسلکوں کے نام پر گروہ بندیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کے لئے چار نکاتی فارمولا پیش کیا ہے ... تمام ... کو عمل کرنے کے لئے قرآن مجید اور ان کتابوں اور روایات کو معیار بنا لینا چاہیے جن پر تمام فرقوں کو اتفاق ہے۔ انہوں نے کہا کہ دینی کتابوں کی صحیح تدوین اور تحقیق کے لئے "تاریخی تحقیق بورڈ" قائم ہونا چاہیے۔ انہوں نے ایران اور عراق کی جنگ کو انتہائی افسوسناک قرار دیا اور کہا کہ اس جنگ کے باعث ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔

ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل کے ایم اظہر نے کہا کہ عالم اسلام کے اتحاد سے پہلے پاکستان کے مسلم عوام کا اتحاد ضروری ہے آج حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ قوم صوبائی تعصبات اور برادریوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ یہ انتشار سابق انگریز حکمرانوں کا پیدا کردہ ہے۔ جو مسلمانوں کے اتحاد سے خوفزدہ تھے۔ آج ہمارے ہاں ایک ہی مقام پر متعدد مساجد قائم ہو چکی ہیں جن میں علماء ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔ ریٹائرڈ چیف جسٹس شمیم حسین قادری نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رواداری اور برداشت کرنے کی ہمت عطا کرے۔ ہم صرف آنحضور صلعم کے مسلک کو اپنا لیں تو سارے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ ملک اکبر ساقی نے کہا کہ مولانا عبد الستار نیازی کی پوری زندگی عشق رسولؐ سے عبارت ہے۔ انہوں نے عشق رسولؐ میں پھانسی کی سزا بھی قبول کر لی تھی۔

مولانا اکبر ساقی نے افسوس ظاہر کیا کہ آج ۹۰ کروڑ مسلمان متحد ہونے کی بجائے منتشر اور آپس میں برسر پیکار ہو کر خوار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بعض بڑی طاقتیں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان میں فرقہ واریت اور مذہبی عصبیت پھیلا رہی ہیں۔ ایسی سرگرمیوں میں ملوث جماعتوں اور فرقہ ورانہ لٹریچر پر پابندی لگائی جانی چاہیے۔

سید احمد سعید کرمانی نے مولانا عبد الستار خان نیازی کی ذات کو ملت اسلامیہ کے لئے غنیمت قرار دیا۔ انہوں نے کتاب "اتحاد بین المسلمین" کو نہایت بروقت قرار دیا اور کہا کہ مسلمانوں کو نہ صرف فرقوں بلکہ برادریوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نیازی نے مسلمانوں کے اتحاد کے لئے جو چار نکات پیش کئے ہیں انہیں آسانی سے اپنایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے حالیہ انتخابات میں بعض امیدواروں کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ ان امیدواروں نے انتخابات جیتنے کے لئے بے تحاشا پیسے خرچ کر کے قوم کو نقصان پہنچایا ہے اور گروپ بندیاں پیدا کر دی ہیں۔ راجہ رشید محمود نے بھی مولانا عبد الستار نیازی کے چار نکاتی فارمولا کی حمایت کی اور مولانا کو ایسا حکیم قرار دیا جو گہرائی میں جا کر مرض کی تشخیص اور علاج تجویز کرتا ہے۔

مشرق

منگل ۱۹ مارچ ۱۹۸۵ء

اسوۂ رسولؐ کو اپنانے سے معاشرے میں فساد ختم ہو جائے گا، شمیم حسین قادری

مسلمانوں کو ملت واحدہ میں تبدیل کر کے دنیا کے لئے مثال قائم کی جائے، کے ایم اظہر

[illegible]

واحدہ میں تبدیل کرنا چاہئے تاکہ دوسرے ممالک کے لئے مثال بن سکے۔ میاں عبد الرشید نے مطالبہ کیا کہ پاکستان کو سنی ریاست قرار دیا جائے جہاں تمام کلیدی عہدوں پر سنی حضرات کو مقرر کیا جائے۔ سید احمد سعید کرمانی نے کہا کہ صدر ضیاء الحق کی پالیسیوں نے پاکستان کے مسلمانوں کی یکجہتی کو پارہ پارہ کر دیا ہے اس طرح علامہ اقبال اور ... مقرر کی کاوشوں پر پانی پھرتا نظر آ رہا ہے۔ مولانا اکبر ساقی نے کہا ... [illegible]

عبد العزیز محدث دہلوی کے افکار و نظریات پر اصولاً متفق ہیں لہٰذا یہ جماعتیں اپنے تمام متنازعہ امور ان عقائد و نظریات کی روشنی میں حل کریں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے علاوہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری کی تصنیف فیصلہ ہفت مسئلہ کی روشنی میں اگر تمام مکاتب فکر ایک دوسرے کا احترام کریں۔ تو فرقہ ورانہ اختلافات چشم زدن میں ختم ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ علماء دیوبند کی کتاب "المہند" کو اختلافی مسائل میں نافذ العمل کیا جائے اور پبلک پلیٹ فارم پر ایک دوسرے کے خلاف طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کیا جائے انہوں نے مزید کہا کہ تمام مکاتب فکر زندہ رہو اور زندہ رہنے دو کے اصول پر عمل کریں۔ مسجدوں میں کسی کو نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے جن لوگوں نے مسجد تعمیر کی ہو انہی کے ملک کی انتظامیہ ہو انہوں نے کہا کہ اگر اسی طرح سب فرقے مل کر مرکزی عقائد و افکار کو سامنے رکھیں تو کوئی اختلاف باقی نہیں ... [illegible]

... راجہ رشید محمود اور خان سلیم ... [illegible]

نوائے وقت لاہور، راولپنڈی، ملتان، کراچی

منگل ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ ۱۹ مارچ ۱۹۸۵ء

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

"اتحاد بین المسلمین" وقت کا اہم مسئلہ اور حساس موضوع ہے۔ اس پر ہر چہار جانب سے اہل علم نے خامہ فرسائی کی ہے اور اتحاد کے لئے کئی تجاویز پیش کی ہیں مگر اکثریت کا انداز ناقدانہ اور جانبدارانہ ہے۔ مقامِ شکر ہے کہ کراچی کے ایک ہفت روزہ نے پوری دردمندی اور جگر کاوی کے ساتھ مسئلہ زیرِ بحث پر قلم اٹھایا ہے ـــــ ہماری مُراد "تکبیر" سے ہے۔

ہفتہ وار "تکبیر" کراچی کے مدیرِ شہیر نے (جلد ۶، شمارہ ۴۳۔ مورخہ ۱۹۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء) میں فرقہ وارانہ تنازعات کا حل پیش کرتے ہوئے بعنوان "ہمیں اختلافات کے ساتھ زندہ رہنے کا فن سیکھنا ہے"۔ ذیلی سُرخی "یہی ہماری آزمائش ہے۔ اسی میں ہماری بقا اور سلامتی ہے" ـــــ ایک نہایت ہی فکر انگیز مضمون شائع کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ "خوف، کشیدگی، بے اعتمادی اور تقریباً ہر سال (بہ موقع عاشورۂ محرّم) برپا ہونے والی تباہی و بربادی کی اس دائمی اذیّت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہماری زندگی کے رگ و پے میں فرقہ واریّت کا زہر کتنا گہرا اُتر چکا ہے ـــــ ہمارا المیہ دیکھئے کہ اسلام ہی ہمارے اتحاد کی اصل بنیاد ہے، اسی کے حوالے سے ہم ایک علیحدہ قوم اور علیحدہ وطن کے حق دار قرار پاتے اور اسلام ہی کو آج ہمارے درمیان انتشار اور تفرقہ کا سب سے بڑا ذریعہ بنا دیا گیا (ہے)"۔

مدیر موصوف نے اس فرقہ وارانہ زہرناک تفرقہ اور انتشار کی وجوہات بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ:۔

۱۔ ہم نے دین اور تاریخ کو گڈمڈ کر دیا ہے۔

۲۔ ہمارے دینی مدارس کا موجودہ نظام

۳۔ مختلف مسالک نے سیاسی جماعتوں کی صورت اختیار کی ہے اور مسجدیں و مدرسے اُن کے علاقائی و ذیلی دفاتر اور رابطہ کے اہم مرکز بن گئے ہیں۔

۴۔ سیاسی جماعتوں کے خلاء نے خالص مذہبی جماعتوں کو کھلا میدان مہیّا کر دیا جس کی وجہ سے قومی قیادت اور قومی تنظیم مفقود ہو گئی۔ اور علاقائی، گروہی، لسانی اور فرقہ پرست قیادتیں اور تنظیمیں سرگرمِ عمل ہو گئیں۔

۵۔ اسلام دشمن قوتوں کی سازش جس کی وجہ سے مذہب کی اجتماعی قوت ریزہ ریزہ ہو گئی اور ملّت کو باہمی آویزش سے کمزور اور منتشر کر دیا گیا۔

۶۔ انتخابات نے مسلمانوں کے درمیان اشتراک و تعاون کے آثار مفقود کر کے اُن کی اتحاد و یکجہتی کی فضا کو درہم برہم کر دیا۔

۷۔ عراق و ایران جنگ نے مذہبی حلقوں میں منفی انداز مرتّب کئے ہیں اور اُن کے سفارت خانے پاکستان میں گذشتہ چار سال سے علماء اور ذاکرین کی سرپرستی میں اس آگ کو بھڑکا رہے ہیں۔

اُنہوں نے اس کا جو حل تجویز کیا ہے اُس کی تنگ دامانی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروپیگنڈا پر کنٹرول "کُل پاکستان اسلامی متحدہ کونسل کے زیرِ اہتمام منعقدہ سندھ کنونشن برائے اتحاد بین المسلمین" مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۸۴ء کی مندرجہ ذیل قراردادوں پر حکومت کی جانب سے خصوصی توجّہ کا مطالبہ کیا گیا۔

۱۔ خلفاء راشدین، صحابہ کرام، اہلِ بیت اطہار، اُمّہات المومنین اور مقتدایانِ اُمّت کی شان میں گستاخانہ الفاظ و اشارات استعمال کرنے والوں سے سختی سے نپٹا جائے۔

۲۔ ہر ایسی کتاب کی اشاعت اور اشتہارات، پمفلٹ و لیبل وغیرہ کی طباعت سے مکمل گریز کیا جائے، جس سے مسلمانوں کے کسی بھی مسلک کی دل آزاری ہوتی ہے۔

۳۔ اسی طرح جلسوں، محافل اور مجالس و تقریبات میں ایسی کتاب کے حوالوں سے گریز کیا جائے جس سے مسلمانوں کے کسی بھی مسلّمہ مسلک کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

۴۔ مذہبی مقامات کا تقدّس اور احترام ہر مسلمان پر لازم تصوّر کیا جائے۔

۵۔ ایسے اجتماعات اور مظاہروں سے اجتناب کیا جائے جن سے کسی بھی مسلّمہ مسلک کی دل آزاری ہوتی ہو۔

۶۔ اِن تجاویز کی روشنی میں حکومت ایسے قوانین نافذ کرے جن کی رُو سے مسلمانوں میں انتشار پھیلانے والوں کو سخت سزا دی جائے۔

۷۔ امنِ عامہ کی ذمّہ دار مشینری سے کالی بھیڑوں کو چھانٹنے کی ضرورت ہے۔

ہم نے مدیرِ تکبیر کی اِن تجاویز کا اِس لِئے تذکرہ کیا ہے کہ ہماری اِس کتاب (اتحادِ بین المسلمین) کے عنوان اور بیان کی تائید کرتی ہیں مگر حتمی اور قطعی نسخہ اتحاد پیش کرنے سے یہ صاحب بھی قاصر رہے ہیں۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ حکومت تحریر و تقریر کا زبہ دستِ احتساب کرے۔ اپنی ساری مشینری اِس بات پر لگا دے کہ کسی کی زبان اور قلم سے کوئی ناشائستہ اور دِل آزار جملہ نہ نکل سکے۔ دُوسرے تاریخی و علمی تحقیق کی رُو سے ہم نے الموافقات کا باب لکھ کر شر پسند عناصر کی ریشہ دوانیوں اور تفرقہ انگیزیوں کا راستہ روک دیا ہے۔ تیسرے ہر فرقے کو پابند کر دیا ہے کہ وُہ اپنے عقیدہ و مسلک کی توضیح و اشاعت میں مثبت و تعمیری انداز اختیار کرے۔ اِشارۃً و کنایۃً کسی دُوسرے فرقے کی دِل آزاری، توہین یا اِستخفاف کا پہلو نہ نکل سکے۔ چوتھے تاریخی اختلافات کو ختم کرنے کے لِئے تمام فرقوں کے ماہر مؤرّخین پر مشتمل ایک ہسٹاریکل ریسرچ بورڈ قائم کرے جو مستند و متحقّق تاریخِ اسلام مرتّب کرے۔ قصّہ گوئی، کِذب آفرینی، افترا پردازی، محفل آرائی اور خود ساختہ ڈھکوسلوں سے مرتّب شدہ تاریخی مواد کو نذرِ آتش کر دے۔ پانچویں عقیدہ و مسلک کے اختلاف کی خلیج کو پاٹنے کے لِئے ہمارے پیش کردہ فارمولا کے پہلے تین نکات کو عملی جامہ پہنایا جائے اور عشق و اطاعتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کو مرکزِ وحدتِ ملّی قرار دے کر حکومت کی نگرانی میں تعمیری، تحقیقی مذاکرات منعقد کئے جائیں، اور جن امُور پر اتفاق رائے ہو جائے اُس کی رُوداد چھاپ دی جائے اور اُس کی وسیع اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ چھٹے یونیورسٹیوں، کالجوں، سکولوں اور مدارسِ دینیہ میں اتّحادِ بین المسلمین کے مضمُون کو لازمی قرار دیا جائے۔ اور اِس موضوع پر محقّقانہ لٹریچر تیار کر کے قوم کو اکابر و مشاہیرِ اسلام کی تعظیم و توقیر کا پابند بنایا جائے۔ ساتویں ایک عام چپراسی سے لے کر صدرِ مملکت تک، ایک عام سپاہی سے لے کر کمانڈر انچیف تک، اور ایک اَن پڑھ سادہ لوح مسلمان سے لے کر علاّمہ اجلّ و عارفِ کامل تک سب کو وقتاً فوقتاً ریفرشر کورسز

(REFRESHER'S COURSES) سے گذارا جائے۔ تعلیم و تربیت کے اِس ماحول میں صاحبِ ارشاد و صاحبِ علم و فضل اصحاب اپنے رفقاء کو زندگی اور آخرت کے ہر پہلو میں ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے اُسوۂ حُسنہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کا پابند بنایا جائے۔

محمد عبد الستّار خان نیازی
نیازی منزل، ۲۲۰ ۔ اونکار روڈ
اِسلام پُورہ ۔ لاہور

یکم نومبر
۱۹۸۴ء



عرضِ ناشر

(ا)

آج کل پاکستان بھر میں ہر طرف، ہر سمت، ہر گوشے سے اتفاق اور باہمی اتّحاد کی آواز آتی ہے۔ قرآنِ حکیم کا یہ ارشاد اور فیصلہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ہر مسلمان کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ اتحاد بین المسلمین یقیناً ضروری ہے اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نفاق، انتشار، باہمی آویزش، مناقشات اور چپقلش ہر قوم کے مِلّی وجود کے لیے سمِّ قاتل ہیں۔ تاریخِ پاک و ہند کے عمیق اور بے لاگ مطالعہ سے ہم پر یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہو جاتی ہے کہ برِّصغیر میں انگریز کے منحوس قدم آنے سے قبل مسلمانانِ ہند وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا پر پورے استحکام کے ساتھ عمل پیرا تھے اور غیر منقسم ہندوستان میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک اسلامی سلطنت قائم رہی۔ تمام اسلامیانِ ہند کا ایک ہی مذہب و مسلک رہا ——— لیکن مغلیہ سلطنت کے سقوط اور برطانوی راج کے عروج کے بعد مسلمانانِ ہند، اغیار کی محکومیّت اختیار کر کے بے شمار معاشی، سیاسی، تمدّنی، ثقافتی، مذہبی اور اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ انگریز بڑا عیّار تھا اُس نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی۔ اُس نے یہ دیکھا کہ مسلمان باہم متحد و متّفق ہیں اور اخوّت، مساوات اور حرّیّت کے زرّیں اصول اپنانے کے ساتھ جذبۂ جہاد سے سرشار ہیں۔ ان دریں حالات مسلمانوں کا اتحاد کسی وقت بھی اس کے اقتدار کے لیے خطرہ بن سکتا ہے پس مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے مسلم قومیّت کے معنوی تشخّص (حضور اکرم پر ایمان) اور احساسِ ملّت کی بُنیاد (حضور کی محبّت اور عقیدت) کو مسلمانوں کے دِلوں سے ختم کرنے کے لیے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے والوں میں تفرقہ اندازی کی داغ بیل ڈالی۔ جس دور کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اُس میں اس قسم کی مکروہ اور ناپاک کوششیں زوروں پر تھیں۔ ایک طرف عیسائی پادری

تھے، جو برطانوی حکومت کے تحفّظ کے تحت اِس قسم کی مذموم سرگرمیاں جاری رکھے تھے۔ دُوسری طرف ہند ؓ تھے، جو پادریوں کی دیکھا دیکھی ایسی باتوں پر اُتر آئے تھے۔ خود مُسلمانوں کے اندر ایسی تحریکیں تھیں جن کے قائدین حضُور (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے بارے میں دِل آزار باتیں کہتے تھے حالاں کہ مسلمانوں کے دَورِ حکومت میں اللہ و رسُول کی توہین تو درکنار اَولیاء کی ہمسری کا خواب دیکھنا بھی جرمِ عظیم تھا۔

المختصر یہ تھی مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی سازش جہاں سے فرقہ واریّت کا مُستقل آغاز ہوا ـــــــ پھر کیا ہوا اس فرقہ واریّت کی بدولت[1] اِسلامیانِ ہند نے یہ دیکھا کہ فرقہ واریّت کا شکار ہونے والے ہی مسلمانوں کے ہر اجتماعی اَور ملّی مفاد سے اختلاف کرنے لگے۔ حتیٰ کہ ہندوستان کی تمام تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کے ازلی دُشمن ہنود سے بھی ہم نوائی کرنے لگے۔ اَور ان کو ساتھ ملانے کے لِئے مذہبی شعائر و امتیازات کو قربان کر دیا گیا اَور بقول موہن لعل (بھٹناگر) ایڈیٹر "درپن" لاہور[2] "مہاتما جی خلافت کے لیڈر اَور خلافت کمیٹی کے رہبر بن گئے (جس سے مسلمانوں کے قلوب کو کتنے صدمے پہنچے کیسی تکلیفیں ہوئیں) اَور مسلمانوں نے مہاتما جی پر دُوہ اعتبار اَور یقین دِکھلایا کہ دُنیا دنگ رہ گئی۔"

ـــــــ اِسلام مُسلمانوں کی وحدتِ فکر و عمل کا نام ہے، اسی لِئے ہر قسم کے اِنتشار و افتراق کے سدِّباب کے لِئے قرآن پاک میں بار بار مسلمانوں کو باہم متحد رہنے اَور اختلاف نہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے بلکہ مسلمانوں کی جماعت (جسے سوادِ اعظم کا نام دیا گیا) سے الگ اَور جُدا ہونے والوں کے فعل کو "شرک" جیسے ناقابلِ معافی جرم سے تشبیہ دی، اَور اس طرح احادیثِ صحیحہ میں مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے والے کا ٹھکانا جہنم بتایا گیا ہے ـــــــ گویا وحدتِ ملّت سے جُدائی اختیار کرنے والا اِسلام سے جُدا ہو جاتا ہے۔

---

[1] "ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ ایک فرقے والے نے دُوسرے فرقے والے کو نیچا دکھانے کے لِئے کفّار کا ساتھ دیا ہے۔" (بحوالہ مودودی، ابُو الاعلیٰ: "خُطبات" بعنوان- فرقہ بندی کے نقصانات، مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور، جُون ۱۹۷۹ء۔ اشاعت ستائیسویں، ص ۱۲۷)

[2] ماہنامہ "درپن" لاہور (کانگریس نمبر) دسمبر ۱۹۲۲ء، جلد ا شمارہ ۷، ص ۲۲۶)

(۲)

ہم میں سے کوئی بھی اتفاق اور اتحاد کے خلاف نہیں ـــــــــ اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق واتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا مسئلہ غور طلب ہے، اس مسئلہ پر مدت ہائے دراز سے اربابِ خرد اور رہنمایانِ قوم نے دماغ سوزیاں کی ہیں مگر اب تک کوئی کارآمد نتیجہ نہیں نکلا اور ایسی راہ ہاتھ نہیں آئی جس راہ پر چل کر منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے۔ اتفاق واتحاد کی صدائیں ہمیشہ ہی بلند کی جاتی ہیں۔ منبروں اور اسٹیجوں پر، علماء اور لیڈر سب اتحاد کے ترانے گایا کرتے ہیں یگر وہ ایک دِل خوش کن تقریر ہوتی ہے۔ اس پر تھوڑی دیر کے لئے مجمع واہ واہ تو کہہ دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ صفر نکلتا ہے۔ اور چند روز کے بعد وہ اتحاد ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالیں اور پچھلے زمانہ کو سامنے لائیں تو یہ حقیقت بے حجاب ہو جائے گی ـــــــــ اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ وہ کون سی غلطی ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مدعیانِ اتحاد کو منزلِ مقصود تک نہ پہنچنے دیا، تاکہ ہم اُس سے اجتناب کریں۔ اور حقیقی اتحاد سے فائدہ اُٹھا سکیں ـــــــــ اس لئے بڑے ہی غور وخوض اور فکر کے بعد فاضلِ شہیر مجاہدِ ملّت حضرت علّامہ محمد عبد الستّار خان صاحب نیازیؔ (جنہوں نے ہر آڑے وقت میں ملّتِ اسلامیہ کی رہنمائی کی ہے، اور جن کی دُور اندیشی اور سیاسی بصیرت پر حالات شاہد عادل ہیں) نے اصل مرض کی نشان دہی کرتے ہوئے ایسا لائحہ عمل تجویز کیا ہے جو قابلِ عمل ہے۔ اور مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کے

۱؎ یہ صرف ہماری ذاتی رائے ہی نہیں بلکہ اخبارات کی ورق گردانی سے پتہ چلا کہ مولانا نیازی صاحب کا فارمولا اُن سب حضرات کے دلوں کی آواز ہے جو مسلمانوں کے استحکام، یک جہتی اور بقاء کے لئے جذبہ اخوت سے سرشار ہیں۔ چنانچہ چند ایک تاثرات ذیل میں مختصراً قلم بند کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ جناب آر۔ ایم محفوظ آسیؔ، "اتحاد بین المسلمین اور علمائے کرام" کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں کہ "اخبارات میں مولانا عبد الستّار نیازی کا چار نکاتی اتحادی فارمولا شائع ہو رہا ہے جو قابلِ صد تحسین ہے۔ خدا کرے یہ فارمولا سب کی سمجھ میں آجائے اور منتشر قوم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے۔" (روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۱۷ ستمبر ۸۴ء ص ۱۱، کالم ۱)

(باقی صفحہ آئندہ پر)

لئے ہمیشہ مشعلِ راہ کا کام دے گا۔ ہماری ایماندارانہ رائے ہے کہ اگر صدقِ دل سے اس پر عمل کیا جائے تو تمام اختلافات نہ صرف ختم ہو سکتے ہیں بلکہ پیشِ نظر متفقہ عقائد و امور کی بنیاد پر وحدتِ ملّت کی عمارت اُستوار کی جا سکتی ہے، آج کے فقہاء اگر چاہیں تو مسلمان متحد ہو سکتے ہیں، اور مسلمانوں کو ایک اسلام سے وابستہ کر کے انہیں پھر عروج کی منزل دکھا سکتے ہیں ——— لیکن اس کا کیا علاج ———؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۲۔ صاحبزادہ سیّد خورشید احمد گیلانی اپنے تفصیلی مضمون: "قومی شیرازہ بندی اور قابلِ عمل فارمولا" (روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۲ فروری ۱۹۸۳ء) میں رقم طراز ہیں کہ "ممتاز عالمِ دین اور معروف سیاسی رہنما مولانا عبد الستار خان نیازی کے ——— فارمولے کی مختلف دینی، سیاسی اور سماجی حلقوں سے بجا طور پر پذیرائی ہوئی ہے ——— مولانا نیازی کے فارمولے کی روشنی میں بظاہر تو کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی کہ مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر اپنے اختلافات دُور نہ کر سکیں"۔

۳۔ جناب ابوبکر عبد الغنی یزدانی فرماتے ہیں کہ "عملی طور پر کمی ہمیشہ اس بات کی محسوس کی جاتی رہی ہے کہ کوئی ایسا ٹھوس قسم کا لائحہ عمل سامنے آئے جس پر غور و فکر کے لئے کوئی رجل رشید سب علماء و زعماء کو دعوت دے سکے۔ ایسے ماحول میں زعیمِ ملّت مولانا عبد الستّار خاں نیازی نے قوم کے اہلِ حدیث اور اہلِ سنّت والجماعت کے دیوبندی و بریلوی فرقوں کے مابین اتّحاد کے جو نکات پیش کئے ہیں، ضرورت ہے کہ مختلف اصحاب فہم خالی الذہن ہو کر ان کی بنیاد پر غور و فکر کی کوشش کریں ——— جس نقطۂ نظر سے نہایت خلوص اور صدقِ دل کے ساتھ مولانا نے اپنا فارمولا پیش کیا ہے ضرورت ہے کہ جملہ بہی خواہانِ ملّت اس سلسلہ میں نیازی صاحب کو اپنے اعتماد میں لے کر ان کی پُرخلوص سعی و جہد میں اُن کا ساتھ دیں ——— مولانا عبد الستار خان نیازی ——— ایک مخلص انسان، اسلام کے جانباز سپاہی اور قوم کے بے باک ترجمان ہیں ——— ایسے قابل جوہر کو جماعتی تعصّب کے ماتحت نظر انداز کرنا قوم کی بدقسمتی ہوگی"۔ بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور ۸۔ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۱۱، کالم ۲، بعنوان "اُمّتِ مسلمہ کا اتحاد اور مولانا نیازی کا فارمولا"۔

ع دِل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے

یہ جو کہا گیا ہے کہ ؎

گاہ اُورا با کلیسا سازباز | گاہ پیشِ دیر یاں اندر نیاز
دینِ اُو آئینِ اُو سوداگری | عنتری اندر لباسِ حیدری
تا جہانِ رنگ و بُو گردد دِگر | رسمِ اُو آئینِ اُو گردد دِگر

ذہن نشین رہے۔ـــــــ

(۳)

مندرجہ بالا معروضات کے ساتھ ہم مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" کی سچی تڑپ اور تمنّا رکھنے والوں کی توجّہ اس امر کی جانب مبذول کروانا نہ صرف ضروری بلکہ اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ جو ؎

ظاہرِ اُو از غمِ دیں دردمند | باطنش چوں دیریاں، زُنّار بند

کے مصداق ایک طرف تو اتحاد بین المسلمین کا چرچا کرتے ہیں اور دوسری طرف فرقہ بندی کو مستقل حیثیت دینا چاہتے ہیں۔ اور "خواجہ شرف ہر دو طرف" بن کر عامۃ المسلمین میں انتشار باقی رکھنا چاہتے ہیں ـــــــ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ اتحاد کے دشمن، جہالت اور تعصّب کی بنا پر دانستہ یا نا دانستہ، کم پڑھے لکھے اور سیدھے سادھے مسلمان عوام کو ذہنی خلفشار و انتشار میں مبتلا کرنے کے لیئے اتّحاد و یگانگت کے اساسی متقاصد (اصولی اختلافات) کو غلط رنگ میں (اصل کو فرع اور فرع کو اصل بنا کر) پیش کرنے کی ہر ممکن سعی کرتے رہتے ہیں تاکہ اُن کے اپنے اپنے عقائد و نظریات فروغ پا سکیں ـــــــ آیئے ایسے ناقدین کے خیالات و افکار کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے :۔

○ اِس وقت دُنیا کے ہر خطّے اور ہر ملک میں مُسلمان قوم جن مصائب اور آفات میں مبتلا ہے اس کا سب سے بڑا سبب آپس کا تفرقہ اور خانہ جنگی ہے۔ (پھر آگے چل کر یوں ارشاد ہوتا ہے) مذہبی فرقوں کا اختلاف اپنی حدود پر رہتے ہوئے کسی کے لیئے بھی باعث نقصان نہیں ہوتا۔[1]

---

[1] عبد الشکور، دیوبندی، مولوی: روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۰ فروری ۱۹۸۳ء، ص۱۰، کالم ۲، مضمون: اتحادِ ملّت کے لیئے چار نکاتی فارمولا

○ مکاتبِ فکر اور فرقوں کا وجود میں آنا بُری بات نہیں تھی۔ یہ تو ہمارے تاریخی سفرِ عمل کا لازمی اور منطقی نتیجہ تھا۔ سچ پوچھیئے تو فرقوں کے قیام نے ہمارے فکری انتشار کو کم کیا۔[۱]

○ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اس فرقہ بندی سے مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچا ہے ——— اس فرقہ بندی کی بدولت اس اُمّت کے سینکڑوں ٹکڑے ہو گئے ہیں ——— اگر آپ اپنی خیریت چاہتے ہیں تو ان جتھوں کو توڑ دیجیے ——— اور ایک اُمّت بن جائیے۔[۲]

○ اس سلسلہ میں علامہ عبد الستار نیازی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں جنھوں نے ترجمان اہلِ سُنّت والجماعت کو انٹرویو دیتے ہوئے کچھ تجاویز بڑے خلوص کے ساتھ پیش کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں دیوبندی فکر رکھنے والے عُلماء کو مِل کر غور و فکر کے بعد کوئی مشترکہ لائحۂ عمل تیار کرنا ضروری ہے۔[۳]

○ اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق اپنی اپنی جگہوں پر عمل کریں۔[۴]

○ ہماری ہمیشہ کی پالیسی اُمّت کا اتحاد و وحدت رہی اور ہے۔[۵]

○ مختلف فیہ مسائل میں حضرات صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کے زمانے سے مختلف فیہ چلے آرہے ہیں۔[۶]

---

[۱] روزنامہ "جسارت" کراچی ۲۶ جولائی ۱۹۸۴ء (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے اداریہ "اتحادِ ملّت کی مہم کا پیغام")

[۲] مودودی، ابوالاعلیٰ: خطبات مطبوعہ لاہور، جون ۱۹۷۹ء، ص ۱۲۷، ۱۲۸

[۳] ہفت روزہ "خدام الدّین" لاہور، ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۱۹، کالم ۲ (پاکستان سُنّی کونسل۔ تعارف، اپیل، قرار دادیں)

[۴] 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۲۳، کالم ۲ (شمس الدّین، قاضی: ایک مُبارک فارمولا)

[۵] 〃 〃 〃 〃 〃 ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء، ص ۵، کالم ۱ (اداریہ۔ جناب مولانا نیازی صاحب کا اتحادی فارمولا)

[۶] 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۲۳، کالم ۲ (شمس الدّین، مولانا: ایک مبارک فارمولا)

○ قرآنِ پاک نے بڑی وضاحت سے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور تفرقہ نہ کریں لیکن اس ہدایت پر شاید ہی مسلمانوں نے کبھی (؟) عمل کیا ہو۔ [1]

○ اور کبھی پہلے بھی ایسا اختلاف ملّت کے اتحاد کے لئے باعثِ نقصان نہیں ہوا۔ [2]

○ کون نہیں جانتا کہ اُمّتِ مسلمہ کی ابتری اور بدحالی کا اصلی سبب تفرقہ بازی اور باہمی تنازعات ہیں ——— یہ مسلمانوں کی سربلندی کا راستہ روکنے والی رکاوٹوں میں سے ایک خوفناک رکاوٹ ہے۔ [3]

○ اپنی اپنی سمجھ کے مطابق شریعت پر عمل کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہے۔ [4]

○ اُمّت میں کوئی شخص بھی افتراق و انتشار کی حمایت کرنے والا ہمیں نظر نہیں آتا۔ [5]

○ اسلام کے مختلف فرقوں کے درمیان اختلافات موجود ہیں۔ [6]

○ آج بھی ہمارے موجودہ اختلافات کا تجربہ کر اں اتحاد ہی کی مختلف کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور فرقوں کی کثرت مسلمانوں کو نئے نئے پلیٹ فارموں پر جمع کرنے کی ہی مختلف صورتیں ہیں۔ [7]

۱؎ اسعد گیلانی: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۱ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳، بعنوان "اتحادِ ملّت کا واحد راستہ"۔

۲؎ ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور، ۱۸ فروری ۱۹۸۳ء، ص ۱۲ (عبد الشکور، مفتی، دیوبندی: عزمِ اتحادِ ملّت کے لئے چار نکاتی فارمولا"۔

۳؎ مجاہد، عتیق الرحمٰن، منصوری: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۷ جنوری ۱۹۸۳ء، ص ۳، بعنوان "عالمِ اسلام کی اہم ترین ضرورت، اتحادِ ملّی"

۴؎ مودودی، ابو الاعلیٰ، مولانا: خطبات، ص ۱۲۷۔

۵؎ عنایت اللہ، علامہ: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۹ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳ بعنوان "اُمّتِ مسلمہ کا اتحاد"

۶؎ " " " " " " " " " " " " " "

۷؎ اسعد گیلانی، روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۱ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳، بعنوان "اتحادِ ملّت کا واحد راستہ"۔

- تمام فرقے مُتّحد اور مُتّفق ہو جائیں یعنی "یہ اتّحاد اختلاف کے باوجود" ہو۔ [1]
- خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر اہل حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سُنّی، وہابی الگ الگ اُمّتیں بن سکیں۔ یہ اُمّتیں جہالت کی پیدا کی ہُوئی ہیں۔ اللہ نے صرف ایک اُمّت "اُمّتِ مُسلمہ" بنائی تھی۔ [2]
- مختلف مسالک تو گلاب کے ایک گلدستے کے پھُولوں کی مانند ہیں [3]
- (اتحاد) کی افادیّت اور ضرورت سے انکار بھی کسی نے آج تک نہیں کیا ہے۔ [4]
- سوال ــــ دینی جماعتوں کے اتّحاد کو آپ کس حد تک قابلِ عمل سمجھتے ہیں ــــــ ؟
  جواب ــــ میرے خیال میں ایسا اِتحاد نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ [5]
- اگر اس وقت بھی ہم اپنے اختلافات ختم کر کے مُتّحد نہ ہُوئے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہُوں کہ پھر دُنیا کی کوئی قوّت اور کوئی دولت آپ کو تباہی اور بربادی سے نہیں بچا سکتی۔ [6]
- اُمّتِ مُسلمہ کی موجُودہ گروہ بندیوں کا اسلامی بُنیادوں پر کوئی جواز نہیں۔ [7]
- اہلِ وطن کا اِس وقت مُتّحد و مُتّفق رہنا ہمیشہ کی بہ نسبت کہیں زیادہ ضروری ہے۔ [8]

---

[1] عنایت اللہ، علّامہ: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۹ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳ بعنوان "اُمّتِ مُسلمہ کا اتحاد"۔

[2] مودودی، ابُو الاعلیٰ: خُطبات مطبُوعہ لاہور، جون ۱۹۷۹ء، ص ۱۲۸۔

[3] روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص ۴، کالم ۶۔

[4] اسعد گیلانی: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۱ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳ بعنوان "اتّحادِ ملّت کا واحد راستہ"۔

[5] خان محمّد، مولانا: انٹرویو، روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۲ مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ آخر "اسلامی ریاست میں دینی جماعتوں کے اتحاد کی ضرورت نہیں"۔

[6] ہفت روزہ "خُدّام الدّین" لاہور ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۱۹، کالم ۳۔

[7] ابوبکر عبد الغنی، یزدانی، مولانا: روزنامہ "جنگ" لاہور ۸ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۱۱ بعنوان "اُمّتِ مُسلمہ کا اتحاد اور مولانا نیازی کا فارمولا"۔

[8] حبیب الرحمٰن اشرف دیوبندی: "فیضانِ مدینہ" مطبُوعہ جامعہ مدنیہ لاہور نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۴ بعنوان "اتحاد کی ضرورت"۔

○ آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے، قرآن و حدیث میں کہیں بھی مسلمانوں کو "متحد" ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے اور مِل کر پکڑنے کا حکم ہے۔ قرآن کا مقصود مسلمانوں کو ہم نظریہ، ہم مسلک اور ہم خیال بنانا ہے نہ کہ اپنے اپنے فرقہ وارانہ نظریات کو برقرار رکھتے ہوئے چوں چوں کا مربّہ تیار کرنا۔ قرآن نے اِتَّحِدُوا کہیں نہیں کہا بلکہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللہِ کہا ہے یا لَا تَنَازَعُوْا آیا ہے۔[1]

○ ہم اِتحادِ اُمّت کی ہر کوشش کا خیر مقدم کرتے ہیں، ندائے اِتحاد ہمارے اکابر کی ہی (صدائے) بازگشت ہے۔[2]

○ فرقہ بندی کی دسیسہ کاری کو روکنا کسی ایک فرد یا محض حکومت کے بس کی بات نہیں اِس کے لیئے تو پوری قوم کو جذبۂ اخوّت سے سرشار ہو کر اُٹھ کھڑے ہونا ہو گا تب جا کر اِس فتنے کا اِنسداد ہو سکے گا۔[3]

○ اور لوگوں کو بتایئے کہ مِلّت کی یہ گاڑی کیسے پٹڑی سے اُتری، اَب اسے کیسے لائن پر لایا جا سکتا ہے۔ اِختلاف کو جب تک سمجھا نہ جائے اُسے رفع نہیں کیا جا سکتا، مرض کی جب تک تشخیص صحیح نہ ہو کوئی دوا کارآمد نہیں ہو سکتی۔ اگر امن میں رہنا چاہتے ہو تو جنگ کے جملہ وجُوہِ عمل پر نظر ہونی چاہیئے۔[4]

○ اِسی سلسلہ میں مولٰینا عبد الستار نیازی نے جو آواز اُٹھائی ہے اور کوشش شروع کی ہے وُہ قابلِ قدر ہے۔ اُنہوں نے خطرے کی صحیح نشاندہی کی ہے۔[5]

---

[1] ہفت روزہ "تنظیم اہلِ حدیث" لاہور ۱۴ دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۲ (عبد القدوس سلفی: "مولانا نیازی کے فارمولے پر تبصرہ")

[2] ہفت روزہ "خدّام الدین" لاہور، ۲۵۔ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳۔

[3] سہ ماہی "منہاج" لاہور جلد ۲، شمارہ ۲، اپریل ۱۹۸۴ء (جہات۔ اداریہ)

[4] خالد محمود، پیش لفظ "اِتحادِ اُمّت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا" (از قاضی شمس الدّین) مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء، ص ۴

[5] قاضی شمس الدّین احمد قریشی، حکیم: "اِتحادِ اُمّت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا" مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء: ص ۲۰

○ لیکن علاج صرف ایسے اِختلافات کو مٹانے کے لئے سوچا جا رہا ہے جو دین و مذہب کے نام پر سامنے آتے ہیں گویا مُلک و مِلّت کے اختلافات کی ذمّہ داری صرف مذہبی فرقہ بندی پر ہی عائد ہوتی ہے۔ [1]

○ اِس وقت اُمّت اختلافات کی اس شبِ دیجور میں پُوری طرح گھری ہوئی ہے شِکم پرست اَور خود غرض مذہبی پوپ تفرقِ اُمّت میں اپنی مطلب براری کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ عوام ان کو بھی سمجھ لیں اَور ان کی اداؤں اَور عطاؤں پر بھی گہری نظر رکھیں۔ [2]

ع بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بُوالعجبی است

——— یہ ہی وُہ تلخ حقیقت ہے جس کی طرف ہم اُوپر اشارہ کر چکے ہیں۔ اگر کوئی فاضل اس طرف متوجّہ ہوں تو وُہ "دعوتِ اتّحاد کی حقیقت" یا "تضاداتِ علماءِ اتّحاد" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرما سکتے ہیں۔

[اِس ذکر سے ہمارا مقصد کسی کو اِلزام دینا نہیں ہے بلکہ صرف اس بات کا اظہار مقصُود ہے کہ اتحاد جیسی ناقابلِ تسخیر اَور عظیمُ الشّان طاقت کو آج کِس کِس طرح بے اثر بنا دیا گیا ہے۔]

(۴)

اِتّحاد بین المسلمین کے عنوان پر بعض رسائل و مجلّات اَور درد دِل رکھنے والے اصحاب نے رائے زنی کی ہے، تجاویز پیش کی ہیں ——— اَور بعض نے معاندانہ تنقید کا رُخ اختیار کیا ہے ہم قارئینِ کرام کی دِل چسپی کے لئے اُن میں سے بعض کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔

جناب پروفیسر رفیع اللہ شہاب رقم طراز ہیں کہ [3] "مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان مذہبی اختلافات، ہر دَور کے مسلمانوں کو پریشان کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ کئی مقتدر ہستیاں، ان اختلافات کو ختم کرنے اَور مسلمانوں

---

[1] عبد الشکور، دیوبندی، مولانا: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۰۔ فروری ۱۹۸۳ء، ص ۱ بعنوان "قومی شیرازہ بندی اَور قابلِ عمل فارمولا"
ہفت روزہ "خدّام الدّین" لاہور، ۱۸۔ فروری ۱۹۸۳ء، ص ۲۱۔

[2] خالد محمود: پیش لفظ "اتّحادِ اُمّت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا" از حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی (مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء) ص ۵

[3] روزنامہ "مشرق" لاہور، ۱۲۔ نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۲

میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہی ہیں لیکن ان کی نیک خواہشات کے باوجود اتحاد بین المسلمین کی یہ کوشش کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی۔" آگے چل کر پروفیسر صاحب موصوف نے بڑی دل لگتی بات فرمائی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ "ائمۂ اسلام نے ـــــــ جن مسائل پر کسی اختلافات کا ذکر نہیں کیا، اُن کے پیروکاران ہی مسائل کی تشریح پر کیوں ایک دوسرے کے ساتھ دست وگریبان ہیں" ـــــــ آج سے چند سال قبل روزنامہ نوائے وقت لاہور (۱۳ مئی ۱۹۷۶ء) نے بھی اپنے اداریہ "فرقہ وارانہ کشیدگی ـــــــ نظریاتی استحکام کی ضرورت" میں چند قابلِ عمل تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے اس آرزو اور خواہش کا اظہار کیا تھا ـــــــ اور اوّلین اس بات پر زور دیا تھا کہ اہلِ اسلام میں فرقہ وارانہ کشیدگی کم اور اختلاف ختم کرنے کے لئے ـــــــ "مختلف مکاتبِ فکر کے علماء و فضلاء کے مشترکہ اجلاس بلائے جائیں۔ اور انہیں قومی اتحاد و یکجہتی کے تقاضوں کا احساس دلا کر اسلام کے متفقہ نظریات عام کرنے کی تحریک چلائی جائے..... تو اس کے بھی انتہائی مفید نتائج برآمد ہوں گے" ـــــــ زیرِ نظر کتاب "اتحاد بین المسلمین" میں مولانا نیازی نے اس پہلو کو اتحاد کی اساس بنایا ہے اور اُن کا یہ مضمون، کتاب کے ۱۲۱ تا ۱۵۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

ہفت روزہ چٹان، لاہور (۲۷ اگست۔ ۳ ستمبر ۸۴ء کے شمارے میں) "مولانا نیازی اور اتحادِ ملت" کے عنوان سے "گفتنی ناگفتنی" کے کالم نگار نے اتحاد کی دعوت سے جس طرح پہلوتہی کی ہے، وہ نہ صرف "بات کرنے کا سلیقہ نہیں" ـــــــ کے ضمن میں آتا ہے بلکہ "چٹان" کے نصف کالم کو بھی ضائع کیا ہے

حال ہی میں ماہنامہ "محدث" لاہور (شمارہ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں) نے مولانا نیازی کے مضامین (مطبوعہ نوائے وقت در اقساطِ خمسہ ـــــــ ۱۶[۲]، ۱۸، ۲۳، ۲۵، اور ۳۰ اگست ۱۹۸۴ء، جو شاملِ کتاب ہیں) پر

---

[۱] روزنامہ "مشرق" لاہور، ۱۲ نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۲

[۲] روزنامہ نوائے وقت" لاہور ۱۶ اگست ۱۹۸۴ء میں شائع ہونے والی قسطِ اوّل (اتحاد بین المسلمین ایک متفق علیہ در فوری توجہ کا مستحق موضوع) پر محمد یحییٰ خاں نامی کسی صاحب نے (نوائے وقت ۱۳ ستمبر ۱۹۸۴ء میں) "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت کے دلکش اور خوبصورت نام سے چند بے جا اور بے محل اعتراضات اٹھا کر عامۃ المسلمین کی توجہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

شائع ہو جاتیں تو اکرام اللہ ساجد کے اعتراضات از خود ختم ہو جاتے ہم باقی ماندہ حصّہ کو زیر نظر کتاب ہی کے ایک علیحدہ باب ——— "قولِ فیصل" ——— میں شائع کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس کے مطالعہ کے بعد ان کے تمام مزعومہ اعتراضات از خود رفع ہو جائیں گے۔ مولانا کو اسی غلط فہمی کا خدشہ تھا جس کی بنا پر انہوں نے سرِ باب "قولِ فیصل" لکھ دیا کہ ؎

کم نظر بے تابیٔ جانم ندید   آشکارم دید و پنہانم ندید

(۵)

بھیرہ سے شائع ہونے والے رسالہ "شمس الاسلام" نے (نومبر ۸۴ء کی اشاعت میں) اتحادِ باہمی کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "قومی استحکام اور بقاء کے لئے ہر شعبۂ حیات میں اتحاد و تنظیم کی اشد ضرورت ہے" ——— اور پھر اتحاد کو پائدار اور موثر بنانے کے لئے یہ مشورہ دیا ہے کہ ہر مرحلہ اور ہر قیمت پر مسلمانوں کی اکثریت کے حقوق کی نگہداشت، سرکاری وغیر سرکاری سطح پر کی جائے، اور اقلیت کی خوشنودی کی خاطر اکثریت کے حقوق کو نظر انداز و پامال کرنے کی روایتی پالیسی کو ترک کر دیا جائے اور "اقلیت کو یہ حق نہیں ملنا چاہیئے کہ (وہ) اکثریت کے مسلّمہ عقائد، معروف روایات اور اکابرین حضرات کی تضحیک کرے۔ تجربہ یہی ہے کہ اقلیت نے اپنے مذہبی جوشِ جنوں میں اکثریت کی رواداری اور چشم پوشی کو کمزوری جانا اور پھر قصداً اس کے جذبات کو برانگیختہ کیا ہے۔"

(۶)

مدیر ہفت روزہ "حرمت" راولپنڈی (۱۲۔۱۸ اکتوبر ۸۴ء) اور مدیر ماہنامہ "بینات" کراچی (نومبر ۸۴ء کے شمارہ میں) نے اتحاد بین المسلمین کی خواہش کا اظہار کیا ہے، اور موجودہ نامساعد حالات میں بے حد مایوس اور پریشان نظر آرہے ہیں ——— اور اسی طرح ایک دردِ دل رکھنے والے مسلمان، میر عبد القیوم صاحب نے اپنے مضامین[1] میں نیک تمنّا کا اظہار فرمایا ہے۔ ان سب حضرات کی دلجمعی اور اطمینان کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد عبد الستار خان صاحب نیازی نے ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کو جو ایک چھ نکاتی فارمولا پیش کیا تھا، وہ ہر لحاظ سے جامع[2] و مانع ہے۔ بعض احباب نے اپنی جانب سے اتحاد بین المسلمین کے اور بھی

---

[1] مضامین کے لئے ملاحظہ ہو: ہفت روزہ حرمت راولپنڈی ۲۸ اکتوبر تا ۳ نومبر ۸۴ء اور ہفت روزہ مسلمان اسلام آباد، شمارہ ۳۔۹، ۷ نومبر ۱۹۸۴ء

[2] اسی افادیت کے پیشِ نظر ملک کے موقر جرائد و رسائل ماہنامہ الضیاء لاہور، ترجمانِ اہلسنت کراچی، میثاق لاہور، الجامعہ محمدی شریف
(باقی بر صفحہ آئندہ)

خامہ فرسائی کی ہے۔ انصاف کا تقاضا تھا کہ ہر عنوان پر وُہ مولانا کی پوری عبارت نقل کرتے اَور پھر اس پر لَے زنی کرتے سیاق و سباق سے منقطع جملوں کو سامنے رکھ کر اُنھوں نے اپنے اشہبِ قلم کی جولانی کا مظاہرہ کیا ہے، اَور اس طرح اپنی مربّی حکومت کے پٹرو ڈالر کا حقِ نمک ادا کیا ہے۔ مولانا نے جہاں مختلف فرقوں کے عقائد کا تذکرہ کیا ہے وُہ سب تشخیصِ مرض کی ذیل میں آتا ہے اَور جو علاج تجویز کیا ہے، اس میں بھی سب فرقوں کے لیئے علیحدہ اشارات موجود ہیں۔ افسوس ہے کہ نوائے وقت نے مولانا کی باقی ماندہ اقساط کو شائع نہیں کیا۔ اگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "اتحاد بین المسلمین" کے اصل مسئلہ سے ہٹانے کی جو سعی فرمائی، اُس کا شافی جواب (ضمناً) قولِ فیصل کے ذیلی عنوان "غلطِ مبحث" میں آ گیا ہے۔ علاوہ ازیں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے بھی جناب ظفر اللہ سندھو صاحب کا جوابی مضمون، روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۱ اکتوبر کے ملّی ایڈیشن میں ——— "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" کے عنوان سے ہی شائع ہوا۔ قارئین کے استفادہ کے لیئے موصوف کے جواب کا عکس کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ (ناشر)

لہ یہاں ملک کے موقر جریدہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کا ادارتی نوٹ (مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۸۴ء) بعنوان "فی سبیل اللہ فساد" کا اقتباس ذیل ملاحظہ فرمائیں ——— جو اسلامیانِ پاکستان کے لیئے لمحۂ فکریہ بھی ہے۔

"یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ ملکِ عزیز کی مذہبی تنظیموں اَور مخصوص دینی جماعتوں کو ان کے ہم عقیدہ امیر کبیر افراد، تنظیموں اَور ملکوں کی جانب سے تبلیغ کے نام پر پٹرو ڈالر کی خطیر رقوم مل رہی ہیں یا بعض شخصیتوں کو ذاتی طور پر یہ رقم دی جاتی ہے۔ یہ رقم ہمیں اندیشہ ہے جو بے بنیاد نہیں کہ باہمی منافرت پھیلانے کا باعث بن رہی ہے۔ ایسے وقت جب کہ اتحاد بین المسلمین کی شدید ضرورت ہے۔ ان درآمد شدہ تبلیغی رقوم کو دینِ اسلام کے استحکام اَور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اَور اتحاد پیدا کرنے کی بجائے نفاق، انتشار، منافقت اَور ایک دُوسرے کو کافر ٹھہرانے پر صرف کی جا رہی ہیں ———

حکومت کو اس صورتِ حال کا نوٹس لینا چاہیئے جو رقوم دُوسرے اسلامی ممالک تبلیغ کے لیئے دیتے ہیں، اگر حکومت ان رقوم کو اپنے طور پر صحیح تبلیغِ دین کے لیئے استعمال کرے تو یہ ان رقوم کا صحیح اَور جائز استعمال ہو گا بصورتِ ثانی، اگر ایسا انتظام نہ ہو تو پھر مُلکِ عزیز کے اندر صورتِ حال مزید خراب ہوتی جائے گی۔ اتحاد بین المسلمین صرف تمام مسلمانوں کا فرض ہی نہیں، ہر نوع کے مکاتبِ فکر کے دینی رہنماؤں کی بڑی بھاری اَور بنیادی ذمہ داری بھی ہے۔"

کئی فارمولے پیش کئے ہیں مگر یہ تمام سطحی اور غیر مؤثر ہیں۔ مولانا نیازی نے اس موقع پر بھی اپنے فارمولا کی وضاحت میں ایک مفصّل بیان جاری کیا جو روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہو چکا ہے۔

ہمیں اُمید واثق ہے کہ مدیرانِ موصوف اس مفصّل، مدلّل وضاحتی بیان کو نہ صرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے بلکہ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر ممکن جدّوجُہد جاری رکھیں گے۔

(۷)

کتاب بغرضِ طباعت، پریس میں جا رہی تھی کہ جناب صادق محمد احسن صاحب (ایڈووکیٹ) کا مختصر مضمون بعنوان "اتّحاد بین المسلمین" (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، یکم دسمبر ۱۹۸۴ء) نظر سے گذرا جس میں اُنھوں نے ——— "ہمارے دل میں ہر مسلمان طبقہ کے لئے درد ہے۔ اُمّت کا مجموعی درد ہے۔ اور ملک کے استحکام کا غم اور فکر ہے"[1] ——— کی صدا پر لبیک کہتے اور عمل پیرا ہوتے ہوئے جہاں مسلمانوں کے اندر "ملّی اتّحاد اور ذہنی ہم آہنگی کو دینِ ہُدیٰ کا طرۂ امتیاز" بتایا ہے وہاں بعض فرقوں کے عقائد کی قباحتوں سے قطع نظر، "اتّحاد بین المسلمین کے ذریعے اپنا وجود قائم رکھنے اور اقوامِ عالم میں قابلِ عزّت مقام حاصل کرنے" کے لئے یہ لاجواب اور بے نظیر نسخہ تجویز فرمایا ہے کہ مولانا نیازی، اعتقادی اور بنیادی اختلافات کو زیر بحث نہ لائیں تاکہ ملّتِ اسلامیہ کا ہر خیر خواہ، فرقہ واریت کے اس گھٹاٹوپ اندھیرے میں اتّحادِ ملّی اور یگانگت کی حسین صبحِ صادق، طلوع ہوتی دیکھ سکے ——— لیکن اسلام ایک اصولی نظریاتی مذہب ہے جو نظامِ الٰہی کا علم بردار ہے۔ وُہ با کلمہ یا بے کلمہ کسی کو بھی یہ حق نہیں دیتا کہ اس کے فکری سرمائے پر کوئی حملہ آور ہو ——— لہٰذا دعوتِ اتّحاد کا یہ ایک نہایت گھٹیا مظاہرہ ہے کہ اتحاد کا آغاز بجائے اصول کے فروع سے ہو اور اصول یک لخت نظر انداز ہوں بلکہ مصلحین نے ہمیشہ یہ اصول ملحوظِ خاطر رکھا ہے کہ اتّحاد کا آغاز اصول سے ہو نہ کہ فروع سے ——— اور اسی راستے سے ملّتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی ممکن ہے اور اُس کا مستقبل روشن بھی۔

قمر الدّین ناظمِ مکتبہ

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) جھنگ، ہفت روزہ الہام بہاولپور، لولاک فیصل آباد، روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "نوائے وقت" لاہور نے اس فارمولا کو ۲ مرتبہ شائع کیا۔ علاوہ ازیں انجمن خدّامِ اسلام پاکستان، لاہور نے چھ نکاتی فارمولا کو علماء و مشائخ کے تائیدی اسماءِ گرامی کے ساتھ کثیر تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا۔

(محمد سعید الرحمٰن علوی: فرقہ واریت کی آگ

[1] ہفت روزہ "چٹان" لاہور، ۱۹ نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۴۲، کالم ۲

اِتّحادِ بینَ المسلمین

وقت کی اہم ضرورت

اِتّحادِ بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

اِتّحاد بین المسلمین ایک ایسا متّفق علیہ اور فوری توجّہ کا مُستحق موضوع ہے کہ سارے عالمِ اسلام میں ایک فردِ بشر بھی اِس کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور اَب تو اِتّحاد و تعاون کی اہمیّت اِس قدر بڑھ گئی ہے کہ مذہبی فرقہ بندیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی گروہ بندیوں کے خاتمے کا بھی مطالبہ کیا جا رہا ہے اور متحدہ محاذ بن رہے ہیں۔

ماضی میں اِن مقاصدِ عالیہ کے حصُول کے لِئے متحدہ جمہُوری محاذ، متفقہ حزبِ اختلاف، قومی جمہُوری محاذ اور ۱۹۷۷ء میں پاکستان قومی اِتّحاد وجُود میں آیا۔ علیٰ ہٰذا القیاس ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۷۷ء میں تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت اور تحریکِ نظامِ مصطفےٰ کے لِئے ملک کی تمام مذہبی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئیں۔ اُس وقت مقصد و مطمحِ نظر بالکل واضح، صاف اور غیر مبہم تھا۔ نہ تو بحالیِ جمہُوریّت پر کسی کو اعتراض ہو سکتا ہے اور نہ ہی تحفّظِ ختمِ نبوّت پر۔ حال ہی میں مُلک بھر میں جماعتی یا غیر جماعتی بنیادوں پر اِنتخابات کا مسئلہ "مابہ النزاع" بنا ہے تو پھر جتھہ بندی ہو رہی ہے ـــــ الغرض اِتّحاد بین المسلمین کے لِئے منزلِ مقصُود اور ہدف بالکل واضح ہونا چاہیئے۔ جمہُوریّت اور تحفّظِ ختمِ نبوّت ایسے مقاصد ہیں، جن پر پہلے بھی اُمّتِ محمّدیہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ اب بھی اجماع موجود ہے۔

اِتّحاد کا ہدف

اَب جب اِتّحاد کے لِیئے تحریک اُٹھ رہی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کِس مقصد کے لِئے اتحاد ؟۔ آئندہ اِنتخابات کے لِیئے یا کسی اَور مقصد کے لِیئے ۔ جہاں تک اِنتخابات کے لِیئے اِتحاد اَور کِسی متّفق علیہ ہدف یا مطمحِ نظر کا سوال ہے تو موجُودہ تحریکِ اِتحاد کے بعض داعی ، غیر جماعتی اِنتخابات کو ملک وملّت کے لِیئے تباہ کن اَور مضرّت رساں سمجھنے کے باوجُود "متاعِ قلیل" اَور "نفعِ رذیل" کی خاطر بہرطور قبُول کرنے پر آمادہ ہیں ۔ اِس طرح اِبتداء سے ہی اِتّحاد کے بجائے اِفتراق سے بُنیاد اُٹھائی جا رہی ہے ۔ آئندہ متوقع اِنتخابات میں دو دھڑے علی الاعلان ایک دُوسرے کے مقابلے میں آجائیں گے ۔ جماعتی اَور غیر جماعتی ۔

اگر اِنتخابات میں کامیابی مقصد نہیں تو پھر اِتحاد کِس لِیئے ۔ کیا یہ اِتحاد بائیں بازو یعنی لیفٹسٹ (LEFTISTS) کے خلاف رائٹسٹ (RIGHTISTS) یعنی دائیں بازو والوں کا اِتحاد ہے یا دین اَور ایمان کو سیاست کی اساس تسلیم کرنے والوں کا اِتّحاد ، لادینوں اَور مادہ پرستوں کے خلاف ـــــــ

اِس نئی تحریکِ اتّحادِ ملّتِ اِسلامیہ نے اگرچہ اپنے منشور کے نکتہ دوم میں اِس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ "اِس ملک میں اِسلام کے منافی کِسی نظریہ وخیال (سوشلزم ، کمیونزم ، لادینیّت ، پرویزیّت یا مرزائیّت وغیرہ) کی تبلیغ واشاعت کا کوئی جواز نہیں ہے[1] ۔" مگر اِس میں بالآخر حکومت کو متوجّہ کرنا ہو گا کہ خلافِ اِسلام تبلیغی سرگرمیوں پر قدغن لگائے ۔ لیکن اِس کا کیا علاج کہ مطالبہ کرنے والے خود لخت لخت اَور گروہ در گروہ ایک دُوسرے کے خلاف صف آرا ہیں ۔ تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ تحریکِ اِتّحاد آئندہ اپنے لائحہ عمل میں فرقہ وارانہ اِختلاف واِنشقاق کے علاج کے

---

[1] اِشتہار (تحریکِ اِتّحادِ ملّتِ پاکستان) مطبوعہ جولائی ۱۹۸۴ء

لئے سوائے نعرہ بازی کے اور کوئی پروگرام نہیں دے رہی محض سطحی باتیں کر رہی ہے۔

اِتّحاد کا مُناسب وقت کب؟

پاکستان کا ہر شہری محسوس کرتا ہے کہ جب سے متحدہ مقاصد (تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوّت، تحریکِ نظامِ مصطفٰی) نگاہوں سے اوجھل ہُوئے ہیں مسلمان باہم آویزی میں اُلجھ کر مکابرہ و مناظرہ کی دلدلوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ کہیں صلوٰۃ و سلام پر تکرار ہے تو کہیں مدح و قدحِ صحابہ پر، کہیں محافلِ میلاد پر فساد ہے تو کہیں ایصالِ ثواب پر مناقشہ۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ نئے اتحاد کے داعی اِس موقع پر فریقِ مقدّمہ بننے کے بجائے محاکمہ کرتے اور ایک دُوسرے کے جذبات و احساسات کو برداشت کرنے اور دِل آزاری کا زہر ختم کرنے کے لئے جدّوجُہد کرتے۔ مگر صُورتِ حال یہ سامنے آئی کہ اتحاد کے داعی خود اپنے مخالف مسلک رکھنے والوں سے اُلجھ رہے تھے۔

بیرُونِ پاکستان نفرت و افتراق انگیزی

پاکستان میں اس قسم کے تنازعات متعدّی مرض کی طرح باہر بھی پھیل گئے۔ ان داعیانِ اتحاد کے ہم عقیدہ، ہم مسلک لوگوں نے بیرُونِ پاکستان بھی یہی مسائل کھڑے کر کے وہاں کی حکومتوں سے اپنے مسلک و عقیدہ سے ہم نوائی نہ کرنے والوں کو مبتلائے مصیبت و عذاب کر دیا ہے۔ ہمارے پاس اس امر کے واضح ثبوت موجُود ہیں کہ کویت میں مولانا محمد حسین رضوی اور قاری محمد حسین قادری کو محکمہ اوقاف، کویت سے نکلوانے والے یہی لوگ ہیں، جن کے قائدین آج داعیانِ اتحاد بنے ہوئے ہیں۔

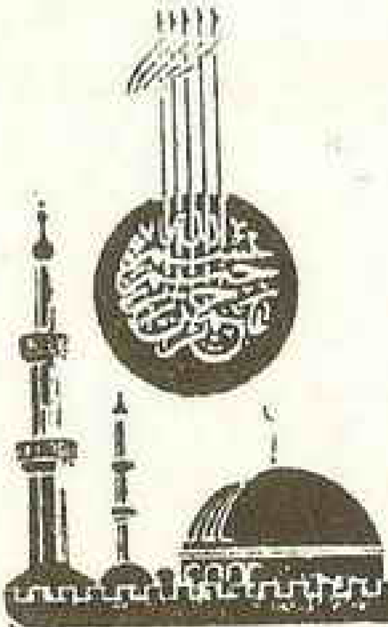
مولانا ابُو الرضا اللہ بخش نیّر ساکنہ چمن شاہ ضلع لیّہ گروپ لیڈر حجاج نمبر ۲۵۰۱۔ کو ڈ نمبر ۸۸ الف جو حجِ بیت اللہ کی غرض سے مکّہ مکرّمہ میں مقیم تھے، مخالف عقیدہ لوگوں کی جاسُوسی سے گرفتار ہُوئے۔ اُنہوں نے مجھے سجن العمومی الظاہر مکۃ المکرّمہ سے خط لکھا جس کے متعلقہ اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

7123

ا۔ میرے خلاف رپورٹ مخالف عقیدہ رکھنے والے پاکستانیوں نے کرائی۔
ب۔ میری تقریر کے نا تمام اور مسخ شدہ کیسٹ اِن ہی لوگوں نے پیش کئے۔
ج۔ میرے اور انتظامیہ کے درمیان ترجمان یہ ہی لوگ تھے اور ترجمانی کے وقت مجھے اور میرے اکابر کو ننگی گالیاں دیتے رہے۔
د۔ میری گرفتاری کے لئے یہی لوگ پولیس کو میرے مکان پر لے آئے۔

(مکتوب مورخہ ۷ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ/۲۴۔ نومبر ۱۹۸۲ء)

انفرادی طور پر اس قسم کے بیسیوں واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ کویت۔ دوبئی۔ ابوظبی۔ سعودی عرب بلکہ دنیا میں جہاں کہیں دوسرے عقیدے کے لوگ موجود ہیں، انہوں نے اہلسنّت کے خلاف بدعتی، مشرک اور کافر ہونے کے فتوے لگا رکھے ہیں۔ اِن دردناک حالات، حوادث اور تفرقہ بازی کے انتشار و خلفشار کو روکنے کے لئے موجودہ علمبردارانِ اتحاد نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ محض تماشائی بنے رہے ــــــــــ بیرونِ پاکستان اہلِ اسلام میں نفرت اور افتراق انگیزی کے لئے مسلسل ریشہ دوانیاں جاری ہیں۔ مُشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں:۔



الهدى

ملحق ديني يصدر مع الاتحاد كل يوم جمعة

■ العدد السادس والثمانون ■ الجمعة ٢٦ رجب ١٤٠٤ هـ الموافق ٢٧ ابريل ١٩٨٤ م ■

حديث شريف

لما كذبتني قريش قمت في الحجر فجلا الله لي بيت المقدس فطفقت أخبرهم عن آياته وأنا أنظر إليه.

قرآن كريم

● الصفحة الرابعة ● الهدى ● الجمعة ٢٦ رجب ١٤٠٤ هـ

تلقى «الهدى» عدة رسائل من الاخوة القراء تتحدث عن وجود طائفة جديدة من الطوائف الخارجة عن الاسلام تسمى طائفة «البريلوية» وان هذه الطائفة بدأت تمارس نشاطها في البلاد عن طريق بعض الافراد من غير العرب .. الذين يعملون في المساجد.

وقد افتى علماء المسلمين بانحراف هذه الطائفة عن العقيدة الاسلامية، لان معتقداتهم تخالف الشريعة الاسلامية الغراء، وتدور هذه المعتقدات الخاطئة حول شخصية الرسول ﷺ.

وهذه الطائفة هي واحدة من الطوائف المتعددة الخارجة عن الدين الاسلامي، ومنبعها الهند، وقد سميت بالبريلوية او البريلبين نسبة الى مؤسس هذه الطائفة البريلوي احمد رضا، الذي ولد في الهند ومات في عام ١٩٢١ عن عمر يناهز ستة وخمسين عاما في وقت كانت الهند ترزح فيه تحت نير الاستعمار البريطاني الذي تعود ان ينشيء مثل هذه الطوائف الخارجة عن الدين الاسلامي، لتكون كالسوس ينخر في عضد الامة الاسلامية، وهو يمد لها يد العون، ويقدم لها التسهيلات في سبيل نشر عقيدتها.

طائفة البريلوية

خارجة عن الدين واتباعها يعملون في مساجد الدولة!

ابوظہبی کے مشہور اخبار الھدیٰ کا ایک صفحہ

البریلویۃ طائفۃ خارجۃ عن الدین

واتباعها یعملون فی مساجد الدولۃ

جس کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے

الہدیٰ کو قارئین کی جانب سے متعدد خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں خارج از اسلام گروہوں میں سے ایک نئے گروہ کا ذکر کیا گیا ہے جس کا نام بریلوی ہے۔ اور یہ گروہ غیر عرب افراد کے ذریعہ جو یہاں مسجدوں میں کام کرتے ہیں اپنی اشاعت کر رہا ہے۔ مسلم علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ گروہ اسلامی عقائد سے منحرف ہے کیونکہ ان کے عقائد شریعت اسلامی کے خلاف ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق غلط عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ گروہ ان متعدد گروہوں میں سے ایک ہے جو دین اسلام سے خارج ہیں۔ اس کا مرکز ہندوستان میں ہے اس گروہ کا نام بریلوی یا بریلین ہے۔ جو کہ اس گروہ کی بنیاد رکھنے والے شخص احمد رضا بریلی کے رہنے والے کی نسبت سے ہے۔ جو کہ ہندوستان میں پیدا ہوا اور ۱۹۲۱ء میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کیا جبکہ ہندوستان برطانیہ کا ماتحت تھا جو چاہتا ہے کہ دین اسلام سے خارج گروہوں کو پھیلایا جائے امت مسلمہ میں رخنہ ڈالا جائے اور برطانیہ ان کی نشر و اشاعت میں مدد کرتا ہے

الھدی الصفحۃ الرابعۃ

الجمعہ ۲۶ رجب ۱٤۰٤ھ

۲۷ اپریل ۱۹۸٤ء

رابطة العالم الإسلامي

جامعة ثقافية اسلامية تهذيبية

تصدر عن إدارة الصحافة والنشر برابطة العالم الإسلامي – مكة المكرمة

السنة الثالثة والعشرون • العددان الخامس والسادس • جمادى الأولى والآخرة ١٤٠٥ هـ • فبراير • مارس ١٩٨٥ م

مدير إدارة الصحافة والنشر

عبد الله أحمد الداري

هاتف: ٥٣٦٤٩٣٢ – مكة المكرمة

سكرتير التحرير

عبدالباسط عزالدين

كلمة الشهر

البريلوية بعد القاديانية

ملة الكفر واحدة .. وان اختلفت أساليبها .. وتباينت أشكالها .. وتنوعت اتجاهاتها ..

ومنذ سنوات صدر قرار الحكومة الباكستانية باعتبار القاديانية طائفة خارجة عن الاسلام .. وهي الملة التي كفرت بفريضة الجهاد .. واعتبرت مرزا غلام أحمد خاتم الأنبياء والرسل .. زورا وبهتانا .. باطلا ..

ونحن اليوم في حاجة إلى قرار آخر .. في مستوى قرار القاديانية الكافرة .. قرار يدين « البريلوية » ويعتبرها ملة خارجة على الدين الاسلامي ..

ولئن كانت القاديانية نشأت في ظل الاستعمار البريطاني لشبه القارة الهندية وتبنت أفكاره المعادية للاسلام ..

ومحاولاته لهدم الجهاد واسقاطه كفريضة اسلامية .. فإن البريلوية هي الأخرى نشأت في ظل الاستعمار البريطاني نفسه .. وانطلقت في شبه القارة الهندية نفسها .. فهذه شقيقة تلك .. أهدافهما واحدة .. هي محاولة الكيد للاسلام والتطاول على معتقداته .. وتضليل السذج من الناس ..

إن طائفة « البريلوية » الضالة المضللة أنشأها البريلوي « عبد المصطفى » ما بين عامي ١٢٧٢ هـ و ١٣٤٠ هـ وينتسب الى مدينة بريلي إحدى مدن ولاية يوبيش بالهند .. تتلمذ على يد المدعو « مرزا قادر بك » وهذا شقيق « المرزا غلام أحمد » مخترع القاديانية ..

« يقول الأستاذ احسان الهي ظهير في كتابه عن هذه الطائفة .. ان نشاطها ازداد في الأونة الأخيرة وانها أخذت تتعاون مع ميلاتها من المذاهب المنحرفة كالقاديانية والبابية والبهائية والباطنية لنشر الأباطيل والأكاذيب وتشويه صورة الاسلام النقية الصافية بترويج القصص والأساطير والخرافات والترهات ، وانزال الندور والقرابين منزلة الصلاة والزكاة وبديل الصوم والحج مما يضلل به العامة ثم الكيد والمؤامرات ضد اتباع الكتاب والسنة . والدعاة إلى وحدانية الرب وإلى عقيدة التوحيد الخالص في الوهيته وربوبيته .. »

ويستطرد الأستاذ ظهير ..

« وأكثر من ذلك إصدار فتاويهم بتكفير كل من لا يؤمن خرافاتهم وخزعبلاتهم وكل من يعاصيهم في ارائهم المبنية على الوهم والخيال وعقائدهم المستفادة من الوثنيين والمشركين ومن الهندوسية وتعاليمهم التي تدعو الأمة إلى الجهل وعدم التعقل والتفكر وهجومهم على أسلاف هذه الأمة وأعيانهم الذين لهم شرف كبير في نشر علوم القرآن والسنة والدفاع عنها . والرد على تحريفات المحرفين وتأويلات المأولين .. »

ومخترع هذه المعتقدات الفاسدة ما هي إلا بقايا أفكار انحرفت وتسترت تحت شعارات مزيفة .. مضللة ونشأت في أحضان الاستعمار البريطاني .. الصليبي الحاقد .. والذي يسعى لبث سمومه وترويج أباطيله واغراق بعض المجتمعات الاسلامية بالخرافات والخزعبلات والانحرافات الفكرية والعقائدية ..

هؤلاء المفسدون في الأرض .. الغارقون في بحر الظلمات .. ظلمات الجهل والضلال والشرك والكفر .. يجب التحذير منهم .. وتنبيه المسلمين إلى خطرهم على العقيدة الصحيحة .. وإصدار فتوى شرعية بتكفيرهم وضلالهم ..

وكما جاء قرار القاديانية قويا قاطعا حاسما حازما كذلك فإننا نتطلع الى قرار البريلوية باعتبارها طائفة خارجة على الاسلام .. ومعه كافة ملة مضللة .. ويعامل اتباعها ومعتنقوها كما يعامل اتباع الطائفة القاديانية وغيرهم من الطوائف الخارجة عن الدين الاسلامي .. لتظل للاسلام نقاوته وصفاوته وكما اراد الله تعالى له دائما حيث قال في كتابه العزيز وهو أصدق القائلين :

« إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون »

سعودی عرب سے شائع ہونے والے ماہنامہ "رابطۃ العالم الاسلامی" مکہ مکرمہ، جمادی الاولیٰ و الآخرہ ۱۴۰۵ھ / مارچ ۱۹۸۵ء کا ادارتی نوٹ

قادیانیوں کے بعد بریلویوں کی باری

کافر ایک ہی ملت ہیں اگرچہ اُن کے طریقے مختلف، اُن کی شکلیں جُدا جُدا اور قسمیں علیحدہ ہیں۔ کئی سال پہلے حکومتِ پاکستان نے قادیانی جماعت کو اسلام سے خارج قرار دیا تھا ــــــ یہ وُہ ملت ہے جس نے جہاد کی فرضیت کا انکار کیا ــــــ اور مرزا غلام احمد کو جھوٹ، بہتان اور ناجائز طور پر رسُول جانا، اور آج ضرورت ہے کہ ایک دُوسری جماعت بریلوی کو قادیانیوں کی طرح کافر اور دینِ اسلام سے خارج قرار دیا جائے ــــــ قادیانی، حکومتِ برطانیہ کے زیرِ سایہ پیدا ہُوئے اور انہوں نے ایسے افکار و عقائد اپنائے جو اسلام کے خلاف تھے، جیسے جہاد کی فرضیت کا انکار ــــــ بریلوی انگریز حکومت کی دُوسری پیداوار ہیں، وُہ بھی ہندوستان میں اُسی طریقہ پر چلے۔ یہ بھی ان کے بھائی ہیں۔ ان کا ہدف بھی ایک ہے وُہ اسلام میں مکر اور حیلے کرنے والے اور اپنے عقائد کے مطابق تاویلیں کرنے والے اور سیدھے سادے لوگوں کو گمراہ کرنے والے۔ بے شک بریلوی جماعت گمراہ اور گمراہ گر۔ یہ جماعت ۱۲۷۲ھ تا ۱۳۴۰ھ بریلوی "عبد المصطفےٰ" نے قائم کی اور بریلوی کی نسبت ہندوستان کے صوبہ اترپردیش کے ایک شہر بریلی کی طرف ہے۔ وُہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا قادر بیگ کے شاگرد ہیں۔

اُستاد احسان الٰہی ظہیر اپنی کتاب (البریلویۃ) میں اس جماعت کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

"اِس گروہ کی قوت دَورِ آخر میں بڑھ گئی ہے اور انہوں نے مذاہب باطلہ جیسے قادیانی، بابیہ، بہائیہ، باطنیہ کے ساتھ تعاون شروع کر رکھا ہے تاکہ باطل اور جھوٹ کو پھیلائیں اور اسلام کی شکل کو مسخ کریں، قصہ کہانی خرافات اور اوہام کی ترویج کریں۔ نذر و نیاز وغیرہ کو بمنزلہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے بڑائیں تاکہ عام لوگ گمراہ ہو جائیں۔ پھر ان کا مکر اور ان کی کانفرنسیں قرآن و سُنت کی پیروی اور رب کی وحدانیت، توحید خالص، الُوہیت و ربُوبیت کی طرف بُلانے والوں کے خلاف ہیں۔"

اُستاد ظہیر لکھتے ہیں :۔

"اور اس سے بڑھ کر ان کی تاویلات کا محور ہر اُس شخص کی تکفیر کرنا جو ان کی خرافات اور بیہودگیوں کو نہ مانے وُہ ان کی رائے، وہم اور خیال میں نافرمان ہے۔ انہوں نے اپنے عقائد ہندوستان کے بُت پرست اور مشرکین سے لئے ہیں، اور ان کی تعلیم جس کی طرف اُمت کو وُہ دعوت دیتے ہیں وُہ جہالت، کم عقلی اور فکر سے محرُومی، اور اس اُمت کے اسلاف کو کوسنے پر مبنی ہے حالاں کہ علُومِ قرآن و حدیث کے پھیلانے والے ایسے بزرگ ــــــ جنھوں نے محرفین کی تحریفات، غلط تاویلیں کرنے والوں کی تاویلات اور عقائدِ فاسدہ کے گھڑنے والوں کا دفاع کیا ــــــ کے لئے شرفِ کبیر ہے۔"

یہ فاسد عقائد ــــــ برطانیہ کی عیسائی حکومت کے زیرِ سایہ فرنگی استعمار کی آغوش میں پروان چڑھنے والے افکارِ منحرفہ، مضلہ کی یادگار ہیں ــــــ ملتِ اسلامیہ میں ان خرافات منحرفہ کفریہ کا زہر پھیلانے والے ــــــ زمین میں فساد کرنے والے ــــــ اور جہالت، ضلالت، گمراہی اور شرک و کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبنے والے یہی لوگ ہیں ــــــ ان سے بچنا واجب ہے، مُسلمانوں کو ان کے شر سے خبردار کرنا اور صحیح عقیدہ کا بتانا اور ان کے کفر و گمراہی پر شرعی فتویٰ جاری کرنا ضروری ہے جیسا کہ قادیانیوں پر قطعی حکم جاری کیا گیا ــــــ اسی طرح ہم اُمید کرتے ہیں کہ بریلوی بحیثیت جماعت کے اسلام سے خارج ــــــ اور ایک جماعتِ ضالہ، مضلہ کافرہ قرار دیئے جائیں ــــــ ان کے ماننے والوں کے ساتھ وُہ ہی سلوک کیا جائے جو قادیانیوں کے ساتھ کیا گیا ہے اور اس جماعت کو دینِ اسلام سے خارج کیا جائے تاکہ یہ اسلام میں گمراہی نہ پھیلائیں اور اسلام مجلّیٰ اور پاک صاف رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے ارادہ فرمایا ہے، اور اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے :۔

"ہم نے ذکر نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

اندرونِ مُلک تعلیمی اداروں میں جاھلانہ تعصّب

اندرونِ مُلک تعلیمی اداروں میں داخلہ، اساتذہ کی تقرری، ترقی اور درجہ بندی میں جس جاہلانہ تعصّب اور معاندانہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے، اس کی بابت آئے دن شکایات اخبارات میں چھپ رہی ہیں۔ خاص طور پر اسلامی یونیورسٹی[1]، اسلام آباد کے سٹاف اور انتظامیہ میں ان ہی اساتذہ اور دانشوروں

---

[1] روزنامہ "جنگ" لاہور (۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء) نے اپنے ادارتی نوٹ میں "اسلامی یونیورسٹی کے معاملات کی تحقیقات" کے عنوان سے اِسلامی یونیورسٹی، اِسلام آباد میں پائی جانے والی عصبیّت جس نے خوشگوار تعلیمی ماحول کو متاثر کیا ہے، کی جانب توجّہ دلائی ہے۔

"اِسلامی یُونیورسٹی، اِسلام آباد میں ــــــ یُونیورسٹی کے مختلف شعبوں سے گذشتہ سال کچھ ملازمین کو نکال کر ان کی جگہ نیا عملہ بھرتی کر لیا گیا تھا، یونیورسٹی کے اِس اقدام کے خلاف ــــــ یہ شکایت بھی سُننے میں آئی کہ جن ملازمین کو برطرف کرنے کے بعد نیا عملہ بھرتی کیا گیا ہے، وُہ تعلیمی قابلیّت اور تجربے میں برطرف کئے جانے والے ملازمین سے کہیں کم تر ہے۔

اِسلامی یُونیورسٹی، اِسلام آباد کے ــــــ بعض ایسے مقتدر اہلِ علم جو اس یونیورسٹی سے وابستہ تھے، ــــــ انہیں ان کے مذہبی خیالات اور نقطہ نظر سے اختلاف کی بنا پر ملازمتوں سے برطرف کیا گیا ــــــ یہ بات کسی طور خوش آئند نہیں کہ دارالحکومت کے ایک مقتدر تعلیمی ادارے کے حالات اس قدر دِگرگوں ہوں کہ عملے کو اِنتظامیہ کے بعض ارکان محض اپنے مذہبی مکتبِ فکر سے اختلاف کی وجہ سے ملازمت سے ہی نکال دیں، یہ (ایک) ایسی عصبیت ہے جس کا تعلیمی اداروں میں وجُودِ نامسعُود برداشت نہیں کیا جانا چاہیئے" ــــــ

کو تعینات کیا جا رہا ہے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہیں یا اُن کے پاکستانی گماشتوں کے آلۂ کار ہیں بلکہ جو لوگ نجدیہ وہابیہ، مودودیہ اور دیوبندیہ عقائد و نظریات سے سرِ مو انحراف کرتے ہیں، اُنہیں بیک بینی و دو گوش جامعہ مذکور سے نکال دیا جاتا ہے۔ حال ہی میں مندرجہ ذیل پروفیسروں کو محض اسی تقصیر پر برخواست کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے عقیدہ و مسلک کو بکاؤ مال نہیں سمجھتے۔ حکومتِ سعودیہ کی امداد اگر نجدیہ عقائد کی ترویج و اشاعت کے ساتھ مشروط ہے تو اسے "عطائے تو بلقائے تو" کے مصداق مسترد کر دینا چاہیئے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کسی خارجی حکومت کی رائے یا مشورہ کا پابند نہیں ہو سکتا۔

۱۔ مولانا عبدالوہاب صاحب ایم۔اے عربی گولڈ میڈلسٹ
۲۔ پروفیسر حافظ محمد ارشد صاحب
۳۔ پروفیسر نور محمد صاحب میمن (انہیں یہ کہہ کر خارج کیا گیا ہے کہ تمہارا نام مشرکانہ ہے)
۴۔ حافظ محمد سلیم ہمدانی
۵۔ محمد شریف سیالوی سینئر ریسرچ افسر
۶۔ سیّد ذاکر حسین شاہ صاحب ریسرچ افسر
۷۔ پروفیسر آغا حسین ہمدانی

علاوہ ازیں ڈاکٹر صغیر حسین صاحب معصومی جیسے عالمی شہرت یافتہ اور عالم علومِ اسلامیہ کے ماہر کو بھی کلیہ اصول الدین، دعوہ کی سیادت سے الگ کر دیا گیا ہے ——— یونیورسٹی میں عام طور پر تقرری اب اس طرح کی جاتی ہے کہ اپنی خاص برانڈ کا آدمی تلاش کر کے اُسے ایڈہاک یا کنٹریکٹ پر رکھا جاتا ہے، بعد میں پوسٹ کو مشتہر کر کے اس کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔[۱]

جب سے نئی انتظامیہ برسرِ اقتدار آئی ہے، سیاسی اور جماعتی اختلاف پر اساتذہ کی برطرفیوں کا یہ افسوسناک سلسلہ شروع ہے۔

---

[۱] اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے متعلق چالیس نکاتی میمورنڈم، شائع کردہ پاکستان حنفی سرکل، اسلام آباد، ص ۴

اَوقاف کے اِنتظامات

دعوتِ اتّحاد دینے والوں کا فرض تھا کہ وُہ اندرُونِ مُلک مذہبی خلفشار و انتشار کو روکنے کے لئے مخالف مسلک و مکتبۂ فکر کے اَوقاف پر متصرّف ہونے کو روا نہ رکھتے، عدل و انصاف کا تقاضا تھا کہ جس عقیدہ و مسلک کے اَوقاف ہیں اِنتظام بھی اُن ہی کے سپُرد ہوتا۔ اس کے لئے دلیلِ شرعی ظاہر و باہر ہے یعنی واقف کے عقیدہ و مسلک کو فیصلہ کن قرار دیا جائے اَور اس کی وصیّت کو نص کا درجہ دیا جائے ——— لیکن بار بار مطالبات کے باوجُود اہلسنّت کے اِس مبنی بر حق و انصاف موقف کی مخالفت کی گئی۔ مرکزی حکومت کے مشیرانِ مذہبی امُور و انتظامِ حج بھی دُوسرے عقیدے کے لوگ مقرر کروائے گئے۔ حتّٰی کہ اِسلام آباد کی ۷۵ فی صد سرکاری مساجد ان ہی داعیانِ اتّحاد کے زیرِ تصرّف و اِنتظام لائی گئیں اَور سُپر مارکیٹ کی جامع مسجد باوجود وعدہ[۲] کے اہل سُنّت کو نہیں دی گئی۔

بنابریں داعیانِ اتّحاد کو زبانی کلامی وحدتِ فکر و عمل اَور اخوّت و محبّت کے لِئے نعرہ بازی کی بجائے سب سے پہلے باہم گفت و شنید، افہام و تفہیم اَور ایثار و درگذر سے کام لے کر اس اختلاف

---

[۱] اسی لئے قومی اخبارات نے خلفشار و انتشار کے مستقل سدِّباب، اَور ہمارے حق و انصاف پر مبنی اس مطالبہ کی حمایت میں متعدد بار اپنے اداریوں کالموں میں محکمہ اَوقاف کو اندریں قسم کے الفاظ''.... محکمہ اَوقاف کے اربابِ اختیار کی اکثریّت اپنے مسلک، اپنی سوچ اَور اپنی اپروچ کی مناسبت سے مزارات کی تقدیس کی قائل ہی نہیں۔ ہمارے خیال میں جو''روشن خیال'' لوگ مساجد اَور مزارات کی دیکھ بھال کو''مُردہ پرستی'' تصوّر کرتے ہیں انہیں مزارات اَور اُن سے ملحقہ مساجد کی نگرانی یا خدمت کا فرض سونپنا اُنہیں ذہنی کوفت پہنچانے کے مترادف ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ ایسے لوگوں کو اس ذہنی کوفت سے نجات دِلائی جائے اَور ان کی جگہ ان لوگوں کو مقرر کیا جائے جو مزارات اَور مساجد کی تقدیس کے قائل ہوں......'' جیسے جھنجھوڑا ہے۔ (بحوالہ روزنامہ''نوائے وقت'' لاہور، ۱۰۔فروری ۱۹۸۱ء)

[۲] صدرِ مملکت نے جسٹس پیر کرم شاہ سے وعدہ کیا تھا۔ نیازی

کو دُور کرنا چاہیئے تھا، اور اَب بھی خالی خولی بے رُوح وعظ و تلقین اور لیپا پوتی کو چھوڑ کر سنگین حقائق کا سامنا کرنا ہوگا۔ اختلاف و افتراق کی نشان دہی کے بعد علاج نہ سوچنا، نہ صرف ابلہ فریبی ہے بلکہ راہِ فرار اختیار کرنے کے مترادف ہے۔

کنزُ الایمان پر پابندی

مارچ ۱۹۸۲ء میں حکومتِ کویت، عرب امارات اور سعودیہ کی جانب سے کنز الایمان اور خزائن العرفان کی ضبطی اور تلفی کے احکامات جاری کیئے گئے تو اُس وقت انصاف کا تقاضا تھا کہ مسلمانوں میں اتحاد، اعتماد، اخوّت اور تعاون کے لیئے اِن متعصب حکومتوں کو یک طرفہ ضبطی اور تلفی کے احکامات واپس لینے پر مجبور کیا جاتا۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیئے فریقین کو مذاکرہ کی دعوت دی جاتی، مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ بعض عقربی ذہنیت رکھنے والے متعصّبین نے اندرُونِ پاکستان بھی اِس قسم کی پابندی کا مطالبہ کیا۔ یہ لوگ جو آج دعوتِ اتحّاد دینے کے لیئے پیش پیش ہیں، چُپ سادھے بیٹھے رہے۔ مَیں نے اُس وقت سفراء عرب امارات، کویت اور حکومتِ سعودیہ عربیّہ کے نام ایک مفصّل خط ارسال کیا، جس میں اتحّادِ ملّت کی خاطر کسی معقول و باوقار تصفیہ کی جانب راہ نمائی کی گئی تھی۔ چُونکہ ہم آج ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے اختلاف، افتراق، انشقاق اور اِن سے پیدا شدہ عناد و عداوت اور مخاصمت اور مجادلت کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اِس لیئے اِس خط کا تذکرہ مسئلہ کے حل میں ممدّ و معاون سمجھتے ہُوئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ فھو ھذا:۔

"۲۲۔ اونکار روڈ، اسلام پُورہ، لاہور

۲۷۔ مارچ ۱۹۸۲ء

مُحِبّی! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مورخہ ۷۔ مارچ ۱۹۸۲ء کے اخبارات میں آپ کے وزیرِ انصاف، اوقاف اور امورِ مذہبیہ (حکومتِ کویت) کی جانب سے اعلان ہوا ہے کہ رابطہ عالمِ اسلامی کے

سیکرٹری جنرل جناب محمّد علی الحرکان کی تائید اور توثیق سے اہلِ سُنّت و جماعت کے مُسلّمہ مقتدا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن (کنز الایمان) اور اس پر تفسیری حاشیہ (خزائن العرفان) کو ضبط کر کے نہ صرف اتلاف پر اکتفا کیا گیا ہے بلکہ دُوسرے ممالک میں اس کے خلاف ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں۔ آپ کی حکومت کا یہ اقدام انتہائی طور پر متعصّبانہ اور دل آزارانہ ہے۔ اس غلط اور ناروا اقدام سے پہلے آپ نے یہ نہیں سوچا کہ آپ کی دینی اجارہ داری کو کوئی سندِ جواز نہیں ملی اور نہ ہی مُسلمانانِ عالم نے اجتماعی طور پر اپنی قیادت آپ کو سونپی ہے۔ آپ خود ساختہ ترجمان کیوں بن رہے ہیں۔

اس یک طرفہ فیصلہ سے آپ نے دُنیا کے ۸۵ فی صد اہلِ سُنّت و جماعت کے جذبات مجروح کئے ہیں اور اپنی مقبولیّت و ہر دل عزیزی کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ ہماری قرارداد اِس سلسلہ میں مفصّل ہے اور لف ہذا ہے۔

اگر آپ کو یہ شوق ہے کہ اُمّتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کو ایک متفق علیہ ترجمہ پر جمع کیا جائے تو ایک عالمی مؤتمر کا اہتمام کیجئے جس میں ساری دُنیا سے مسلمانوں کے نمائندہ جیّد علماء دین اور مفسّرینِ قرآنِ عظیم کو دعوت دیں۔ یہ تمام علماء و مفسّرین دین کی خدمت اور اہلِ اسلام کے عالمی اتحاد کی خاطر باہمی مذاکرہ و مفاہمت کے بعد صرف ایک ترجمہ پر جمع ہو جائیں، تعصّب و عناد کو مسترد کرتے ہُوئے تفسیر بالرّائے کے بجائے قرآن کی تفسیر و مفہوم خود قرآن سے اخذ کریں۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ احادیثِ صحیحہ، تعاملِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تفقّہ سلف صالحین کو سامنے رکھا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح رُوئے زمین پر بائیبل (عہد نامہ قدیم و عہد نامہ جدید) کا صرف ایک ہی انگریزی ترجمہ موجود ہے، اسی طرح قرآن پاک کا بھی ایک ہی معیاری ترجمہ مرتّب کر کے دُنیا کی تمام زبانوں میں شائع کیا جائے۔ کیونکہ

جب تک کسی ایک ترجمہ پر اجماعِ اُمّت نہیں ہو جاتا کوئی شخص، جماعت، ادارہ یا فرقہ، گروہ یا حکومت اپنی مرضی کا ترجمہ دُوسروں پر مسلّط نہیں کر سکتی۔ آپ نے اپنی مرضی اور عقیدۂ ذاتی کو مسلّط کر کے نہایت غیر دانش مندانہ اقدام کیا ہے۔

مجھے اُمّید کامل ہے کہ آپ اِس تجویز کی اہمیّت و افادیّت کو محسوس کرتے ہُوئے اپنے سابقہ یک طرفہ فیصلہ کو منسُوخ کر دیں گے اور اجماعِ اُمّت کے لیئے فوری طور پر عالمی مؤتمر کا اہتمام کریں گے، اِس تعمیری تجویز سے آپ کو اِتفاق نہیں تو اپنا یہ فیصلہ صرف اپنے فرقہ نجدیّہ وہابیّہ تک محدُود رکھیں تعصّب اور ہٹ دھرمی پر اصرار نہ کریں۔ اگر خواہ مخواہ اپنی ضِد پر قائم ہیں تو ہمارے علماء کے ساتھ میدانِ مناظرہ میں آکر قطعی فیصلہ کر لیں۔"

علیٰ ہٰذا القیاس ایک مفصّل مکتوب میں صاحبِ صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو بھی عرب امارات، کویت اور سعودی عرب کے اِس فرقہ وارانہ، متعصّبانہ اور تنگ دلانہ اقدام سے باز رکھنے کے لیئے کہا اور تقابلی مطالعہ کے لیئے قرآن پاک کی چوبیس آیات کے مختلف تراجم پیش کیئے جن میں امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ترجمے کی اہمیّت اور فضیلت ثابت کی۔ صدرِ پاکستان کے نام مُرسلہ خط مورخہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۸۲ء کا مکمل متن اور متعلقہ خط و کتابت درجِ ذیل ہے:۔

خط بنام جنرل محمد ضیاء الحق صدرِ پاکستان

محبّی السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

کئی مسائل کے بارے آپ کی خِدمت میں کچھ لکھنا چاہتا تھا مگر سرِ دست صرف ایک اہم معاملہ کی جانب آپ کی توجّہ مبذُول کرانا چاہتا ہوں۔ اُمّید ہے آپ کامل

ل عام اِستفادہ کے لیئے قرآن مجید کے مختلف تراجم کا تقابلی مطالعہ، مرکزی مجلسِ رضا، لاہور نے ۱۹۸۳ء میں "کنز الایمان کے خلاف سازش اور اُس کا مثبت جواب" (از مولانا محمد عبدالستار خان نیازی) کے نام سے شائع کیا۔ ناشر

یکسوئی کے ساتھ اِن معروضات کا مطالعہ کریں گے اور پاکستان کے سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کے عقائد و نظریات سے کما حقہ آگاہی حاصل کریں گے۔ مورخہ ۷ مارچ کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومتِ عرب امارات کے وزیر انصاف، اوقاف و امورِ مذہبیہ نے رابطہ عالمِ اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب محمد علی الحرکان کی تائید و حمایت سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۂ قرآن (کنز الایمان) اور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (داعیِ بنارس سنّی کانفرنس منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء برائے پاکستان) کے تفسیری حاشیہ (خزائن العرفان) کی ضبطی اور تلفی کے احکام جاری کئے ہیں جس سے پوری دُنیائے اہلسنّت کے دینی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

جمعیت علمائے پاکستان کی مجلسِ شوریٰ اور مرکزی مجلسِ عاملہ کے مشترکہ اجلاس منعقدہ ۱۴، ۱۵ مارچ ۱۹۸۳ء کی قرار داد[1] منسلکہ ہذا میں تفصیلی کوائف درج ہیں۔

---

[1] قرار داد۔ جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ اور مرکزی مجلسِ عاملہ کا مشترکہ اجلاس اخبارات اور ریڈیو کی اِس خبر پر انتہائی تشویش اور افسوس کا اظہار کرتا ہے جس میں تاج کمپنی لاہور کے چھپے ہوئے مترجم قرآنِ حکیم اور اس کے حاشیہ پر برّصغیر کے مشہور مفسّرِ قرآن، اہلسنّت وجماعت کے مسلّم مقتدا حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مُراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر عرب امارات میں داخلہ پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ یہ عمل رابطہ عالمِ اسلامی کے ایماء پر کیا گیا ہے۔ سوادِ اعظم اہلسنّت کی تنظیم کا یہ اجلاس اِس عمل کو فرقہ واریت اور مذہبی تعصب پر محمول کرتا ہے اور اس سازش میں پاکستان کے ایک مخصوص سیاسی اور نیم مذہبی گروہ کو شریک تصوّر کرتا ہے جو اپنے خود ساختہ اور مخصوص مذہبی عقائد کی بناء پر عرب ممالک سے امداد لیتا ہے اور اپنے عقیدے کی ترویج کرتا ہے۔ یہ اجلاس تنبیہ کرتا ہے کہ اِس یکطرفہ فیصلہ کی بابت "رابطہ عالمِ اسلامی" معاملات کی پوری تحقیق کرے۔

مذکورہ ترجمہ اور تفسیر کے حامی و پابند علماء کا نقطۂ نگاہ معلوم کرے۔ جانب داری اور مخصوص عقیدہ کی اشاعت و پاسداری کو اپنا مشن نہ بنائے۔ دگرنہ مسلمانوں کا اعتقاد اِس تنظیم پر باقی نہ رہے گا۔ بصورتِ دیگر رابطہ کی ہٹ دھرمی، ضد اور انانیت کی وجہ سے سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت ان اقدامات پر (باقی بر صفحہ آئندہ)

آپ سے درخواست ہے کہ اس کا بنظرِ غائر مطالعہ فرما کر عالمِ اسلام کے اتحاد و

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) مجبور ہو جائیں گے جو دوسرے عقائد رکھنے والے اقلیتی گروہوں کے لیئے مفید نہ ہوگا۔

بنابریں یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ رابطہ عالمِ اسلامی اپنے اس ناجائز اور غلط فیصلہ کو واپس کرے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو برِّصغیر پاک و ہند کے سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کے مذہبی عقیدے کو مجروح کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس کا شدید ردِّ عمل ہوگا جس کی ذمّہ داری رابطہ اور اُن اقلیتی سازشی فرقوں پر ہوگی جو اس مذموم حرکت کے ذمّہ دار ہیں۔

علاوہ ازیں اہلسنّت کے عقیدہ و مسلک سے انحراف، اعتزال و خروج کرنے والے لوگوں کے تراجم اور تفاسیر کو مستثنےٰ قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب اس متعصّبانہ پابندی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ اس کے خلاف نہ تو اُنہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور نہ ہی رابطہ سے کسی قسم کا احتجاج کیا ہے۔

رابطہ کا فیصلہ اس لیئے ناواجب ہے کہ یہ ایک محدود پیمانے کی تنظیم ہے۔ اسے سارے عالمِ اسلام کی نمائندگی کا حق نہیں دیا گیا اور نہ ہی رابطہ عالمِ اسلامی کے اغراض و مقاصد کو اجماعِ اُمّت کی حیثیت حاصل ہے۔

"اہلِ سُنّت وجماعت کا یہ ترجمہ و تفسیر سلف صالحین، تابعین، تبع تابعین، صحابہ کرام، خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عقائد کے عین مطابق ہے۔ اس لیئے اس پر پابندی اور تراجم و تفاسیر پر مشتمل قرآنِ پاک کے نسخوں کا اتلاف مداخلت فی الدین ہے اور اپنے مخصوص ذہن اور نظریہ کو اہلِ پاکستان پر مسلّط کرتا ہے اندریں صورت یہ اجلاس رابطہ عالمِ اسلامی کو انتباہ کرتا ہے کہ وہ "رابطہ و اتحاد" کے مقدّس نام پر ملّتِ اسلامیہ میں تشتّت و افتراق نہ پھیلائے اور عالمِ اسلام کی ۸۵ فی صد اکثریّت کی دل آزاری سے باز آجائے۔

سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کا یہ نمائندہ اجلاس حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پاکستانی مسلمانوں کی عظیم اکثریّت کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے عرب امارات اور رابطہ عالمِ اسلامی کے اس ناپاک متعصّبانہ، جاہلانہ اور ناعاقبت اندیشانہ اقدام کی پُرزور مذمّت کرے اور اسے اپنا یکطرفہ فیصلہ منسوخ کرنے پر مجبور کر دے۔"

استحکام اور آزادیٔ فکر و نظر کی حفاظت کے لئے عرب امارات کو اس فرقہ وارانہ متعصبانہ اور تنگ دلانہ اقدام سے باز رکھیں۔

ہماری خواہش ہے کہ کتابِ الٰہی قرآنِ حکیم کا ایک متفق علیہ معیاری ترجمہ پیش کیا جائے۔ (جس طرح روئے زمین پر بائبل (عہد نامہ قدیم و جدید) کا صرف ایک ہی ترجمہ موجود ہے) جس پر پوری اُمّتِ مسلمہ کا اجماع ہو۔ اس مہتم بالشّان کام کے لئے جملہ اسلامی مکاتبِ فکر کے سر کردہ و نمائندہ علماء و مفسّرین کی ایک عالمی کونسل منعقد کی جائے۔ اس کانفرنس میں علمی و تحقیقی انداز سے واحد اور معیاری ترجمہ مرتّب کر کے ساری دُنیا میں اس کی اشاعت کا بندوبست کیا جائے۔ جب تک کسی ایک ترجمہ پر اجماعِ اُمّت نہیں ہو جاتا، کوئی شخص، ادارہ، فرقہ، گروہ یا حکومت اپنی مرضی اور پسند کا ترجمہ مسلّط نہیں کر سکتی۔

اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اور صدرُ الافاضل مولانا سیّد محمّد نعیم الدّین مُرادآبادی کا تفسیری حاشیہ سلف صالحین کی تفاسیر کے عین مطابق ہے کسی جگہ تفسیر بالرّائے سے کام نہیں لیا گیا۔

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں مروّجہ تراجم کے تقابلی مطالعہ کی جانب آپ کی توجّہ مبذول کرتا ہوں۔ (یہاں پر ۴۲ آیاتِ قرآنی کا تقابلی ترجمہ پیش کیا گیا ہے چونکہ یہ "کنز الایمان کے خلاف سازش اور اُس کا مثبت جواب" نامی تالیف میں شائع ہو چکا ہے، اس لئے قارئین کرام کی توجّہ اُدھر مبذول کرائی جاتی ہے)

آپ کی عدیم الفرصتی کے پیشِ نظر چوبیس آیات کے تراجم پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ خود اندازہ لگا سکیں گے کہ مولانا محمود حسن، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودُودی کے مقابلہ میں اعلیٰحضرت امامِ اہلسنّت شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ زیادہ فصیح، بامحاورہ اور عصمت و عظمتِ رسالت کا حامل ہے۔

دولتِ خداداد پاکستان کی زمامِ اقتدار اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ساری ملّتِ اسلامیہ پاکستانیہ آپ کی معرفت اپنے عقائد و نظریات کا تحفّظ چاہتی ہے اوّل تو آپ کو اس باوقار ترجمہ و حاشیہ (کنز الایمان وخزائن العرفان) کی کھلم کھلّا تائید و حمایت کرنی چاہیئے بصورتِ دیگر ملک کی ۸۵ فی صد آبادی کے جذبات کی خاطر مخالفانہ اور معاندانہ اقدامات کو مسترد کر کے دوسرے اسلامی ممالک کو دین کی اجارہ داری اور اہلسنّت کی دل آزاری سے روکنا چاہیئے۔ فقط والسّلام مع الاکرام

مخلص محمّد عبد السّتار خان نیازی

اِس خط کے جواب میں صدرِ مملکت جنرل محمّد ضیاء الحق چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کی طرف سے ۱۲۔ اپریل ۱۹۸۲ء کو CMLA سیکرٹیریٹ راولپنڈی سے مندرجہ ذیل جواب موصول ہوا:۔

نقل خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۵۷/اسی/۱۳/سی ایم ایل اے سیکرٹیریٹ راولپنڈی

۱۲۔ اپریل ۱۹۸۲ء

مکرّمی۔ السّلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۸۔ مارچ ۱۹۸۲ء ملا جس کے ہمراہ آپ نے بسلسلۂ پابندئ کنز الایمان آیاتِ قرآنی کا تقابلی موازنہ کیا ہے۔ آپ کا مفصّل خط میں نے وفاقی وزیر امورِ مذہبیہ کو بھیج دیا ہے تاکہ اس بارے میں مناسب اقدامات کریں۔

نیز اسے ہدایت کر دی گئی ہے کہ آپ سے اس معاملہ کی بابت رابطہ کریں۔

فقط والسّلام

آپ کا خیر اندیش :۔ عارف (لیفٹیننٹ جنرل کے ایم عارف)

برائے صدرِ مملکت، سی ایم ایل اے سیکرٹیریٹ راولپنڈی

جنرل محمّد ضیاء الحق

بخدمت جناب

مولانا محمّد عبد السّتار خان نیازی

۲۲ اونکار روڈ

اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور

میں نے وفاقی وزیر نواب محمد عبّاس خان عبّاسی کے جواب کا بہت دیر انتظار کیا اور بالآخر ۱۵ اگست ۱۹۸۲ء کو اُن سے خود جاکر ملاقات کی۔

اُنھوں نے جواب میں تاخیر کی وجہ یہ بتائی کہ وُہ بیرونِ مُلک دورہ پر گئے ہُوئے تھے۔ اِس لئے مسئلہ ضبطیٔ کنزالایمان پر توجّہ مبذُول نہ کر سکے۔ اَب اوّلین فرصت میں اِس پر توجّہ دیں گے۔ اور مجھے جوابِ باصواب سے آگاہ[1] کریں گے۔

اِس کے بعد مرکزی مجلسِ شوریٰ کو ان مطالبات پر قلندرانہ موقف اِختیار کرنے کے لئے ایک وفد بہ سرکردگی ملک محمد اکبر ساقی ناظمِ اعلیٰ ورلڈ اسلامک مشن، لاہور، اِسلام آباد بھیجا گیا۔ اِس وفد کے ارکان نے تمام سُنّی ارکانِ مجلسِ شوریٰ سے مُلاقات کی اور مندرجہ ذیل مطبوعہ یادداشت پیش کی جس کا عکس شامل ہذا ہے۔

۱؎ افسوس ہے کہ وزیرِ موصوف نے باوجُود اس وعدہ کے آج تک کوئی اِطلاع بہم نہیں پہنچائی۔

نیازی

معزز اراکینِ وفاقی کونسل

السلام علیکم۔ جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ سال رواں کی پہلی سہ ماہی میں متحدہ عرب امارات کی حکومت نے رابطہ عالم اسلامی کے سیکریٹری جنرل محمد علی الحرکان کی تحریک (جو بنیادی طور پر پاکستان کے اقلیتی سیاسی و مذہبی گروہ کے ایماء پر تھی) پر کروڑوں سنی مسلمانوں کے مسلّم مقتدا و رہنما اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے ترجمہ "کنز الایمان" اور مجاہد تحریک پاکستان حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ کے تفسیری حاشیہ پر مشتمل قرآن پاک ضبط کرنے کے احکام جاری کئے بلکہ اس کے نسخوں کو تلف کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس اطلاع سے پورے عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے کروڑوں اہلسنت میں زبردست ہیجان اور بے چینی پیدا ہوگئی، مذہبی اور سیاسی پلیٹ فارم پر ملت اسلامیہ میں انتشار و افتراق کی اس سازش کی پُر زور مذمت کی گئی اور حکومت پاکستان سے مداخلت کی اپیلیں کی گئیں مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا! اب اسی فیصلے کی بنیاد پر پاکستان میں بھی بعض اقلیتی عناصر اس ترجمہ و تفسیر پر پابندی کا مطالبہ کر رہے ہیں، اس سلسلے میں کئی جلسوں میں قراردادوں کے علاوہ اشتہار چھاپے گئے۔ یہ صورت حال اسلامیانِ پاکستان کے لئے قطعی طور پر ناقابلِ برداشت ہے کیونکہ یہ ترجمہ و تفسیر صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کے مسلّمہ عقائد کی ترجمانی کرتے ہیں جن پر پاکستان کی ۸۵ فی صد آبادی عمل پیرا ہے، اس سلسلے میں حیرت اور ستم کی بات یہ ہے کہ عرب امارات میں جہاں اس ترجمہ و تفسیر پر پابندی عائد کی گئی ہے اردو زبان سمجھی، لکھی اور پڑھی نہیں جاتی جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ اس کے پیچھے پاکستان کے مخصوص عناصر کا ہاتھ ہے۔

اندریں حالات آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ہر سطح پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں، صدر پاکستان سے ملاقات اور وفاقی کونسل کے رواں اجلاس میں تحریکِ التواء یا حکومت کے ذریعے یہ اہم مسئلہ پیش کرکے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کریں کہ وہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے رابطہ عالم اسلامی اور متحدہ عرب امارات کو فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور کرے۔

منجانب:- ورلڈ اسلامک مشن۔ جماعت اہلسنت راولپنڈی

(راولپنڈی ڈویژن)

مورخہ ۱۲؍ اکتوبر ۸۲ء

حکومتِ سعودیہ کی وزارتِ حج واوقاف نے "کنزالایمان" و "خزائن العرفان" پر پابندی لگاتے وقت جو حکم نامہ، اور متحدہ عرب امارات کی وزارتِ قانون اور اوقاف نے ائمہ مساجد کے نام جو سرکلر جاری کیا تھا، اُن کا عکس مع اُردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے :۔

بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية
وزارة الحج والاوقاف
الوزير

تعميم

سعادة وكيل الوزارة لشئون المساجد
سعادة وكيل الوزارة لشئون الحج
سعادة وكيل الوزارة المساعد لشئون الاوقاف
سعادة مدير عام الاوقاف والمساجد بالمنطقة الشرقية بالنيابه
سعادة مدير الاوقاف والمساجد بالمدينة المنورة

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد ..

يشير الى خطاب سماحة الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد رقم ٥/٣٦٠١ في ١٤٠٣/٥/٦ هـ الجوابي لكتابنا رقم ١٤٠٣/١٠٠٩ في ١٤٠٣/٢/٢٦ هـ حول ماورد نا من رئيس لجنه دعوة مانشستر ورئيس الدعوة الاسلامية في اوربا وانجلترا من استنكار لما ورد في ترجمه معاني القرآن الكريم باللغة الاوردية بقلم محمد احمد رضا خان وتفسير الهامش بقلم محمد نعيم الدين مراد آبادي ـ لما اشتملت عليه الترجمه من شرك وبدع وضلالات .

وقد أفاد سماحته بأنه سبق أن ورد اليه نموذج المصحف المترجم المذكور من عدد من الجهات وبعد دراسته اتضح انه ملئ بالتحريفات والاكاذيب خصوصا وان المذكور ممن ينتسبون الى طائفه البريلويين التي تعتقد بتسميه محمد صلى الله عليه وسلم بالاول والاخر والظاهر والباطن وغير ذلك من الشرك والبدع والاراء الباطلة، كالاستعانة بالاموات من الانبياء والصالحين وطلب الحاجات منهم وتقديم الاطعمه عند قبورهم واقامة الموالد والاحتفالات والاعياد على قبورهم وسبهم لدعوة الشيخ محمد بن عبد الوهاب رحمه الله واعتقادهم ان الاحتفال بذكرى مبتدعه وفاتة تبدأ في اليوم الثالث ه كما ان من بدعهم المنكرة احتفالهم في اليوم الحادي عشر من كل شهر لايصال الثواب للشيخ عبد القادر الجيلاني رحمه الله .

وبناء على ماتقدم فانه يتعين مصادرة هذا المصحف المترجم .

لذا نروم التعميم على كافه منسوبيكم بمراعاة والتأكيد على الجهات المختصة بمراقبة المساجد وسحب ذلك المصحف ان وجد واحراقه واتلافه .. ودمتم ..

وزير الحج والاوقاف

عبد الوهاب احمد عبد الواسع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المملكة العربية السعودية
وزارة الحج والأوقاف
وزير

حکمنامہ

جناب وکیلِ وزارت امور مساجد
جناب وکیل وزارت حج و اوقاف
جناب نائب مدیر امور مساجد و اوقاف، علاقہ شرقیہ
جناب مدیر اوقاف و مساجد ۔ مدینہ منورہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے خط نمبر ۱۰۰۹/۳/۴۰۳ مکتوبہ بتاریخ ۲۶ صفر ۱۴۰۳ھ کے جواب میں جناب رئیسِ عام شعبہ تحقیق وافتاء و دعوت وارشاد کا خط نمبر ۱۰۶/۲/۵ مکتوبہ بتاریخ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ موصول ہوا۔ ہم نے اپنے خط میں جمعیتہ ڈونکاسٹر کے صدر اور جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ یورپ وبرطانیہ کے خطوط کا حوالہ دیا تھا جن میں احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ اور نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر اردو کی شدید مذمت کی گئی تھی۔ چونکہ اس ترجمہ وتفسیر میں شرک و بدعت اور گمراہ کن افکار موجود ہیں الشیخ عبد العزیز بن باز نے ہمارے اس خط کے جواب میں لکھا ہے کہ "ہمیں بھی مختلف اداروں کی طرف سے اس مترجم کے نمونے موصول ہوئے جن کی تحقیق سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ اس میں تحریفات اور جھوٹ بھرا پڑا ہے اور خود بریلوی گروہ کے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "اول" و "آخر"، "ظاہر و باطن" کہنا درست ہے جوکہ شرک ہے۔ نیز ان کے بدعتی افکار اور باطل آراء ہیں جوکہ فوت شدہ حضرات انبیاؑ و اولیا سے مدد مانگنا۔ ان کی قبروں پر کھانا پیش کرنا، عرس منانا اور محافل منعقد کرانا اور شیخ محمد بن عبد الوہاب کو برا کہنا اور تیجے، چالیسویں گیارہویں کی رسمیں کرنا۔ اس بنا پر اس ترجمہ وتفسیر کو ملک بدر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے

لہٰذا تمام متعلقہ اداروں کو یہ اطلاع کردی جائے کہ جن مساجد میں اس کے نسخے ہیں یا کسی اور جگہ ہوں تو ان کو ضبط کر لیا جائے اور جلا دیا جائے۔

والسلام

منجانب: عبد الوهاب بن احمد عبد الواسع
وزیر امور حج و اوقاف

بسم الله الرحمن الرحيم

دولة الامارات العربية المتحدة وزارة العدل والشئون الاسلامية والاوقاف تلفون : ٨٢٣٢٠٠ ص.ب . ٢٢٧٢ ابوظبي		United Arab Emirates Ministry of Justice Islamic Affairs and Endowments Tel. : 827200 P. O Box 2272 - ABU DHABI

الرقم : ....

التاريخ :

الموافق :

Ref No ....

Date ....

تعميم دوري

تهيب وزارة العدل والشئون الاسلامية والاوقاف / الادارة العامة للمساجد بالسادة الوعاظ وخطباء المساجد بان تتضمن خطبة الجمعة الموافق ٢ جمادى الثانية ١٤٠٢ هـ الموافق ٢٦/٣/١٩٨٢ م توجيه عناية الامة المسلمين نحو وجود ترجمة معاني القرآن الكريم باللغة الاوردية ترجمها احمد رضا خان البريلوي وعلى هامشها تفسير باللغة الاوردية لمحمد نعيم الدين مراد آبادي طبع شركة تاج المحدودة (تاج كمبني لميتد .) لاهور باكستان يدعي دعاة الضلالة بانها تفسير القرآن الكريم . مع وجود مخالفات جوهرية لهذه الترجمة مليئة بالشرك والبدع والاراء الباطلة كالاستعانة بالانبياء والاولياء والتوسل بهم وانهم يعلمون الغيب . كذلك الدعوة الى اقامة الموالد للانبياء والصالحين وتقديم الاطعمة الى قبورهم .... الخ .

والامانة العامة لرابطة العالم الاسلامي قد لفتت نظر المسلمين في العالم الى خطورة هذه الترجمة وما تشتمله من افكار بدعية وخرافات وبدع وترجو من كافة المسلمين مراعاة حرق هذه النسخ حفاظا على كلام الله عز وجل من التحريف .

ونسأل الله ان يوفق الجميع الى ما فيه الخير .

محمد عبد الله الخزرجي

وكيل الوزارة المساعد لشئون المساجد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

UNITED ARAB EMIRATES

Ministry of Islamic Affairs & Awqaf

Tel [redacted] 827200

P O Box 2272

Abu Dhabi



دولة الإمارات العربية المتحدة

وزارة العدل والشئون الإسلامية والأوقاف

تلفون [redacted] ٨٢٧٩٠٠

ص.ب ٢١٦٢

ابوظبي

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موافق ٢٦-٣-١٩٨٢

متحدہ عرب امارات کی وزارت قانون، امور اسلامیہ اور اوقاف کی جانب سے

ائمہ مساجد اور واعظین کے نام ایک سرکولر

وزارت قانون و امور اسلامیہ اور اوقاف کی انتظامیہ برائے امور مساجد تمام واعظین کرام اور خطبائے مساجد سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بروز جمعہ بتاریخ ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۸۲ء اپنے نماز جمعہ کے خطبوں میں نمازی بھائیوں کی توجہ قرآن مجید کے اس اردو ترجمہ (شائع کردہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور) کی طرف مبذول کرائیں جو احمد رضا خاں بریلوی نے کیا ہے، اور جس کے حاشیہ پر محمد نعیم الدین مرادآبادی کی اردو تفسیر بھی درج ہے۔ قرآن کریم کے جس نسخہ میں دعائے ختم قرآن اور سورتوں کی فہرست شامل نہیں۔ ان خلاف ورزیوں کے علاوہ یہ ترجمہ شرک و بدعت اور باطل افکار و خیالات جیسی بنیادی غلطیوں سے بھرا پڑا ہے۔ مثلاً انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے مدد چاہنا، ان کی منت ماننا، ان کے عالم غیب ہونے کا عقیدہ رکھنا، ان کی قبروں پر کپڑا چڑھانا اور ان کے یوم ولادت کا جشن منانا وغیرہ وغیرہ۔ مزید برآں رابطۂ عالم اسلامی کا سکریٹریٹ تمام مسلمانان عالم کی توجہ ان خرافات، شرک و بدعت اور بنیادی امور کی خطرناک ہونے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے، جن پر یہ نسخۂ قرآن مشتمل ہے، اور تمام مسلمانوں سے یہ امید کرتا ہے کہ وہ اس ترجمہ کے تمام نسخوں کو تلف کر دیں تاکہ کلام الٰہی ہر طرح کی تحریف سے پاک و محفوظ رہے۔

اللہ ہم سب کو نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبداللہ الفرزی

اسسٹنٹ انڈر سیکریٹری برائے امور مساجد

متحدہ عرب امارات

علاوہ ازیں صاحبزادہ خواجہ حافظ محمد حمید الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف نے عربی، اُردو زبان میں تقریباً تیس چالیس صفحات پر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی فضیلت بیان کی۔ اور معترضین کی جانب سے عائد کردہ تمام شکوک وشبہات اور تعریض و اعتراضات کا مسکت جواب دیا اور یو۔ کے (U-K) سے ورلڈ اسلامک مشن کے قائد سیّد غلام السیّدین صاحب چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ نے انگریزی زبان میں کنگ فہد فرمانروائے سعودی عرب کو ایک مفصّل و مدلّل احتجاجی مراسلہ دائر کیا۔ مگر بفضلہٖ تعالیٰ آج تک کسی جانب سے ہمارے دلائل کا جواب نہیں دیا گیا۔ سب دم بخود ہیں۔

اس اہم موقعہ پر موجودہ داعیانِ اتحاد کا فرضِ منصبی تھا کہ وہ کنز الایمان پر پابندی کی مخالفت کرتے یا کم از کم اختلافی مسائل کا علمی تحقیقی انداز میں جائزہ لینے کا مشورہ دیتے۔ ان حضرات کا معنی خیز سکوت اس امر کا غمّاز ہے کہ اتحاد کا نعرہ کسی وقتی مفاد یا نفعِ عاجلہ کی خاطر بلند کیا جارہا ہے۔ ہم اس سوءِ ظن کی معافی چاہتے ہیں اور اتحادِ ملّت کے لیے دعوت دینے والوں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ ان اختلافی مسائل کا کامل یک سوئی، ژرف نگاہی اور دل سوزی کے ساتھ مطالعہ کریں، اور کوئی مستقل، پائدار اور جامع و مانع فارمولا تیار کریں۔

صلوٰۃ وسلام پر پابندی اور سلسلۂ عقوبت وسزا

اندرونِ مُلک صلوٰۃ وسلام پر اختلافات، مناظرات اور باہم آویزش سے ہر شخص آگاہ ہے تاہم اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مخالف عقیدہ رکھنے والوں نے اپنی مساجد میں پابندی لگادی اذان سے پہلے اور بعد صلوٰۃ وسلام کو روک دیا اور محافلِ میلاد کے انعقاد پر پہرے بٹھادیئے۔ مگر حامیانِ صلوٰۃ وسلام و محافلِ میلاد اپنے زیرِ اہتمام مساجد و مراکزِ دینی میں یہ تقریبات منعقد کرتے رہے۔ متنازعہ فیہا مقامات پر سرکاری انتظامیہ نے کنٹرول قائم رکھا اور فریقین کو باہم اُلجھنے سے روک دیا۔

بیرونِ پاکستان، سارے عالمِ اسلام میں یہ محافل منعقد ہوتی ہیں۔ صرف سعودیہ میں ان کے سامنے رُوکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ شاہ فیصل نے رواداری اور وسعتِ قلبی کا ثبوت دیتے ہُوئے پابندیاں نرم کردی تھیں۔ مگر امسال اِس پر سخت پابندیاں عائد کی گئیں۔ اور جو لوگ یہ تقاریب منعقد کرتے تھے یا ان میں شامل ہوتے تھے اُنہیں گرفتار کرکے سخت سزائیں دی گئیں۔ جیلوں میں ڈال دیا گیا اور بالآخر وہاں سے مُلک بدر کر دیا گیا۔ ایسے لوگ بھی تختۂ مشق بن گئے جو پچاس ساٹھ سال سے وہاں پر سرکاری اقامہ کے تحت رہائش پذیر تھے۔ بعض ابھی تک زیرِ عتاب ہیں۔ دردناک پہلو یہ ہے کہ اس معاملہ میں بھی مخالف عقیدہ کے لوگوں نے جاسوسی کرکے "پیٹرو ڈالر" حلال کئے اور اب فتنہ گری میں لگے ہُوئے ہیں۔

اِس تشویشناک اور اضطراب انگیز موقع پر عالمِ اسلام بالخصوص پاکستان کے سُنّی عُلماء، مشائخ، دانشور بلکہ خواص و عوام اہلِ سُنّت تڑپ اُٹھے۔ اس ظلمِ عظیم پر احتجاجی جلسے ہُوئے، قراردادیں پاس ہُوئیں۔ کاسا بلانکا (مراکش) میں منعقدہ اسلامی کانفرنس کے مندوبین اور سربراہوں بالخصوص کنگ فہد کو متوجہ کیا گیا۔ صدرِ پاکستان کے سامنے عرضداشتیں پیش ہُوئیں۔ اور ۱۲ جنوری ۱۹۸۴ء کو ایک جلسۂ عام[۱] کے انعقاد کے بعد لاہور میں جلوس نکالا گیا جس پر لاٹھی چارج ہوا۔ قائدین

[۱] جلسۂ عام میں قرارداد منظور کی گئیں اور مجاہدِ ملّت مولانا محمد عبد السّتار خان صاحب نیازی نے صلوٰۃ و سلام پر پابندی اور سلسلہ عقوبت و سزا کے بارے مورخہ ۱۹ جنوری ۸۴ء کو ایک تفصیلی مراسلہ صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو ارسال کیا تھا۔ قارئین کرام کی خواہش پر مذکورہ خط حاصل کرکے نئے ایڈیشن میں شامل کر دیا گیا ہے۔ ناشر

۳۲۔ اونکار روڈ۔ اسلام پورہ۔ لاہور۔ زون I　　　ٹیلیفون:۔ مکان ۲۲۳۱۸۵

مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۸۴ء مطابق ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ　　　دفتر۔ ۸۸۳۳۴۷

محتبی! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اسلامک کانفرنس (O.I.C) منعقدہ کاسا بلانکا (مراکش) میں آپ کا موقف اور خطاب

(باقی برصفحہ آئندہ)

اور کارکن زخمی ہوئے، قید و بند کی مصیبتیں اُٹھائیں مگر آج کے داعیانِ اتحاد محض تماشائی بنے رہے بلکہ ایک جماعت کے "بھولے بادشاہ" نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے اِس سانحہ کا (جو سعودیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مؤثر تھا۔ بلاشبہ حق بذاتہ ایک قوّت ہے۔ بموجب ارشاد سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ "اَلصِّدْقُ اَمَانَۃٌ وَالْکِذْبُ خِیَانَۃٌ۔ اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ"۔ (صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ صدق نجات دہندہ اور کذب ہلاکت انگیز) اسلام کے آفاقی و انقلابی تصوّرِ اخوّت و مساوات کی تائید میں اگر آپ حضورِ خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلّم کے خطبۂ حجۃ الوداع کے مندرجہ ذیل ارشادات بیان کردیتے تو اِس خطاب کا اثر اور چھاپ (EFFECT & IMPACT) زیادہ پائیدار ہوتی۔

ا"لیس لعربی علی عجمی فضل ولا لعجمی علی عربی ولا لابیض علی اسود ولا لاسود علی ابیض ولا لاحمر علی اصفر ولا لاصفر علی احمر اِلا بدین وتقویٰ۔ کلکم ابناء ادم وادم من تراب"۔ (عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سفید کو سیاہ پر اور سیاہ کو سفید پر، اور گورے کو پیلے پر اور پیلے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں بجز دین و تقویٰ کے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم خاک سے بنے تھے)

۲۔ "ان کل مسلم اخو المسلم، وَاِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ اِخْوَۃٌ"۔ (ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں)

۳۔ "ان اُمِّرَ علیکم عبد مجدع یقودکم بکتاب اللہ فاسمعوا لہٗ واطیعوا"۔ (صحیح مسلم)۔ (اگر کوئی نبی بریدہ نکٹا حبشی بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے اور تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت کرو)

حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے مندرجہ ذیل اشعار میں ان پاکیزہ ارشادات کا مفہوم یوں ادا کیا ہے:-

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم

تمیزِ رنگ و بُو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نوبہاریم

تُو اے کودک منش خود را ادب کُن
مُسلماں زادہ ترکِ نسب کُن

(باقی بر صفحہ آئندہ)

میں قیامت بن کر اہل سُنّت کے لئے تعذیب و عقوبت کا باعث بنا) انکار کردیا اور حرم نبوی میں نعت خوانی کو گانے سے تعبیر کیا۔ اب یہ لوگ جب اتحاد کی دعوت دیتے ہیں تو انسان حیران ہو جاتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

برنگِ احمر و خون و رگ و پوست
عرب نازد اگر ترکِ عرب کُن

۴۔ اس کانفرنس میں آپ نے اخوّتِ اسلامی اور مساواتِ محمّدی کا نظریہ بطرزِ احسن پیش کردیا ہے۔ اس خطاب میں آپ نے اختلافِ مسلک و مکتبۂ فکر کے باوجود اتحاد و تعاون کا راستہ دکھا کر ایک معقول حل پیش کیا ہے۔ انجمنِ اقوام (U.N.O)، عرب لیگ اور اسلامی کانفرنس (O.I.C) کے چارٹرز (مواثیق) میں آزادیٔ ضمیر کو نہایت ہی صاف، واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ہم اسی کا عملی نمونہ تمام عالمِ اسلام بالخصوص سعودیہ اور پاکستان میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

۵۔ اس کانفرنس میں منشورِ کاسابلانکا کے ماتحت بنیادی انسانی حقوق اور عالمی اسلامی عدالت کی تجاویز کو قبول کر لیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی ملک میں نہ تو شہری آزادیاں سلب ہوں گی اور نہ عقیدہ و ضمیر پر پابندیاں عائد کی جائیں گی، لوگوں کی پرائیویٹ مجلسی زندگی کی بات میں کسی قسم کے تجسّس اور مداخلت کی اجازت نہ ہوگی۔

۶۔ اس خطاب میں بنیادی انسانی حقوق کے چارٹر کی رعایت سے ایک اہم مسئلہ کی جانب آپ کی توجّہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اُمید ہے آپ اس حسّاس مسئلہ کو اوّلین ترجیح دیں گے۔

۷۔ مدینۃ المنوّرہ میں باضابطہ اقامہ، تابعیّہ اور عارضی قیام یعنی ویزا کے ماتحت مقیم چار صد پاکستانی مسلمانوں کو محض اس تقصیر پر کہ وہ اپنے گھروں میں محافلِ میلاد منعقد کرتے ہیں، گرفتار کر لیا گیا ہے حکومتِ سعودیہ کا یہ اقدام انتہائی بزدلانہ، متعصّبانہ، احمقانہ اور عاقبت نااندیشانہ ہے۔ نجدی حکومت کے اس اقدام نے قرونِ مظلمہ (DARKAGES) کی بدترین وحشیانہ یادیں تازہ کردی ہیں۔ افسوس ہے ہمارے سفیر نے پاکستانی مسلمانوں پر اس ظلمِ عظیم کو دیکھا اور مجرمانہ سکوت اختیار کر کے سنگین نافرض شناسی کا مظاہرہ کیا۔ ان قیدیوں میں اکثر حکومتِ سعودیہ کے سرکاری ملازم ہیں کئی سعودی شہریوں (باقی بر صفحہ آئندہ)

ہے کہ آخر ان لوگوں کا مدعا کیا ہے، کس سے اتحاد چاہتے ہیں اور کس کے خلاف بروقت انسانی

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) کے ساتھ مل کر شراکتی کاروبار کرتے ہیں اور کچھ محنت مزدوری کرتے ہیں حکومت وقت کے پاس ان محبوسین، مظلومین کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی موجود نہیں جس سے ثابت ہو سکے کہ انہوں نے کاروبارِ سلطنت میں کسی قسم کی مداخلت یا حکم عدولی کی ہے۔ ان کا جرم بے گناہی صرف اس قدر ہے کہ یہ لوگ شوق و محبت سے سرشار ہو کر ہدیۂ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں۔ ان کی گرفتاری صریح ناجوازی بلکہ ظلم ہے۔ کئی قیدی ایسے ہیں جو ۴۰، ۵۰ سال سے اُدھر مقیم ہیں۔ ان کو گرفتار کر کے حکومت نے سنگ دلی اور شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ان کو جلا وطن کر کے واپس پاکستان بھیجنا چاہتی ہے اور خارج البلد کرنا چاہتی ہے۔

۸۔ شاہ فہد نے اپنی تقریر دلپذیر میں اتحاد و اخوت کا درس دیا ہے اور مذہبی اختلافات کو وسعتِ قلبی سے برداشت کرنے کا مشورہ بھی دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ سعودیہ کے شورہ پشت اور تنگ نظر مولویوں نے صلوٰۃ و سلام کے خلاف یک طرفہ فیصلہ کر کے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت و عناد کا ثبوت دیا ہے اور "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" سے کھلم کھلا بغاوت کا ارتکاب کیا ہے۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ شاہ فہد صلح و آشتی کا پیغام دے رہے ہیں اور اس کے تنگ نظر، کنارہ ناتراش مفتی، غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ آرائی کر رہے ہیں۔ صیہونیت کے مقابلہ میں جنگ آزما ہونے کے بجائے بھیگی بلی بنے ہوئے ہیں اور ارضِ پاک (حرمین شریفین) کی حرمت پر کٹ مرنے والوں کو نشانۂ ظلم و ستم بنا رہے ہیں۔ سعودیہ میں مقیم نصرانیوں (امریکیوں انگریزوں وغیرہ)، بدھوں اور ہندوؤں کو اپنی مذہبی رسوم ادا کرنے کی کھلی اجازت ہے مگر اہلِ سنت و جماعت کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی پاداش میں پابندِ زندان و سلاسل بنا دیا گیا ہے۔

۹۔ بحیثیت صدرِ مملکت، مظلوم پاکستانی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ـــــ آپ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ ان کو کسی دوسرے ملک میں بے یار و مددگار چھوڑنا اور یتیم و بے آسرا بنا دینا (باقی بر صفحہ آئندہ)

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ)

صدارتی ذمہ داریوں سے انکار اور قول و فعل میں تضاد پیدا کر کے مجرمانہ فرار کی راہ اختیار کرنے کے مترادف ہے۔

بنا بریں آپ سے درخواست ہے کہ اوّلین فرصت میں سعودیہ کے حکمران کینگ فہد سے رابطہ پیدا کر کے چار صد مظلوم پاکستانیوں کو رہائی دلا کر انہیں اپنی ڈیوٹی، اپنے کاروبار اور اپنے روزگار پر بحال کرائیں۔

۱۔ حکومتِ سعودیہ کی صلوٰۃ و سلام سے دشمنی کوئی معمولی جرم نہیں ہے مظلوم قیدیوں کی رہائی اور بحالی ایک ایسا معقول مطالبہ ہے جو دنیا کے معروف اصولوں کی بنا پر کسی طرح بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے ساتھ ہم سعودیوں کی مذہبی ٹھیکیداری اور دینی اجارہ داری کو بھی چیلنج کرتے ہیں۔ ان میں ہمت ہے تو میدان میں آکر ایک عدالتِ خصوصی کے سامنے اپنے عقائد و نظریات پیش کریں۔ ان شاء اللہ اہل سنّت و جماعت ان کے مبلغِ علم اور دینی رسوخ کو ساری دنیا کے سامنے طشت از بام کر دیں گے اور بتا دیں گے کہ منکرین صلوٰۃ و سلام کی "توحید" اقرارِ عظمتِ رسول سے عاری ہے۔ اور جو توحید عظمتِ رسول سے عاری ہو ——— اور وردِ صلوٰۃ و سلام سے خالی ہو وہ ابلیسی توحید ہے۔

عداوت و افتراق بین المسلمین کا ابلیسی پروگرام اپنا کر ایک فتنہ گر فسادی مولوی نے عربی زبان میں "البریلویۃ" لکھی ہے جس میں غلط حوالے دے کر، عبارتوں کو توڑ مروڑ کر اور مفہوم کو مسخ کر کے گمراہی پھیلائی ہے۔ اور اسی خرافات کے پلندے کو سامنے رکھ کر سعودی نجدی مولویوں نے خود گمراہ ہو کر، عالمِ اسلامی میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی ہے افسوس ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم "بنیان مرصوص" (سیسہ پلائی دیوار) بن کر کفر و نفاق کی قوتوں کا مقابلہ کریں، ان لوگوں نے مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دشمنوں کے ناپاک عزائم کی تکمیل کا سامان فراہم کیا ہے۔

جناب صدر! اگر آپ کو اس معاملے میں کوئی شک و شبہ ہے تو نیشنل اسمبلی ہال (باقی بر صفحہ آئندہ)

معنیٰ رکھتا ہے؟

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ)

میں سعودی نجدیوں (وہابیوں) اور اُن کے ہم نوا دُوسرے فرقوں کے نمائندہ و معتمد علیہ علماء کو دعوت دیں کہ وُہ اپنے مخصُوص عقائد کی بابت اپنا نقطہ نگاہ واضح کریں۔ اِدھر حکمِ ربّانی صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" کو حرزِ جاں بنانے والے عُلماء کو بھی اجازت ہو کہ اسی ہال میں کتاب و سُنّت کی روشنی میں منکرین کے جاہلانہ متعصّبانہ اور مفسدہ پردازانہ موقف کو دلائل و براہین سے مُسترد کرنے کے لِئے میدانِ عمل میں آجائیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لِئے یہ بحث ختم ہو جاتے اگر اِسلام کی عظمت و سربلندی کے لِئے کام کرنے والے عشق و اطاعتِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلّم) کو اپنا نصب العین بنالیں تو ایک بار پھر اجماعِ مِلّت کی نعمتوں سے ہم کنار ہو کر اُمّتِ محمّدیہ ناقابلِ تسخیر قلعہ اور امن و عافیت کا گہوارہ بن جائے گی۔

آخر میں آپ کی معرفت سعودی حکمرانوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر نجد و حجاز میں پاکستان کے سُنّی مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھا گیا تو دولتِ خُداداد پاکستان کے دروازے ان کے لِئے بند کر دیئے جائیں گے۔ جن لوگوں کو پٹرو ڈالر نے مجبُورِ محض بنا رکھا ہے اُن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مِلّتِ اسلامیہ پاکستان ایک لمحہ کے لِئے بھی دُنیاوی مفادات کی خاطر دین کی تذلیل برداشت نہیں کر سکتی۔ ~ دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو مِلّت

ہے ایسی تجارت میں مسُلماں کا خسارا

ہمیں اُمّید ہے کہ آپ دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہُوئے مظلوم و مجبُور پاکستانی مسلمانوں کو اپنی سابقہ ملازمت، کاروبار، تجارت اور روزگار پر بحال کرا دیں گے۔ فقط والسّلام مع الاکرام

مُخلص محمّد عبدالسّتار خان نیازی

سینئر وائس پریذیڈنٹ دی ورلڈ اسلامک مشن

و سیکرٹری جنرل مرکزی جمعیّتِ علماء پاکستان

صاف ستھری جمہوریت

اِن داعیانِ اتحاد نے چوتھے نکتہ میں فرمایا ہے کہ :-

"ہمارے[1] نزدیک پاکستان کی بہبود کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ یہاں صاف ستھری اسلامی جمہوریت اور اُس کے باشندوں کو جان و مال و آبرو اور دُوسرے بنیادی حقوق کا تحفظ حاصل ہو، اس کے بغیر مُلک میں پائیدار امن و اطمینان قائم نہیں ہو سکتا۔"

نہایت ہی خوش آئند، دل پسند اور جاندار نکتہ ہے۔ پاکستانی شہریوں کی جان و مال اور عزّت و آبرو کا تحفظ ایسا مقدّس فریضہ ہے کہ جس کی خاطر اندرُونِ مُلک اور بیرونِ مُلک غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ ایک آزاد اور باوقار مُلک کے شہری کی ہر جگہ عزّت کی جاتی ہے۔ اور جو کوئی اس کی تذلیل، تحقیر، دل آزاری اور اذیّت رسانی کے لیئے ناشائستہ، غیر آبرومندانہ اور ظالمانہ حرکات کا ارتکاب کرے اُس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ چاہے وُہ کسی مُلک کا بااثر شہری ہو، سرکاری اہلکار ہو یا خود حکومت کا کوئی بااختیار و بااقتدار عہدے دار۔ مگر ساری دُنیا نے یہ طرفہ تماشا دیکھا کہ جب ملک کی قوّتِ حاکمہ نے چار سو پاکستانی خاندانوں کو جبر و تشدّد اور ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، پابندِ طوق و سلاسل کیا، پسِ دیوارِ زنداں پھینکا اور بالآخر بے یار و مددگار مُلک بدر کر دیا تو اِن داعیانِ اتحاد نے نہ صرف مجرمانہ خاموشی کا مظاہرہ کیا بلکہ اس حکومت کے جابرانہ و سنگدلانہ اقدام کے لیئے وجہ جواز پیش کی اور بیرونی حکومت کے مخصُوص اداروں میں سارے پاکستان کے ترجمان بن کر مساجد کی تعمیر و ترقی کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔ نہ اُنہیں اس بات کا قلق ہے کہ صلوٰۃ و سلام کو کیوں جرم قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی پُرامن پاکستانی شہریوں کو اپنے عیال و اطفال سے جبراً جُدا

---

[1] اشتہار (تحریکِ اتحادِ ملّتِ پاکستان)

کرکے اور گھروں سے باہر نکال کر دربدر اور خاک بسر بنا دینے کا افسوس ہے۔ ہم مخلصانہ اتحاد کی دعوت پر نہ صرف لبّیک کہتے ہیں بلکہ اس کے داعی اور علم بردار رہے ہیں مگر اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اخلاصِ عمل اور خصوصی تقویٰ و جذبۂ احترامِ آدمیت کے لئے والہانہ جذب و جنون کی ضرورت لازم و ناگزیر سمجھتے ہیں۔ ع

شرطِ اوّل آن است کہ مجنوں باشی

گمراہ کن اور فتنہ انگیز لٹریچر پر پابندی

ہم نے متذکرہ بالا عنوانات میں اتحاد کو پائیدار اور محکم اساس پر قائم کرنے کے لئے ضروری اشارات کئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس مستحسن جدّ و جُہد میں سب سے بڑی رُکاوٹ گمراہ کن اور فتنہ انگیز لٹریچر کی اشاعت ہے۔ اگرچہ مختلف فرقوں نے اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے اثبات و قبولیت اور مخالفین کی تردید و ابطال کے لئے بہت کچھ لکھا ہے بحث و مناظرہ کا بازار گرم کر رکھا ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تاہم داعیانِ اتحاد کو میدانِ عمل میں آنے سے پہلے اُمّتِ مسلمہ کے سامنے اپنے اعتماد، وقار اور سلامتِ قلبی کو قائم کرنا ہوگا اور تعصّب، دھڑہ بندی، جانبداری اور مبازرت طلبی کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اپنے موقف کی اصلاح کرنی ہوگی۔ اتّحاد و اخوّت کی اس نئی دعوت میں "البریلویّہ" جیسی گمراہ کن، فتنہ انگیز اور منافرت خیز کتاب مسلسل زہر چکانی کر رہی ہے، اور سوادِ اعظم اہلِ سُنّت و جماعت کے خلاف عناد و عداوت کے جذبات بھڑکا کر ایک حکومت کے ذریعے تکفیر و تفسیق کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ کتاب کے مؤلّف کا بغض و عناد ایک ایک سطر سے ظاہر ہے۔ بلکہ قارئین میں اس طرح غیظ و غضب کا زہر بھرا ہے کہ گذشتہ صدی کی جنگِ نجدیّت و وہابیّت بمقابلہ سُنّیّت کا از سرِ نو میدان کارزار قائم ہو گیا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس سرخیلِ دعوتِ اتحاد کے امام و مقتدا نے "خلافت و ملوکیّت" کے ذریعے "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" کو جس طرح "أَشِدَّاءُ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ" بنا کر وحشت ناک نقشہ پیش کیا

ہے، اُس سے اِفتراق و انشقاق کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوگئی ہے، جس کا پاٹنا از قبیلِ ناممکنات ہے۔ علاوہ ازیں عہدِ حاضر کے اِس مفکرِ اسلام نے مزاج شناسِ رسول بن کر وہ گُل کھلائے ہیں کہ ایک دردمند مسلمان بقول حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہے کہ ؎

تنگ بر ما راہ گذارے دیں شُدہ است
ہر لئیمے راز دارے دیں شُدہ است
ز اجتہادِ عالمانِ کم نظر
اِقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

ہم اِتّحاد کے ماحول میں جلے دِل کے پھپھولے پھوڑنے کے لئے نہیں آتے۔ مرض کی نشان دہی کے بعد اس کا حل دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک صُورت تو یہ ہے کہ "البریلویّۃ" اور "خلافت و ملوکیّت" کو حقِ مطلق ماننے والوں کے ساتھ موجودہ کش مکش جاری رہے اور فریقین اپنے اپنے کیمپوں سے مخالفین پر طعن و تشنیع، طنز و تعریض اور بُغض و عناد کی گولہ باری کرتے رہیں اور ایک دُوسرے کو زچ کرنے کے لئے خوفناک جنگ و جدال کی معرکہ آرائی قائم رہے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اتحاد و تعاون کا نعرہ ایک گالی بن جائے گا۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ حکومت کے زیرِ اہتمام "نیشنل اسمبلی ہال" میں فریقین کے معتمد و جیّد علماء علمی تحقیقی انداز میں متفق علیہ ججوں کے سامنے اپنا اپنا نقطۂ نگاہ پیش کریں اور کتاب و سُنّت کو معیارِ حق مانتے ہوئے متنازعہ فیہ تمام امور کا فیصلہ ہو جاتے۔ اگر صلوٰۃ و سلام کتاب و سُنّت کی روشنی میں جائز بلکہ فرض ہے تو بالتخصیصِ عقیدہ و مسلک ہر مسجد میں اس کی اجازت ہو۔ چونکہ بیرونِ پاکستان ایک حکومت اور اس کی طفیلی امارات صلوٰۃ و سلام کو شرک، بدعت اور کفر سمجھتی ہیں، اس لئے ان کے نمائندوں کو بھی اس فیصلہ کن مجلسِ مذاکرہ میں بُلا لیا جائے۔ اگر وہ پاکستان میں آ کر اپنے موقف

کی صحت ثابت کرنے کے لئے تیار نہیں تو اپنے گھر میں بین الاقوامی عدالت کے جج صاحبان کی موجودگی میں وہیں تصفیہ کرا دیں یا تیسری صورت بدرجۂ اضطرار یہ ہے کہ وُہ اپنی تصانیف و تالیفات کو اتحاد، اعتماد، اخوّت اور تعاون کے منافی بلکہ ان کے لئے ہلاکت انگیز سمجھ کر علی الاعلان کہہ دیں کہ ہم اِن کتب کو اتحاد میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے مسترد کرتے ہیں بلکہ بیرونِ پاکستان بھی ان کے زہریلے اثرات کا تریاق ــــــ مساعی اتحاد و مصالحت کی شکل میں پیش کریں۔ خاص طور پر ایک بیرونی حکومت کو متوجّہ کریں کہ اِن کتابوں سے گم راہ ہو کر انہوں نے فساد و عناد بین المسلمین کے لئے جو اقدامات کئے ہیں نہ صرف ان سے باز آجائے بلکہ تلافیٔ مافات کا اہتمام کریں۔

حیف ہے کہ عالمِ اسلام کی مختلف جماعتیں، رابطہ عالمِ اسلامی، مؤتمر عالمِ اسلامی، اسلامی اُمّہ مجلس اور عالمی اسلامی کانفرنس وغیرہ وحدتِ اسلامی کے لئے کوشش کر رہی ہیں ــــــ لیکن اِس بیسویں صدی میں سوادِ اعظم اہل سُنّت وجماعت کے قائدین کو دجّالِ اعظم اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کو مُشرک، بدعتی اور کافر کہا جا رہا ہے۔ یہ خود انگریزوں سے معاہدے کریں، امریکہ کے خیمہ بردار بن جائیں اور اسلامی حکومت کو ایک مخصوص نسل نسب اور خاندان سے متعارف کرائیں تو شرک نہیں ہوتا۔ یہ لوگ خدا کی بندگی اور محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی کو اپنا شعار بنانے کے بجائے جلالت الملک ہز میجسٹی کے القاب کو قابلِ فخر سمجھتے ہیں۔

تقاضائے وقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان فقہی اختلافات اور اعتقادی تعبیرات پر منازعت و مشاجرت کے بجائے صلح و مصالحت اور عفو و درگذر سے کام لیا جائے۔ نادان کو سمجھایا جائے اور دانا کو خطرناک نتائج کا واسطہ دے کر مائل بہ اتحاد کیا جائے۔

"یکدلی از ہم زبانی بہتر است"

اخبارات میں داعیانِ اتحاد کا پانچ نکاتی پروگرام آچکا ہے، جس میں انہوں نے اتحاد کو مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کی بجائے محض نعرہ بازی پر اکتفا کی ہے۔ بےشک پاکستان اِسلام کے نام پر بنا ہے اور زندگی کے ہر معاملہ میں اسلامی شریعت کو سرچشمہ رشد و ہدایت ماننا چاہیئے۔ مگر اسلامی شریعت کی متفق علیہ تعبیر سے گریز کیا گیا ہے بلکہ اسے مبہم چھوڑ دیا گیا ہے۔ دوسرے نکتہ میں "سوشلزم، کمیونزم، لادینیت، پرویزیت یا مرزائیت وغیرہ کو منافیٔ اسلام نظریہ و خیال گردانا گیا ہے۔" حالاں کہ اور بھی بہت سے نظریات و تصوّرات ایسے ہیں، جو ما بہ النزاع ہیں ــــــ جو لوگ وہابیّت، نجدیّت، دیوبندیّت، مودُودیّت وغیرہ جیسی فرقہ بندی میں اُلجھے ہوئے ہیں نہ ان کا تذکرہ کیا ہے اور نہ ہی کوئی علاج بتایا ہے۔ تیسرے نکتے میں ہر مسلّمہ مذہب اور اسلامی فرقے کو اپنے مذہب و مسلک کے مطابق مدارس قائم کرنے اور شخصی معاملات طے کرنے کا حق دے کر پھر مسئلے کو مبہم بنا دیا ہے۔ کوئی مستقل حل پیش نہیں کیا گیا۔ دل آزاری سے پرہیز اور مثبت بات کی تلقین تو آخری اور اِضطراری مرحلہ ہے۔ چوتھے نکتے میں صاف ستھری جمہوریّت کی بحالی و بنیادی اِنسانی حقوق کے تحفّظ کا تذکرہ ہے۔ اِس کے لیے پاکستان قومی اتحاد اور اس کے بعد ۱۹۷۳ء کے آئین پر تمام جماعتوں کے اتفاق کا جو حشر اِتحاد کے ان علم برداروں کے ہاتھوں ہوا ہے، وُہ الم نشرح ہے اور ہر کہ و مہ پر روشن ہے۔ پانچویں نکتے میں رشتہ اِتّحاد و اخوّت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی خواہش ظاہر کی گئی ہے مگر کوئی واضح لائحہ عمل پیش نہیں کیا گیا اور نہ رشتۂ اِتّحاد و اخوّت کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اِن تمام خامیوں اور کمزوریوں کو مدِّ نظر رکھ کر ہی ہم نے یک زبانی کی بجائے یکدلی کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر ایک کنواں ناپاک ہو جائے تو مقررہ تعداد کے مطابق ڈول نکالنے سے کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے مُردار کو نکالنا ہوگا اور بعد میں صفائی کی خاطر مقررہ فقہی تعداد کے مطابق

ڈول کھینچنے پڑیں گے۔ اِس لئے تمام داعیانِ اتحاد بشمول راقم الحروف کا فرض ہے کہ اپنی تمام تر جماعتی اور فرقہ وارانہ وفاداریوں کو ثانوی درجہ دے کر صرف زار و نزار، لخت لخت اور پرزے پرزے مِلّت کے اتحاد کو مقدم رکھنا ہوگا ——— یہ ایک مستقل ذِمّہ داری ہے۔ الیکشن کی خاطر اتحاد، اتحاد کا نعرہ لگانا، صلح کن بن کر ووٹ بٹورنے کی خاطر مخالفین کو فرقہ پرست کہہ دینا اور خود ان تمام اِختلافات سے بالاتر بن جانے کا موقف اِختیار کرنا، عبداللہ بن اُبی جیسے رئیس المنافقین سے بڑھ کر منافقت اور دُنیا پرستی ہے۔ موجودہ حالات میں الیکشنی دنگل کے پہلوانوں کو صاف نظر آ رہا ہے کہ ایک طرف "یا رسول اللہ" کا نعرہ ہوگا، صلوٰۃ و سلام کے رُوح پرور نظارے ہوں گے اور محافلِ میلاد کی پاکیزہ رونقیں ہوں گی۔ تمام گستاخانِ رسول، منکرینِ اولیاء و صلحائے اُمّت کے سابقہ گھناؤنے اعمال اور ناشائستہ کردار کا محاسبہ کیا جائے گا اور ایک ایک ظلم و زیادتی کو طشت از بام کیا جائے گا۔ اس لئے آج سے ہی اس کا بندوبست کر لو۔ کل ہمارے مخصوص عقائد و اعمال کے خلاف آواز بلند ہو تو جھٹ کہہ دیا جائے کہ یہ لوگ فرقہ پرست ہیں مِلّت میں انشقاق و افتراق پھیلا رہے ہیں۔ ہم ہیں مِلّت کے صحیح خادم، ہمیں ووٹ دو۔ ع "دِل بَرا خطا ایں جا است" کے مصداق ہم جاہ پرستی کے کوڑھ اور دنیاداری کے متعفن مُردار کو دل کے چاہِ عمیق سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ جب تک یہ ناپاکیزگی دُور نہ ہوگی، تمام مساعی بے کار و بے نتیجہ رہیں گی۔

> یہ جوہر اگر کار فرما نہیں ہے
> تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی (اقبالؒ)

لہ جماعت ——— کے خصوصی آرگن "جسارت" کراچی (۲۶۔ جولائی ۱۹۸۴ء) نے جہاں اپنی "اتحادِ ملّت کی مہم کا پیغام" ان الفاظ دیا ہے کہ ——— "جس فرقے سے بھی وابستگی ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہو" ——— وہاں یکے بعد دیگرے جماعت کے دو صاحبین نے ملک گیر تحریک بیداری "عقیدے ———" "یا رسول اللہ کانفرنسوں" کے انعقاد کے خلاف برہمی کا اظہار کرتے ہوئے جس خبثِ باطن کا ثبوت پیش کیا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

اِس کا علاج کیا ہے؟

حال ہی میں اخبارات[1] کے اندر ایک مرحوم "مفکّرِ اسلام" اور "مزاج شناسِ رسُول" کا حل پیش کیا گیا ہے، اُنھوں نے دین و شریعت کے فرق کو بیان کیا۔ اور آخر میں ہر شخص کو شریعت کی تعبیر میں کھُلا چھوڑ کر ذاتی تفقہ و اجتہاد کی روشنی میں اعمالِ اسلامی کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ حالانکہ اب اِنفرادی اجتہاد کو اجتماعی اجتہاد ——— یعنی اجماعِ اُمّت کی پابندی اختیار کرنا ہوگی اور توحید، رسالت و خلافت علی منہاج نبوّت کے اصولوں کو تسلیم کرنے کے بعد "اتباعِ مسلکِ اجماع" کو قبول کرنا ہوگا۔ اِس اجمال کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ توحید کی حکمرانی

توحید کی حکمرانی، سیادت و قیادت کو آپ قطعیّت فرامینِ کتاب کا نام دے سکتے ہیں جس کی تشریح مختصر الفاظ میں یوں کی جائے گی ———

> حقیقی خالق، مالک، حاکم اور منصف اللہ ہے، قرآن اللہ کی آخری نازل کردہ کتاب ہے۔ اِس لِئے قانون سازی، عدالت، نظم و نسق اور حکومت کے ہر فیصلہ کے لِئے قرآن، اوّلین منبعِ اقتدار اور برترین فرمان روا ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اُس کے لِئے ملاحظہ ہو:۔

۱۔ روزنامہ "جسارت"، ۲۷ جولائی ۱۹۸۴ء: غلام جیلانی، چودھری: "دُشمن مُتحد ہے، ملّت مُنتشر ہے۔"

۲۔ " " " ۲۸ " " حشمت اللہ، محمّد: "اِنتشار اور اِفتراق سے نجات حاصل کیجئے۔"

[1] روزنامہ "وفاق" لاہور، ۲۵ جولائی ۱۹۸۴ء۔ روزنامہ "جسارت" کراچی، ۲۶ جولائی ۱۹۸۴ء۔ روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۸ جولائی ۱۹۸۴ء۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۲۹ جولائی ۱۹۸۴ء۔ روزنامہ "مشرق" لاہور، ۹ اگست ۱۹۸۴ء

ابُوالاعلیٰ مودُودی، سیّد: "اُمّتِ مُسلمہ میں فرقہ بندی کیوں؟"

مولانا موصوف نے رسالت کی اہمیت کو بھی واضح کیا ہے اور اطاعتِ الٰہی کے بعد اطاعتِ رسالت کا تذکرہ کیا ہے عِشق و اطاعتِ رسُول لازم و ملزوم ہیں ـــــ اطاعت بغیرِ عشق و محبّتِ رسُول منافقت ہے ـــــ اور عشق بغیر اطاعت ناقص و نامتام ہے۔ اس لئے ہم مولانا کی پیش کردہ اطاعتِ رسُول کو قانونی زبان میں بیان کرنا چاہتے ہیں ـــــ

۲۔ ختمیّتِ احکامِ رسالت

زندگی کے ہر پہلو کے متعلق اللہ کے احکام پہنچانے کے لئے اس کے آخری بلا واسطہ نائب خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے احکام، اعمال اور روایات حدیث و سُنّت سے متعلقہ علوم کے مطابق ان کی فرضیّت کا درجہ مقرر کرنے کے بعد حکومت کے ہر شعبے کے لِئے دُوسرا واجب التعمیل ماخذ اور واسطۂ اقتدار ہوں گے۔

بالعموم اِسلامی شریعت کے لِئے صرف کتاب و سُنّت کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے حالانکہ حضُور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی سُنّت کے بعد سُنّتِ خلفاءِ راشدین کی اِتباع کو فرض قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ اِرشاد بھی قابلِ توجہ ہے کہ "تمام زمانوں سے بہتر زمانہ میرا ہے،" اس کے بعد اُن کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں اور پھر جو ان کے بعد آئیں "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم" یعنی دَورِ رسالت مآبﷺ (اور دَورِ صحابہؓ اس میں شامل ہے) اس کے بعد تابعینؒ اور پھر تبع تابعینؒ کا دَور ـــــ اِس طرح اِتباع و اطاعتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اِتباعِ خلفاءِ راشدینؓ ۔ اتباعِ صحابہؓ، اتباعِ تابعینؒ اور اتباعِ تبع تابعینؒ ـــــ نظامِ شریعت کے لِئے ضروری ہے۔

نیز یہ ارشاد کہ پہلی اُمّتیں تباہ و برباد ہوئیں تو کئی فرقوں میں بٹ گئیں بلکہ ۷۲ فرقوں میں

بٹ گئیں ـــــــــــــ لیکن جب میری اُمّت پر تباہی آئے گی تو یہ بھی کئی فرقوں میں بٹ جائیں گے حتّٰی کہ ۷۳، فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ مگر ان میں صرف ایک ہی ناجی یعنی نجات یافتہ ہوگا اور وہ ہی صراطِ مستقیم پر ہوگا۔ اس پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ وہ ناجی فرقہ کون ہوگا تو اس کے جواب میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "وما انا علیہ واصحابی" (وہ جماعت جس پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ ہیں)

اِس حدیث کی رُو سے اتباعِ صحابہؓ، تعاملِ صحابہؓ اور اجماعِ صحابہؓ، شریعتِ اسلامی کے لئے ضروری ہے۔ اِن احادیثِ مبارکہ کے علاوہ قرآنِ پاک کی یہ آیت کہ:۔

"جن[1] لوگوں نے اطاعت کی اللہ کی اور اُس کے رسُول کی تو انہیں اِن حضرات کی رفاقت اور معیّت نصیب ہوگی جن پر اللہ نے اِنعام کیا ہے اور یہ منعم علیھم نبیّینؑ، صدّیقینؓ، شہداءؒ اور صالحینؒ ہیں۔"

پس ثابت ہوا کہ کتاب وسُنّت کے بعد "توسّلِ منہاجِ خلافت" اور "اتباعِ مسلکِ اجماع" اسلامی شریعت کے فہم، اِتّباع اور تدوینِ احکام کے لئے لازمی و لابدی ہے۔

۱۹۶۲[2]ء میں "مسلمان کی تعریف" کے سلسلہ میں میری بعض اکابرِ ملّت خواجہ ناظم الدین (م ۱۹۶۴ء) صدر آل پاکستان مسلم لیگ اور سردار بہادر خان مرحوم (م ۱۹۷۶ء) سیکرٹری جنرل آل پاکستان مسلم لیگ اور مولانا سیّد ابُوالاعلیٰ مودُودی سے مراسلت ہوئی۔ مَیں نے مُسلم لیگ کی رُکنیّت سازی کے فارم پر مندرجہ ذیل عبارت کا اندراج تجویز کیا تھا:۔

"کہ[3] مَیں .... ابن ...... سکنہ .... صدقِ دل سے اقرار اور اعلان کرتا

---

[1] سُورۃ النّساء

[2] پاکستانی مِلّت وشہریّت شائع کردہ تحریکِ خلافتِ پاکستان، کراچی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۱۳

ہوں کہ میں زندگی اور آخرت کے ہر پہلو اور ہر قسم کے مسائل میں حضور خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو حتمی، قطعی اور آخری حجت تسلیم کرتا ہوں ــــ اور سلف صالحین کے اعتقاد اور مسلک کی بابت ہر مسئلہ میں اجماعِ اُمت اور فقہائے ملت کے اجماعی فیصلے کی غیر مشروط اطاعت کرتا ہوں“۔[1]

علیٰ ہذا القیاس دسمبر ۱۹۶۲ء میں مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی (م ۱۹۷۹ء) کو بھی اس معاملہ کی اہمیت اور نزاکت کی جانب بدیں الفاظ متوجہ کیا تھا :۔

”فوق الاحزاب، فوق الآئین، بلکہ فوق المملکت اور فوق الوطنیت اقدار و اصول، پاکستان میں اسلام ہی مہیا کر سکتا ہے۔ مطالبہ پاکستان اور دو قوم کے نظریہ کی اساس بھی اسلام ہی تھا۔ نیز آئندہ پاکستان میں املاک و دولت، اقدار و عدل، حق و باطل، خوشحالی و کامیابی اور علم و تعلیم کے قومی تصورات بھی فقط اسلام سے ہی اخذ ہو سکتے ہیں ــــ پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام آج تک پاکستان میں اساسی منشور اور آئین کی رسمی حیثیت حاصل نہیں کر سکا؟ ۱۹۴۹ء کی قرار دادِ مقاصد میں یہ اعلان قطعی الفاظ سے شامل نہ تھا۔ ۱۹۵۴ء کے مسودہ آئین سے بھی یہ مسئلہ تسلی بخش طور پر طے نہیں ہوا۔ ۱۹۵۶ء کا آئین بھی یہ منشا پوری نہ کر سکا اور اب ۱۹۶۲ء کے آئین سے بھی یہ کمی پوری نہ ہوئی۔ اس کوتاہی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ قرآن و سنت کو پاکستان میں اساسِ حجت تسلیم کر لینے کے باوجود فقہ کو اساسِ حجت میں شامل نہ کیا گیا اس طرح نص کو تفسیر بالرائے سے مسخ کرنے اور تحریفِ مطالب کے راستے کھل گئے“۔

افسوس ہے کہ بعد میں آنے والے آئین میں بھی اس خامی کو دور نہیں کیا گیا۔ اس وقت

---

[1] پاکستانی ملت و شہریت شائع کردہ تحریکِ خلافتِ پاکستان کراچی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۱۹-۲۰

جب کہ ہر چہار جانب سے اسلام اسلام کا چرچا ہے ــــــ کتاب وسُنّت کو پاکستان میں اساسِ حُجّت تسلیم کر لینے کے باوجود فقہ کو اساسِ حُجّت میں شامل نہیں کیا گیا۔ تمام خرابیوں اور مصیبتوں کے نازل ہونے کی وجہ بھی یہی ہے۔ ہر جگہ نصِّ قرآنی کو تفسیر بالرّائے سے مسخ کرنے اور تحریفِ مطالب کے راستے کُھل گئے ہیں ــــــ

اِس ساری ذہنی وفکری تباہی اور خلفشار کا علاج یہ ہے کہ ہم مذکورہ احادیثِ مبارکہ اور آیاتِ قرآنی کی روشنی میں کتاب وسُنّت کے بعد دُوسرے مآخذ تدوینِ احکام کو بھی سامنے رکھیں۔ پس تیسرا ماخذ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور اولیاءؒ وصلحاءِ اُمّت کی اتّباع ہے۔ جس کا اصطلاحی نام ــــــ "توسّل منہاجِ خلافت" ہے۔

۳۔ توسّل منہاجِ خلافت

جب کبھی کتاب وسُنّت کا مفہُوم متعیّن کرنے میں اختلاف رائے پیدا ہو تو صحابہ کرامؓ، ائمّہ، فقہاء، اور سلف صالحینؒ کی تفاسیر، تصریحات، اجتہادات اور فتاوے کے جو تقاضے ہنگامی نہ تھے فقہ کے اصولوں کے مطابق بتدریج مدوّن اور مرتّب کر کے بحیثیت ایک ایسے اجماعِ ماضیہ کے ترجمان کے جو آج بھی اسلامی اعتقاد کے جواز کا تسلسل رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، اور پھر اللہ سے اخذ کرنے میں ایک سبقت والی کڑی کا رُتبہ رکھتا ہے، منفرد فیصلوں یا نتائج تک پہنچتے ہیں بطور تیسرے ماخذ اور بنائے نفاذ کے قابلِ تقلید ہوں گے۔

"توسّل منہاجِ خلافت"، کے اصول پر عمل پیرا ہونے کے بعد اور بھی اختلافات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور بے قید اجتہاد اور من مانی تاویلات سے مِلّی اتّحاد و استحکام میں خلل و انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اجماع کی ضرورت ناگزیر ہے۔

۴۔ اِتباعِ مسلکِ اجماع

مذکورہ بالا تینوں اصولوں کے ماتحت مخصوص یا قطعی قوانین کا اِستخراج کرنے میں ہر قسم کے اختلافِ رائے کا تصفیہ بالواسطہ ان اصحاب الرّائے (رائے دہندگان) کی کثرتِ رائے سے کیا جائے گا۔ جنہوں نے اپنی عادات میں اِتّباعِ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم اور ضروری علومِ دینی اور دُنیاوی میں دستگاہ کی بناء پر اہل الرّائے کا منصب حاصل کر لیا ہو۔

متذکرہ بالا چہار گانہ مثبت اصول ماخذ و منابعِ شریعت کی موجودگی میں بالخصوص اجماعِ اُمّت کی ضرورت، اہمیّت اور فرضیّت کے بعد مولانا صاحب کا یہ اِرشاد:۔

"اب[1] اگر اِس شریعت کے احکام کو ایک شخص کسی طرح سمجھتا ہے اور دُوسرا کسی اور طرح، اور دونوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس پر عمل کرتے ہیں تو چاہے

---

[1] روزنامہ "جسارت" کراچی ۲۶ جولائی ۱۹۸۴ء، روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۸۴ء، ابُوالاعلیٰ مودُودی؛ مولانا: اُمّتِ مسلمہ میں فرقہ بندی کیوں؟

نوٹ:۔ یہ امر خاص طور پر قابلِ توجہ ہے کہ مولانا مودُودی صاحب نے مورخہ ۲۱ کو مولانا نیازی صاحب کے مکتوب کے جواب میں "اتباعِ مسلکِ اجماع" کو بدیں الفاظ "جو لوگ جمہور مسلمین کے اِسلام سے مختلف اپنے کسی الگ اِسلام کے قائل ہیں وُہ صاف صاف بتائیں کہ اُن کا اِسلام کیا ہے" تسلیم کیا ہے ـــــ مگر تفہیمات میں ہر شخص کو اِجتہاد کی اِجازت دے کر ملّی وحدت و استحکام کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ناشر

مراسلہ سیّد ابُوالاعلیٰ مودُودی بنام مولانا عبد الستّار خان نیازی از لاہور، محررہ ۲۱ جنوری ۱۹۶۳ء (بحوالہ پاکستانی مِلّت و شہریّت مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء)

اُن کے عمل میں کتنا ہی فرق ہو۔ ان میں سے کوئی بھی نوکری (خدا کی نوکری) سے خارج نہ ہوگا۔ اِس لیئے کہ ان میں سے ہر ایک جس طریقہ پر چل رہا ہے یہی سمجھ کر چل رہا ہے کہ یہ آقا کا حکم ہے ...... اپنی اپنی سمجھ کے مطابق شریعت پر عمل کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہے۔ اگر دس مسلمان دس مختلف طریقوں پر عمل کریں تو جب تک وُہ شریعت کو مانتے ہیں وُہ سب مسلمان ہی ہیں۔ ایک ہی اُمّت ہیں"

بے شک ہر مسلمان کو قرآن و سُنّت پر غور و فکر کرنے کا حق حاصل ہے ____ لیکن جب تک اس غور و فکر اور اجتہاد کو اجماعیّت کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا اُسے محض انفرادی اجتہاد سمجھنا چاہیئے۔ قرآن پاک سورہ النساء، آیت ۱۱۵ میں "سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْن" سے انحراف کو دین میں افتراق و انتشار کا نام دیا گیا ہے، اور اہلِ ایمان کی کثرتِ رائے کے فیصلے کو محفوظ سمجھا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اجماعیّت کی خاطر ہی جماعت بندی پر زور دیا ہے اور فرمایا ہے "تمہیں جماعت کا پابند رہنا چاہیئے۔ جو جماعت سے کٹ گیا وُہ جہنّم واصل ہوا یعنی برباد ہو گیا"۔ جماعت کی حفاظت اور برکت کا تذکرہ ایک اور حدیث میں یُوں کیا ہے "جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے یعنی اللہ اس کا محافظ ہے"۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اُمّت کی اجماعیّت یعنی اتفاق رائے کو کامیابی اور کامرانی کی ضمانت دیتے ہُوئے فرمایا "میری اُمّت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی"۔ بالفرض محال جمع ہو جائے تو وُہ اُمّتِ محمّدیہ نہیں ہو گی کوئی اور شے ہو گی کیونکہ آپ کا ارشاد واضح ہے ____ (لا تجمع امتی علی الضلالہ)

المختصر ہر شخص کو نصِّ قرآنی کو تفسیر بالرّائے سے مسخ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ خود مولانا موصوف کی زندگی پر نگاہ ڈالو تو آپ کو نظر آئے گا کہ جہاں جہاں اُنہوں نے ذاتی اجتہاد کیا ہے جادۂ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں۔ سلف صالحین کی تفاسیر، تصریحات، اجتہادات اور فتاوٰی سے صرفِ نظر کرتے ہُوئے جہاں اپنی ذاتی رائے پر اصرار کیا ہے، وہاں عجیب و غریب تاویلات کی ہیں۔ اتحاد بین المسلمین کا یہ مطلب نہیں کہ اجماعِ ماضیہ کی گرفت کو بھی ڈھیلا چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ

کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ماضی کے اجماع کی روشنی میں آئندہ کے انتشار کو ختم کیا جائے۔

ہمارے ملّی اتّحاد کی بُنیاد عشقِ ناموسِ رسُول ہے

اِتحاد کے تذکرے میں آپ ذرا ایک لمحہ کے لئے غور کریں کہ یہ سارے رشتے اور بندھن کس کے واسطے قائم ہیں۔ کیا یہ ہمارا پیارا اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلّم ہی نہیں جس نے ہمیں سکھایا ہے کہ اس کائنات کا ایک رب بھی ہے، اور کیا اُنھوں نے ہی ہمیں آگاہ نہیں کیا کہ قرآن اُسی برتر فرماں روا اللہ رب العالمین کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ اور یہ قرآن ہی ہے جس کے تباتے ہوئے دستوُر سے خاندان قائم رہتے ہیں، ان نکات کو فلسفیانہ موشگافیاں نہ سمجھو۔ ذرا سوچو اگر عشقِ رسُول کا واسطہ بیچ سے اُٹھ جائے تو کیا حد ہو گی اور وُہ کون سی دیوار ہو گی، جو ہمیں کفّار سے جُدا رکھے گی۔ اگر ہمیں نہ ہوں گے تو پاکستان کہاں ہو گا، اور اگر پاکستان نہ ہو گا تو وحدتِ ملّی اور قومی غیرت کس شئے کا نام ہو گا۔ پھر اگر یہ موٹی بات سب کو معلوم ہے کہ اِن سب رشتوں اور تمام وابستگیوں کی جڑ خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں ——— تو جو طاقت تمہیں سیّد الانبیاء رحمۃ للعالمین سے جُدا کرتی ہے، اس کی محبّت اور احترام میں خلل ڈالنا چاہتی ہے، وُہ کیا تمہارے ماں باپ، تمہارے بہن بھائی، تمہاری جائیداد اور تمہاری زندگی کی ہر اُس خوشی سے تمہیں محروم نہیں کرنا چاہتی جس سے تمہاری دُنیاوی زندگی کے سہارے اور عاقبت کے تمام حسین تصوّرات قائم ہیں ——— ایسی شیطانی طاقت جو تمہیں عشق و اطاعتِ رسُول اور احترام و توقیر کے تمام آداب سے ہٹا دینا چاہتی ہے ——— کیا قابلِ نفرت نہیں ہے؟ اِتحاد کا مرکزی تصوّر جب تک عشق و اطاعتِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نہ بن جائے ہم اُمّتِ واحدہ نہیں بن سکتے۔ اِمتیازاتِ رنگ و بُو، نسل و زبان، وطن اور علاقائیت کے باوجود اگر ہم تاریخی وحدت ہیں تو احکامِ رسالت کی پابندی، سُنّتِ مطہرہ سے وابستگی اور عشقِ محمّدی کے کلمۂ جامعہ کی بناء پر بقول حکیم الاُمّت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ؎

دِل بہ محبُوبِ حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یک دِگر پیوستہ ایم

ملّت کے تمام طبقات کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس کے متعلق اشارۃً کنایۃً سُوئے ادبی کرتا ہے اُسے مُسترد کر دیا جائے چاہے کتنے ہی مقام و مرتبہ کا مالک کیوں نہ بنتا ہو۔ جو کچھ میں نے کہا ہے، یہی نقطۂ نگاہ علماء دیوبند کے اکابر نے بھی اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں متعلقہ اقتباسات :۔

۱۔ "جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السّلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔"

(رشید احمد گنگوہی، مولانا : لطائفِ رشیدیہ مطبوعہ ساڈھورہ ۱۳۱۸ھ، ص ۲۲ یا ۲۳ ملخصاً)

۲۔ "جن الفاظ میں ابہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا اُن کو بھی باعثِ ایذا جنابِ سالت مآب علیہ السّلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلماتِ کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیئے کہ موذی و گستاخ شانِ جنابِ کبریا تعالیٰ شانہٗ اور اُس کے رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہے۔"

(حسین احمد مدنی، مولوی : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، ص ۵۰)

۳۔ ا۔ "انبیاء علیہم السّلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔"

(محمد مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا : اشدّ العذاب علی مسیلمۃ البنجاب مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۷ھ ص ۹)

ب۔ "اس طرح ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے بلکہ بعض ایسے مسائل کے منکر کو بھی کافر کہا جائے گا جو تواتر سے ثابت نہ ہوں بلکہ ان کی اعتقادی حیثیت ہو۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو گالی دینا یا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا۔"

(محمد رضوان اللہ، پروفیسر : مولانا انور شاہ کشمیری مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۷۴ء، ص ۲۲۶)

۴۔ "اہل حدیث کا مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اولیاء کی

(جن کا تقویٰ طہارت معلوم اور ثابت ہو) توہین کرنے والا یا اُن کی نسبت بدظنی یا تحقیر کرنے والا فاسق ہے۔"

(ثناء اللہ امرتسری، مولانا: اہل حدیث کا مذہب مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۷)

۵۔ "کل اُمّت کا اِس پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں ناروا الفاظ کہنے والا کافر ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

(انور شاہ کشمیری، مولانا: اکفار الملحدین فی ضروریات الدین مطبوعہ دہلی ۱۳۵۰ھ، ص ۴۳)

علاوہ ازیں مختلف کُتب کے اندر اِس قسم کے حوالے موجود ہیں، جن میں انبیاء کی توہین کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی توقیر، تعظیم، محبّت فرض ہے اور شرائطِ ایمان اور اساساتِ دین میں شامل ہے۔

بناء بریں دعوتِ اتحاد دینے والے ہر شخص کو اِسے طے شدہ امر تسلیم کرنا ہوگا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی بابت بقول سیّد محمد انور شاہ کشمیری "بارگاہِ انبیاء میں گستاخی کفر ہے، چاہے اِس سے قائل کی مُراد توہین کی نہ بھی ہو"۔ ___ اور ابھی مولانا حسین احمد مدنی کا قول نقل کر چکے ہیں کہ موہمِ تحقیر فقرات بھی موجبِ کفر ہیں یہی حوالہ مکتوباتِ شیخ الاسلام، جلد دوم صفحہ ۱۶۵[1] میں موجود ہے۔

اِن تمام تصریحات کے بعد اب کسی قسم کے شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔ اور یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے۔ ایک بات تفصیل طلب رہ جاتی ہے کہ ضروریاتِ دین کی تاویل کرنے والا کس زمرہ میں ہے؟۔ آیا وہ بھی کافر ہوگا یا نہیں؟ اِس سلسلے میں شاہ صاحب (مولانا انور شاہ کشمیری) کی رائے یہ ہے کہ ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے اور اس میں تاویل کرنے والا بھی کافر ہے[2]

۱؎ محمد منشا تابش قصوری: دعوتِ فکر مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ مرید کے ۱۹۸۳ء ص ۱۶

۲؎ محمد رضوان اللہ، پروفیسر: مولانا انور شاہ کشمیری مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۷۴ء ص ۲۲۷

اختلافات فروعی نہیں، اعتقادی اور بنیادی ہیں

شتر مرغ کی طرح دشمن کو آتے دیکھ کر اپنا سر ریت میں چھپا لینا یا کبوتر کی طرح نشانہ باز کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینا جہاں دانش مندی نہیں، وہاں اصول و مسلماتِ دین میں اختلافات کو فروعی یا بے حقیقت کہہ دینا بھی سراسر حماقت ہے۔

ایک فرقہ کے عقائد

۱۔ سرورِ کائنات علیہ السلام کو پکارنا، شفیع المذنبین سمجھنا، ختم پڑھنا، صورتِ مبارکہ اور قبر شریف کا تصوّر کرنا، حاجت روا، صاحب تصرّف، مختارِ جملہ صفات کو باذن اللہ تعالیٰ باعطاءِ الٰہی ماننا بھی شرک ہے اور شرک بھی ابوجہل جیسا۔ (محمد بن عبدالوہاب، نجدی: کتاب التوحید عربی مطبوعہ ریاض، ملخصاً)

۲۔ شافعِ محشر علیہ التحیۃ والثناء سے استغاثہ طلب کرنا شیطانی فعل ہے اور شرک ہے۔

(محمد بن عبدالوہاب، نجدی: کشف الشبہات عربی، مطبوعہ ریاض، ص ۵۷)

۳۔ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم کرنا شرک ہے۔ (شوکانی، قاضی: الدر النضید، ص ۳۶، ۵۱)

۴۔ نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلّم مر کر مٹی میں مل گئے۔ (اسمٰعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی، ص ۵۷)

۵۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ پڑھنے والا بدعتی اور گناہ گار ہے۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرت سر، ۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء ص ۱۲)

۶۔ "ہر وہ شخص جو شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر کی یا کسی ایسی ہی دوسری جگہ (سرہند، پاک پٹن، بغداد، گنج بخش وغیرہ) حاجت طلب کرنے جاتا ہے وہ ایسے شدید گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جو قتل اور زنا سے بھی بڑا ہے اور یہ شخص اپنے جرم میں ویسا ہی ہے جیسے کوئی خود بنائی ہوئی چیز کی عبادت کرتا یا لات و منات سے دعائیں مانگتا ہے۔" (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور۔ ۱۶ جولائی ۱۹۷۶ء، صفحہ اوّل)

۷۔ "نمازی کو، شیخ یا ان ہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے"
(اسمٰعیل دہلوی، مولوی: صراطِ مستقیم اُردو مطبوعہ اسلامی اکادمی، لاہور، ص ۱۶۹)

۸۔ "آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم کے مزار شریف کی تعظیم کرنا کفر و شرک ہے۔"
(الدرۃ النضیدہ، ص ۵۹)

۹۔ "صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی قبر مبارک بُت ہے۔" (ایضاً: ص ۱۷، ۵۹، ۶۲)

۱۰۔ "جس کا نام محمدؐ یا علی ہے وُہ کسی چیز کا مختار نہیں۔" (تقویۃ الایمان، ص ۴۳)

۱۱۔ قادری، نقشبندی، چشتی کہلانا بدعاتِ کفریہ ہیں۔ (اسمٰعیل دہلوی، مولوی:
تذکیر الاخوان، مطبوعہ میر محمد، کتب خانہ کراچی، ص ۶۴)

۱۲۔ اللہ چاہے تو کروڑوں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) جیسے پیدا کر سکتا ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۳۶)

۱۳۔ "جو لوگ محبوب، یا ابنِ عباسؓ یا انبیاءؑ یا ملائکہ یا اولیاء کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ جانتے ہیں تاکہ یہ اُن کے حق میں سفارش کریں ... پس ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک کافر ہے۔ اس کا خون روا ہے اور مال مباح ہے اگرچہ "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھے۔ اور نماز، روزہ پر بھی عامل ہو اور خود کو مسلمان کہے پھر بھی اس کے اعمال باطل ہوئے۔"
(سُلیمان بن سحمان، نجدی: اَلْھَدِیَّۃُ السَّنِیَّۃُ، اُردو ترجمہ: اسمٰعیل غزنوی، مولانا
تحفۂ وہابیہ مطبوعہ امرتسر ۱۹۲۷ء، ص ۸۸)

ایک دُوسرے فرقے کے عقائد

(۱) "پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبیّ و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے۔" (اشرف علی تھانوی، مولانا:
حفظ الایمان مع بسط البنان مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند ص ۸)

۲۔"یہ لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں....... سو وُہ شرک میں گرفتار ہیں۔" (تقویۃ الایمان۔ ص ۱۹)

۳۔"انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وُہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔۔۔۔

اولیاء و انبیاء، امام اور امام زادے، پیر اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وُہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔" (ایضاً؛ ص ۵۶)

۴۔کوئی کسی کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا و دست گیر کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں، اُن کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائدِ باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وُہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ (غلام اللہ خان، مولوی؛ جواہر القرآن مطبوعہ مکتبۂ رشیدیہ راولپنڈی، ص ۱۴۷ ملخصاً)

۵۔"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم محیط زمین) نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وُسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"
(خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا؛ البراہینُ القاطعہ علی ظلام الانوارِ السّاطعہ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند ۱۹۶۲ء، ص ۵۵)

۶۔"انبیاء اپنی اُمّت سے (اگر) ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمّتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"
(محمد قاسم نانوتوی، بانی مدرسہ دیوبند؛ تحذیر النّاس مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، ص ۵)

۷۔نبی کو جو حاضر و ناظر کہے بلا شک شرع اُس کو کافر کہے۔ (جواہر القرآن، ص ۶)

۸۔"یہ ہر روز اعادہ ولادت (حضور صلی اللہ علیہ وسلّم) کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔" (البراہینُ القاطعہ علی ظلام الانوارِ السّاطعہ، ص ۱۵۲)

۹۔ ا۔ "کذب داخل تحت قدرتِ باری تعالیٰ جلّ و علیٰ ہے۔ کیوں نہ ہو۔ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (رشید احمد گنگوہی، مولوی: فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ سعید اینڈ سنز، کراچی ص ۹۲)

ب۔ "لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد۔" (ترجمہ: ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ[1] بولنا محال ہے۔) (محمد اسمٰعیل دہلوی، مولوی: یک روزہ فارسی مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷)

"والا لازم آید کہ قدرتِ انسانی ازید از قدرتِ ربّانی باشد۔" (ترجمہ: اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے گی۔) (ایضاً: ص ۱۷)

ج۔ "امکانِ کذب (باری تعالیٰ) کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔" (البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ، ص ۶)

۱۰۔ ا۔ "یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ[2] کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

"علمِ غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے، اِس لفظ کو کسی تاویل سے دُوسرے پر اطلاق کرنا ابہامِ شرک سے خالی نہیں۔" (ایضاً: ص ۹۳)

۱۱۔ ا۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر النّاس مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی، ص ۳۴)

ب۔ "عوام کے خیال میں تو رسُول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر (آخری) نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا

---

[1] تمام اُمت کا اس بات پر اتفاق اور اجماع رہا ہے کہ کذب، نقص اور عیب ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ الجھدُ المقل فی تنزیہ المعز والمذل (مطبوعہ ساڈھورہ) میں مولانا محمود حسن صاحب سابق مدرس مدرسہ دیوبند نے بھی حق تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر لکھا ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: محمد منشا تابش، قصوری: دعوت فکر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)

[2] آپ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نہ تقدّم یا تاخّر زمانہ (زمانی) میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقامِ مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟“[1]

(تحذیر النّاس مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ، دیوبند ص ۳)

۱۲۔ (۱) ”دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضرور (ضروری) نہیں۔“

(محمد قاسم نانوتوی، مولانا: تصفیۃ العقائد مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۶ء ص ۲۹)

(ب) ”بالجملہ علی العموم کذب کو منافیٔ شانِ نبوّت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السّلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔“ (ایضاً: ص ۳۱، ۳۲)

۱۳۔ ”اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اللہ کو پہلے اس سے کوئی بھی علم نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔“[2]

(حسین علی، مولوی: بلغۃ الحیران فی ربط آیاتِ الفرقان مطبوعہ حمایتِ اسلام پریس لاہور، ص ۱۵۷، ۱۵۸)

---

[1] تحذیر النّاس کے مختلف ایڈیشنوں میں چونکہ ردّ و بدل ہوتا رہتا ہے، اس لئے تحذیر النّاس کے قدیم نسخوں کے اصل الفاظ بریکٹ میں نقل کر دیئے گئے ہیں۔ ناشر

[2] معتزلہ کا یہ عقیدہ، مصنّف نے بطور تائید نقل کیا ہے۔

اُممِ سابقہ میں اُمّتوں کے بننے اور بگڑنے کا مدار ہمیشہ ان کے عقائد کے بننے، بگڑنے پر رہا ہے۔ اب بھی نہ صرف مسلمان بلکہ ہر انسان کا بننا بگڑنا اُس کی خوش اعتقادی اور بد اعتقادی پر موقوف ہے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ غیر ضروری نہ ہوگا کہ ”اسلامی مؤرّخین نے مسلمانوں کے زوال کا سبب عموماً بیرونی حملہ آوروں کو قرار دیا ہے“ (جس کی وجہ سے یورپ میں اسلام کا پھیلاؤ رُک گیا) اور یہ واقعہ بالکل صحیح ہے ——— لیکن بیرونی حملوں سے اسلام کی جاذبیّت میں سرِ مُو فرق نہ آیا بلکہ چودہ سو سال کا تجربہ اس کا شاہد ہے کہ ”اتنا ہی یہ اُبھرے گا ——— “ کے مصداق بیرونی حملوں نے مسلمانوں میں ہمیشہ ایک نئی رُوح پھونکی۔ تاریخِ اسلام کا یہ ایک رُخ تھا جو مؤرّخین

(باقی بر صفحہ آئندہ)

(۳) اہلِ سُنّت و جماعت کے عقائد

یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نورانیت، شفاعت، مختاریّت، توسّل، تصرّفات، صلوٰۃ و سلام، حیات النبی، حاضر و ناظر، قیام فی المیلاد، عظمتِ رسُول، تصوّرِ رسُول، نذر و نیاز، ایصالِ ثواب، عظمتِ صحابہ، محبّتِ اہلِ بیت، کثرتِ درُود شریف، علمِ غیب کو برحق شمار کرتے ہیں مثلاً تصوّرِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کے بغیر نماز کو درست نہیں سمجھتے۔

(ا) تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو بطورِ حکایۃً نہیں بلکہ بطورِ انشاء خطاب کیا گیا ہے (اور) یہاں فی الواقعہ حضور کو سلام مقصُود ہے۔" (علاء الدین الحصکفی، علّامہ: دُرِّ مختار)

(ب) "شارعِ حقیقی نے قعدے میں نمازی کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لیے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ جہاں وُہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم بھی رونق افروز ہیں کیونکہ وُہ بارگاہِ خُداوندی سے کبھی جُدا نہیں ہوتے۔ پس نمازی حضور علیہ السّلام کے رُوبرُو سلام عرض کرتے ہیں۔" (عبدالوہاب شعرانی، علّامہ: المیزان الکبریٰ عربی، جلد ۱ مطبُوعہ مصر، ص ۱۴۵)

(ج) حضرت علّامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۲ھ) اس کی مزید تشریح کرتے ہُوئے بڑے خُوب صُورت انداز میں فتح الباری شرح بخاری شریف میں لکھتے ہیں:-

---

(حاشیہ بقیہ صفحہ گزشتہ) دکھاتے آئے — زوالِ مُسلم کی بنیاد درحقیقت خانہ جنگیوں سے پڑی۔ اور اس دوران میں عقائدِ باطلہ نے جنم لے کر ان خانہ جنگیوں کو خوب ہوا دی اور اُن کو ایسا مستحکم کر دیا کہ یہی خانہ جنگیاں دورِ کمالِ عروجِ اسلام ختم کر کے مستقل زوال کا باعث ہوگئیں مُسلمانوں کا مستقل زوال ان عقائدِ باطلہ ہی کی پیداوار ہے اور زوال کی پُوری ذمہ داری ان عقائدِ باطلہ اور ان کے قائدین پر عائد ہوتی ہے — نواب محسن الملک (۱۸۳۷ء — ۱۹۰۷ء) نے "مسلمانوں کی ترقی اور اُن کے تنزّل کے اسباب" (صفحہ ۴۷ تا ۸۲) میں مسلمانوں کے اندر غلط مذہبی خیالات کے پیدا ہونے کے باعث — متعدّد فرقوں میں بٹ جانے کو — مسلمانوں کے انحطاط اور زوال کا سب سے بڑا سبب بیان کیا ہے۔

”نمازیوں نے جب التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لایموت کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت مل گئی، مناجات کی فرحت سے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، تو انہیں متنبہّ کیا گیا کہ یہ سب کچھ صدقہ ہے جناب محمدّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا اور اُن کی تابعداری کی برکت ہے ——— سو انہوں نے خبردار ہوتے ہی نظر اُٹھائی تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حبیبِ پاک کو حاضر و موجود پایا۔ پس آداب بجا لاتے اور فوراً اُن کی طرف متوجّہ ہوتے۔“ (فتح الباری شرح بُخاری عربی جلد ۲ مطبوعہ مصر، ص ۲۵۰)

(د) شیخ محقّق عبدالحق محدّث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نے فرمایا:۔

”یہ خطاب اِس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدّیہ تمام موجُودات کے ذرّات اور افرادِ ممکنات میں جاری و ساری ہے پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نمازیوں کی ذات میں موجُود اور حاضر ہیں۔ لہٰذا نمازی کو چاہیئے کہ اِس معنٰی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حاضر ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے روشن و فیض یاب ہو۔“

(اشعۃ اللّمعات فارسی جلد ۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھّر، ص ۴۰۱)

علمِ غیب کے متعلّق اہلِ سُنّت کا عقیدہ

(ا) **صحابہ کا عقیدہ**: جب کبھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کسی بات کے بارے میں اپنے صحابہ کرام سے کچھ معلوم کرتے اور صحابہ نہ جانتے تو عرض کرتے: ”اللہ و رسولہٗ اعلم“ یعنی اللہ اور اس کا رسُول خوب جانتے ہیں۔

(ب) **امام غزالی** رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:۔

”ان لہ صفۃ بہا یدرک ما سیکون فی الغیب“ (احیاء العلوم الدّین مطبُوعہ بیروت، ص ۱۹۴)

ترجمہ: ”یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وُہ غیب کی آئندہ باتوں کو ادراک کر لیتا ہے۔“

زرقانی شرح مواہب اللدّنیہ میں اس کی مزید وضاحت یُوں کی گئی ہے:۔

"النبوة عبارة عما يختص به النبی ويفارق به غيره وهو يختص بانواع من الخواص انه يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله تعالیٰ وصفاته وملئكته والدار الاٰخرة۔ علما تخالفا لعلو غيره بكثرة المعلومات وزيادة الكشف والتحقيق وثانيها ان له فی نفسه صفة بها تتم الافعال الخارقة للعادة كما ان لنا صفة تتم بها الحركات المقرونة بارادتنا وهی القدرة ثالثها ان له صفة بها يبصر الملئكة ويشاهدهم كما ان للبصير صفة بها يفارق الاعمیٰ"

ترجمہ۔ نبوّت اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے اَور غیروں سے ممتاز ہے۔ ایک یہ کہ جو امُور اللہ تعالیٰ اَور اُس کی صفات اَور فرشتوں اَور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں نبی اُن کے حقائق کا عارف ہوتا ہے اَور دُوسروں کو کثرتِ معلومات اَور زیادتی کشف و تحقیق میں اُس سے کچھ نسبت نہیں دوم یہ کہ اُن کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعالِ خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکاتِ ارادیہ پُورے ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اَور اُن کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وُہ نابینا سے ممتاز ہیں۔

علاّمہ مُلاّ علی قاری رحمۃ اللہ (م ۱۰۱۴ھ) نے "مرقاۃ المفاتیح" جلد اوّل، صفحہ ۴۵ میں علمِ غیب کے متعلق اہلِ سُنّت کی تائید اس طرح فرمائی ہے کہ ——— محبُوبانِ خدُا، انبیاء (صلواۃ اللہ تعالیٰ علیہم) و اولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) کے سینوں کی نورانیّت سے لوحِ محفوظ کے نقوش اُن میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ (ملخصاً)

(ج) آیاتِ قرآنی کی شہادت

ا۔ (اَے دنیا والو! ہمارا محبُوب) تم کو وُہ کچھ بتا رہا ہے کہ اِس سے پہلے تمہیں اس کی خبر بھی نہ تھی۔ (البقرۃ آیہ ۱۵۱)

۲۔ اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں علمِ غیب دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔ (آلِ عمران: ۱۷۹)

۳۔ غیب جاننے والا ہے اپنا راز کسی پر نہیں کھولتا مگر رسولوں میں سے جس پر چاہے کھول دیتا ہے۔ (سورۃ الجن: ۲۶)

۴۔ یہ غیب کی خبریں ہیں (پس اے حبیب) تمہیں کو بتاتے ہیں۔ (سورۃ ہود: ۴۹)

۵۔ بے شک وہ ہمارے سکھائے سے صاحبِ علم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (یوسف: ۶۸)

۶۔ جب آیۂ کریمہ (۳/۱۷۹) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط الخ نازل ہوئی۔[۱]

"اللہ مسلمانوں کو اِس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو (اے کلمہ گویانِ اسلام) جب تک جُدا نہ کر دے ناپاک کو (یعنی منافق کو) پاک (مومن مخلص) سے۔" یہاں تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو تمہارے احوال پر مطلع کر کے مومن و منافق ہر ایک کو ممتاز فرما دے۔ (تفسیر خازن، جلد اوّل، ص ۳۸۲)

شانِ نزول۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مجھ پر میری اُمّت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السّلام پر پیش کی گئی تھیں۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے لگے کہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون اُن پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا، ان لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے اور آئندہ پیدا کیے جائیں گے۔ یہ تو بڑی بات ہے۔ ہم تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر ہے۔ یہ خبر سُن کر آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پر تشریف لے

---

[۱] ان آیات سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علوم آپ کا معجزہ ہیں۔

گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کر کے فرمانے لگے کہ ان قوموں[1] کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا آج سے قیامت تک کوئی شے ایسی نہیں جس کو مجھ سے تم دریافت کرو اور میں تمہیں نہ بتا سکوں۔ اب سے قیامت تک کی جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ پس عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یارسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا حذافہ۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام ہونے، آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائیے"۔

اب حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وقال[2] السدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علیّ أمتی فی صورها فی الطین کما عرضت علی آدم وأعلمت من یؤمن بی ومن یکفر بی فبلغ ذلک المنافقین فقالوا استهزاءً زعم محمد انه یعلم من یؤمن به ومن یکفر ممن لم یخلق بعد ونحن معه وما یعرفنا فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر فحمد اللہ تعالیٰ وأثنی علیه ثم قال ما بال أقوام طعنوا فی علمی لا تسألونی عن شئ فیما بینکم وبین الساعة الا أنبأتکم به فقام عبد اللہ بن حذافة السهمی فقال من أبی یارسول اللہ قال حذافة فقام عمر فقال یارسول اللہ رضینا

---

[1] یہاں اِس بات کی جانب واضح اشارہ ہے کہ حضور کے علمِ غیب پر طعنہ زنی یا نکتہ چینی کفار و منافقین کا شیوہ ہے۔

[2] یہ حدیث، تفسیر خازن جلد اوّل (مطبوعہ مصر ۱۳۳۱ھ) صفحہ ۳۸۱ میں بھی موجود ہے۔ محی السنۃ امام بغوی صاحب معالم التنزیل (المتوفی ۵۱۰ھ) نے آیۂ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (ترجمہ اوپر گذر چکا) کی شانِ نزول میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھل انتم منتھون ثم نزل عن المنبر۔

(د) عُلماء دیوبند کی تصدیق

۱۔"لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراک غیبیات کا اُن کو ہوتا ہے۔"

(قول حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی بحوالہ امداد المشتاق، ص ۷۶، ۷۷)

۲۔"وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" آیتِ قرآنی پر حاشیہ لکھتے ہوئے علّامہ شبّیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:۔

"یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے۔" (حاشیہ تفسیرِ قرآن)

۳۔ محمّد قاسم نانوتوی مختصراً دوٹوک فیصلہ سناتے ہیں:۔

"علومِ اوّلین ـــــ اور علومِ آخرین ـــــ سب علوم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میں مجتمع ہیں"

(تحذیر النّاس ص ۵)

(ھ) اہلِ حدیث کی تائید

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری اپنے رسالہ "علمِ غیب کا فیصلہ" (مطبوعہ مطبع اہل حدیث، امرتسر، صفحہ ۱۳۱) میں رقم طراز ہیں:۔

"بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیھم السّلام کو امُورِ غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنّوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو۔"

ـــــ الغرض جناب مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلّم نے بڑی شان کے ساتھ اعلان فرما دیا کہ قیامت سے قبل ان امُورِ عظیمہ کو دیکھ لوگے جو نہ دیکھے تھے (اور) نہ سوچے تھے۔" (بخاری باب الفتن)

ـــــ صرف یہ ہی نہیں فرمایا بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے تمام امورِ غیبیہ کو ایک ایک کر کے

بیان کر دیا۔ احادیثِ ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے علومِ ماکان ومایکون کے بارے شاندار نقشہ پیش کیا گیا ہے:۔

۱۔ حضرت عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔[۱]

۲۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری نے فرمایا کہ ایک دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہو کر نمازِ ظہر تک وعظ فرمایا، پھر ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے جا کر عصر تک خطبہ دیا، پھر ہم کو عصر کی نماز پڑھائی اور منبر پہ جلوہ آرا ہو کر سُورج کے ڈُوبنے تک خطبہ دیا اور قیامت تک کے تمام ہونے والے واقعات کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا۔[۲]

۳۔ بخدا میں (یعنی حضرت ابُو حذیفہ) نہیں جانتا کہ میرے دوست خود بھُولے یا بھُلاتے گئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تو کسی قائدِ فتنہ کو جو قیامت تک ہوں گے نہ چھوڑا تھا جن کی تعداد تین سو سے زائد ہو گئی تھی مگر قائدِ فتنہ کا نام اور اُس کی ولدیت اور اُس کا قبیلہ تک بتا دیا تھا۔[۳]

---

۱ تا ۳۔ احادیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

(۱) عن عمر قال قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم۔ (مشکوٰۃ شریف باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء)

(۲) عن عمرو بن الاخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوما الفجر و صعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة۔

(مشکوٰۃ شریف باب المعجزات)

(۳) واللّٰہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا ما ترک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قائد فتنة الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من ثلثمائة فصاعدًا قد سمّاہ لنا باسمه واسم ابیه واسم قبیلته۔

(ابوداؤد شریف)

میں اتحادِ عالمِ اسلام کے موضوع پر زیادہ حوالہ جات سے احتراز کروں گا۔ تاہم یہ بآسانی ثابت کیا جاسکتا ہے کہ دُوسرے فرقوں کے مذکورہ بالا عقائد کی تردید میں خود اُن کے مستند اور جیّد علماء کی تصریحات موجود ہیں مثلاً فیصلہ ہفت مسئلہ، المہنّد علی المفنّد، آبِ حیات، نالۂ امدادِ غریب، تذکرۃ الرّشید، شمائمِ امدادیہ، قصائدِ قاسمی، مناجاتِ مقبول، امداد السلوک، فتاویٰ رشیدیہ، صراطِ مستقیم، مخزنِ احمدی وغیرہ تصانیفِ علماء دیوبند میں تمام قابلِ اعتراض عقائد کا جواب موجود ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی کئی مقامات پر بالخصوص علمِ غیب[1] کے مسئلہ میں علماء اہلِ سُنّت کے بیانات کی تائید کی ہے۔

---

[1] مولانا مودودی صاحب نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی بابت قانونی تصریح کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"علمِ غیب کے مسئلے میں یہ بات سب مانتے ہیں کہ کُلّی و ذاتی علمِ غیب اللہ کے لئے مخصوص ہے، اور اِس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ اپنے علمِ غیب کا جو حصّہ اور جتنا حصّہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیے دے سکتا ہے۔" (رسائل و مسائل حصہ سوم مطبوعہ اسلامی پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، اکتوبر ۱۹۸۳ء اشاعت گیارھویں، ص ۴۴۹، ۴۵۰)

"اللہ کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ تم کو براہِ راست غیب کا علم دے بلکہ وُہ اِس کام کے لئے اپنے رسُولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔" (تفہیمات حصّہ اوّل مطبوعہ لاہور مارچ ۱۹۸۲ء اشاعت پندرھویں، ص ۳۰۴)

"اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ اپنے غیب کا علم ہر انسان پر فرداً فرداً ظاہر نہیں کرتا بلکہ اپنے بندوں میں سے کسی خاص بندے پر ظاہر کرتا ہے، اس لئے عام انسانوں پر لازم ہے کہ وُہ اس بندے پر ایمان لائیں۔" (ایضاً: ص ۳۰۴، ۳۰۵)

انقلابات ہیں زمانے کے

حضرات علمائے دیوبند نے اپنی کتب میں بار بار عقائد نجدیہ وہابیہ کی زبردست تردید کی ہے مثلاً:۔

۱۔ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی (۱۸۵۲ء۔ ۱۹۲۷ء) لکھتے ہیں:۔

"ان کا (محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے تابعین) عقیدہ یہ تھا کہ بس وہ ہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔"

(المہند علی المفند، مطبوعہ کراچی، ص ۲۲)

نوٹ۔ اس کتاب پر شیخ الہند و شیخ الدیوبند مولانا محمود حسن (۱۸۵۱ء۔ ۱۹۲۰ء) حکیم الامت دیوبند مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۴۳ء) مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۵۳ء) جیسے اکابر کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔

۲۔ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۳۴ء) سابق شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں کہ۔

"اما محمد بن عبدالوهاب النجدي فانه كان رجلا بليدا قليل العلم فكان يتسارع إلى الحكم بالكفر۔" (فیض الباری، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۸ء، ص ۱۷۰۔ ۱۷۱)

ترجمہ "یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا، اس لئے کفر کا حکم لگانے میں اسے باک نہ تھا۔"

۳۔ مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹ء۔ ۱۹۵۷ء) شیخ الحدیث دیوبند رقم طراز ہیں:۔

ا۔ "محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔"

(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ص ۴۳)

ب۔ "زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ،

بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے"۔ (ایضاً: ص ۴۵)

ج۔"شانِ نبوّت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام ہیں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں.... توسّل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ اُن کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں، اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے"۔ (ایضاً: ص ۴۷)

د۔"وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوٰۃ وسلام ودرود برخیر الانام علیہ السّلام اور قرأتِ دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ.....کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں"۔ (ایضاً: ص ۶۶)

"الحاصل وُہ (محمد بن عبد الوہّاب نجدی) ایک ظالم وباغی خون خوار فاسق شخص تھا"۔

(ایضاً: ص ۴۲)

نوٹ۔ مولانا حسین احمد مدنی صاحب کی وفات پر اکابر علماء اہل حدیث نے خراجِ عقیدت پیش کیا۔ مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گجرانوالہ اور مولانا محمد صدیق لائل پوری نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور تعزیّت کی قراردادیں پاس کیں۔

مولانا حسین احمد مدنی کی کتاب "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" کے مندرجہ ذیل اقتباسات وہابیہ نجدیہ کے متعلق سوادِ اعظم اہلِ سُنّت کے نقطۂ نگاہ کو بالکل واضح، غیر مبہم اور صاف لفظوں میں پیش کرتے ہیں:

"وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلّدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وُہ گروہ اہلِ سُنّت والجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلّدین ہند اسی طائفۂ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لیکن

عمل در آمد اُن کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وُہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اُس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں، اِن کا بھی مثل غیر مقلّدین کے اکابرِ اُمّت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔"

(الشہاب الثّاقب علی المسترق الکاذب، ص ۶۲، ۶۳)

"اِن (وہابیہ نجدیہ) کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وُہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متّصف بالحیٰوۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں۔ پس جو حال دیگر مومنین کا ہے وُہ ہی اُن کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے اُن لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں جنھوں نے دیارِ نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے اُن کے عقائد پر مطلع ہوا ہو۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دُعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں، اِن ہی افعالِ خبیثہ و اقوالِ واہیہ کی وجہ سے اہلِ عرب کو اُن سے نفرت بے شمار ہے۔" (ایضاً: ص ۶۵، ۶۶)

لُطف کی بات یہ ہے کہ صاحب شہاب ثاقب عقائدِ نجدیہ وہابیہ کی نہ صرف شدّت و غلظت کے ساتھ تردید کرتے ہیں بلکہ مثبت انداز میں اُن کے عقائدِ مردُودہ کے جواب میں ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم، اَولیائے کرام کی بابت اپنے عقائد، سوادِ اعظم اہلِ سُنّت وجماعت کے مطابق پیش کرتے ہیں:۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات دُنیا تک محدُود نہیں بلکہ ہر حال میں زندہ و پائندہ ہیں۔

(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، ص ۴۵)

۲۔ دربارِ رسالت میں حاضری کی نیّت سے سفر کرنا جائز ہے اور ہمارے اکابر نے اس کے لئے سفر کیا ہے۔ (ایضاً: ص ۴۶)

۳۔ ہم توسّل بالنّبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے قائل ہیں۔ (ایضاً: ص ۵۷)

۴۔ ہم اشغالِ باطنیہ کے قائل و عامل ہیں۔ (ایضاً: ص ۶۰)

۵۔ ذکرِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم بلکہ اولیاء اللہ کے ذکر کو بھی ہم مستوجبِ برکت سمجھتے ہیں۔ (ایضاً: ص ۶۷)

۶۔ ہم ہر قسم کے دُرود کو جائز سمجھتے ہیں۔ (ایضاً: ص ۶۶)

۷۔ مسجدِ نبوی یا کسی اور مقام پر یا رسُول اللہ کہنا بھی ہمارے نزدیک جائز ہے۔ (ایضاً: ص ۶۵)

علیٰ ہٰذا القیاس تبلیغی جماعت نے اپنی مشہور کتاب "تبلیغی نصاب"، صفحہ ۷۸۹ پر یا رسُول اللہ اور یا محمدؐ کے ذکر کو باعثِ خیر و برکت بتایا ہے۔ نیز جماعت مودودیہ کے بانی نے حج کے انتظامات اور دیگر رسُوم کی ادائیگی میں حکومتِ نجدیہ پر شدید تنقید کی ہے۔[لے]

———— مگر زمانے کے انقلابات دیکھئے کہ "پٹرو ڈالر" کی چکا چوند نے ان تمام عقائد و نظریات کو نہ صرف "نسیاً منسیاً" بنا دیا ہے بلکہ وُہ حکومتِ سعودیہ نجدیہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ نواب محمد صدیق حسن خان (۱۲۴۸ھ۔ ۱۳۰۷ھ)، اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، (م ۱۹۴۸ء) نے طائفہ نجدیہ وہابیہ سے نہ صرف بیزاری ولاتعلّقی کا اظہار کیا ہے بلکہ محمّدبن

لے جناب ابوالاعلیٰ مودودی "خطبات" مطبوعہ دفتر ترجمان القرآن، جمال پور (پٹھان کوٹ) اشاعتِ چہارم ۱۳۵۹ھ کے صفحہ ۲۰۵ پر لکھتے ہیں:۔

"حج کے پُورے فائدے حاصل ہونے کے لئے ضروری تھا کہ مرکزِ اسلام میں کوئی ایسا ہاتھ ہوتا جو اس عالمگیر طاقت سے کام لیتا، کوئی ایسا دل ہوتا جو ہر سال تمام دُنیا کے جسم میں صالح خون دوڑاتا رہتا، کوئی ایسا دماغ ہوتا جو اُن ہزاروں لاکھوں خدا داد قاصدوں کے واسطے سے دُنیا بھر میں اسلام کے پیغام کو پھیلانے کی کوشش کرتا، اور کچھ نہیں تو کم از کم اتنا ہی ہوتا کہ وہاں خالص اسلامی زندگی کا ایک مکمّل نمونہ موجود ہوتا اور ہر سال دُنیا کے مسلمان وہاں سے صحیح دینداری کا تازہ سبق لے کر پلٹتے۔ مگر وائے افسوس کہ وہاں کچھ بھی نہیں۔ مدّت ہائے دراز سے عرب میں جہالت پرورش پا رہی ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

عبدالوہاب نجدی کی شخصیت اَور تعلیمات کو درخورِ اعتنا بھی نہیں سمجھا اَور ایک لحاظ سے اُسے مسترد کر دیا ہے۔

چُنانچہ اُنہوں نے سرکارِ انگلشیہ سے پُورے شدّومدّ کے ساتھ التجا کی تھی کہ بجائے فرقہ وہابیہ کے اُن کو اہلِ حدیث لکھّا جائے۔ پس بموُجب چِٹھی گورنمنٹ اِنڈیا بنام پنجاب گورنمنٹ نمبر ۱۷۵۸/ مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۹ء سرکاری دفتروں میں اُنہیں وہابی فرقہ کے بجائے "اہلِ حدیث" لکھنے کا حکم جاری کیا گیا۔ اَور وہابی لکھنے کی قانوناً ممانعت کر دی گئی۔[1]

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کے بجائے صدیوں سے بہم گرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں، اَور اُنہوں نے اہلِ عرب کو علم، اخلاق، تمدّن، ہر چیز کے اعتبار سے پستی کی اِنتہا تک پہنچا کر چھوڑا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وُہ سرزمین جہاں سے کبھی اِسلام کا نُور تمام عالم میں پھیلا تھا، آج اُسی جاہلیّت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وُہ اِسلام سے پہلے مُبتلا تھی۔ اَب نہ وہاں اِسلام کا علم ہے، نہ اِسلامی اخلاق ہیں، نہ اسلامی زندگی ہے، لوگ دُور دُور سے بڑی گہری عقیدتیں لیئے ہُوئے حرمِ پاک کا سفر کرتے ہیں، مگر اس علاقہ میں پہنچ کر جب ہر طرف اُن کو جہالت، گندگی، طمع، بے حیائی، دُنیا پرستی، بداخلاقی، بدانتظامی اَور عام باشندوں کی ہر طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے تو اُن کی توقّعات کا سارا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے۔ حتّٰی کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کے بجائے اَور اُلٹا کھو آتے ہیں۔ وُہی پُرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السّلام کے بعد جاہلیّت کے زمانے میں کعبہ پر مسلّط ہو گئی تھی، اَور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے آکر ختم کیا تھا، اب پھر تازہ ہو گئی ہے۔ حرمِ کعبہ کے منتظم پھر اسی طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ خُدا کا گھر اُن کے لیئے جائداد بن گیا ہے اَور اس گھر سے عقیدت رکھنے والوں کو وُہ اسامی سمجھتے ہیں۔"

(نوٹ) معلوم ہوتا ہے کہ بعض معلوم "مصالح" کے پیشِ نظر، مودُودی صاحب کے پرستاروں نے نئے ایڈیشن میں "نالائق حکمران" کا لفظ حذف کر دیا ہے۔

[1] ثناء اللہ امرتسری، مولانا: "اہلِ حدیث کا مذہب" مطبوعہ اہلِ حدیث اکادمی، لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۱

محمد نجم الغنی خاں رامپوری، حکیم: "مذاہب الاسلام" مطبوعہ سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۰ء، اشاعت دوم، ص ۶۲۱

انقلاب روزگار ملاحظہ فرمائیے کہ یہ لوگ آج محمد بن عبدالوہاب کو اپنا ہیرو قرار دے رہے ہیں۔ کتاب التوحید وغیرہ کی اشاعت میں سرگرم ہیں۔[1] اس کا ترجمہ پشتو زبان میں کرواکر مہاجرینِ افغانستان میں تقسیم کر رہے ہیں اور اس

---

[1] چنانچہ روزنامہ نوائے وقت" لاہور نے چند سال قبل "معاملے کی نزاکت پیشِ نظر رکھیں" کے واضح عنوان کے تحت ایسے لوگوں کو مخلصانہ مشورہ دیا تھا کہ وہ خدارا اندرون پاکستان — مملکتِ سعودیہ میں آج کی رائج "جدید فقہ" کے لئے ہاتھ پاؤں نہ ماریں اور اہلِ پاکستان کے حال پر رحم کھائیں کیونکہ ——

"یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ آج کے سعودی عرب میں جس فقہ کو بالادستی حاصل ہے پاکستان کے لوگوں کی غالب اکثریت اُسے اختیار کئے ہوئے نہیں ——

کچھ عرصہ قبل سعودی عرب میں رائج موجودہ فقہی نظریات کے مبلغ (یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی) کی ایک کتاب (یعنی کتاب التوحید) کثیر تعداد میں مفت تقسیم کی گئی تھی جن لوگوں کے وسیلے تقسیم کا کام انجام پایا اہلِ پاکستان ان سے ناواقف نہیں — جو لوگ اِس قسم کے منصوبوں کی آڑ میں سیاست کا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں انہیں شاید دونوں برادر ملکوں کا مفاد عزیز نہیں بصورتِ دیگر وہ اس معاملے کے نازک پہلوؤں کو نظرانداز نہ کرتے انہیں اپنی حکمتِ عملی پر نظرِ ثانی کرنی چاہیئے۔" (روزنامہ "نوائے وقت" ۴ اپریل ۱۹۷۹ء)

وہابیت کی بنیاد اگرچہ نجد کے مشہور جنوں خیز ملک میں رکھی گئی، اور دیکھتے ہی دیکھتے اُس کا اثر ہندوستان میں پھیل گیا یہاں بھی اس کا تخم لگایا گیا اور اس کی پرورش اِس شان سے کی گئی کہ اس کے ثمرات کی تجارت اب علانیہ پاکستان میں بھی ہو رہی ہے — مذکورہ بالا ادارتی نوٹ میں "نوائے وقت" نے — "نازک پہلوؤں" — کے الفاظ میں، لطیف رمز میں بڑے پتے کی بات کہہ ڈالی اِس لئے کہ اُمّتِ مُسلمہ کو ابنِ عبدالوہاب کی تعلیمات کے نتیجے میں سب سے بڑی فرقہ واریت کے آغاز اور پھوٹ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا جیسا کہ کتاب التوحید" میں بابِ عقائد کے کسی ایک مسئلہ پر سیر حاصل بحث کہیں نہیں ملتی اوّل سے آخر تک دو[2] ہی مضمون ملتے ہیں ——

ا سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی توہین۔ (۲) مسلمانوں کو مشرک بنانا۔

چنانچہ وہ خود کہتا ہے (اِنِّی اَتَیْتُکُمْ بِدِیْنٍ جَدِیْدٍ ۔ میں تو تمہارے پاس نیا دین لے کے آیا ہوں) :-

[3] - ایھا المجانین لما لاتقولون یا اللہ وھو معکم فای حاجۃ الی المجئی الی محمّد والرجوع الیہ۔

اَے پاگلو (مسلمانو) یا اللہ کیوں نہیں کہتے حالانکہ وہ تمہارے ساتھ ہے ایسی حالت میں محمّد کی طرف آنے اور ان کی طرف رُخ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

کے نام سے کئی ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ اس باب میں اہل حدیث، دیوبندی اور مودودیہ ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر حکومتِ سعودیہ نجدیہ کی خوشنودیٔ مزاج کے لئے مستعد ہیں۔ اس کے ثبوت میں چند حوالے درج ذیل ہیں:-

"جو کتاب میں (صدیق حسن خان) نے ۱۲۹۲ھ ہجری میں لکھی ہے اور اُس کا نام ہدایۃ السائل ہے، اُس کے صفحہ ۱۱۹ میں وہابیہ کے حال میں لکھا ہے کہ ان کی کیفیت کچھ نہ پوچھو......سراسر نادانی اور حماقت میں گرفتار ہیں۔" (محمد صدیق حسن خان، نواب: ترجمانِ وہابیہ مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ، ص ۲۱)

پھر آگے چل کر نواب صاحب موصوف "ترجمانِ وہابیہ" میں وہابی مذہب کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"مسلمانانِ ہند میں کوئی مسلمان وہابی مذہب نہیں ہے اس لئے کہ جو کارروائی ان لوگوں نے مُلک عرب میں عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خصوصاً کی اور جو تکلیف ان کے ہاتھوں سے ساکنانِ حجاز و حرمین شریفین کو پہنچی وہ معاملہ کسی مسلمانِ ہند وغیرہ نے ساتھ اہلِ مکہ و مدینہ کے نہیں کیا۔ اور اس طرح کی جرأت کسی شخص سے نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فتنہ وہابیوں کا ۱۸۱۸ء میں بالکل خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کسی شخص امیر و غریب نے اس مُلک میں بھی پھر سر نہ اُٹھایا۔" (ایضاً: ص ۴۰)

"......مشہور ہے کہ اہل حدیث کے مذہب کا بانی عبدالوہاب نجدی ہوا ہے۔ مگر حاشا و کلا ہمیں اُس سے کوئی بھی نسبت[1] نہیں...... آج تک کسی نے نہ دیکھا ہو گا کہ اہل حدیث نے کبھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ب۔ فَاِنَّا نَرٰی عامۃ مومنی هٰذا الزمان مشرکًا۔ — تو بے شک ہم اس زمانے کے سب مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں۔

ج۔ اِنّی ادعوکم الی الدین وجمیع ما هو تحت السبع الطباق مشرک علی الاطلاق ومن قتل مشرکا فلہ الجنۃ۔ — میں تمہیں دین کی دعوت دیتا ہوں اور جو مخلوق ہفت آسمان کے نیچے ہے وہ سب کی سب مشرک ہے اور جس نے مشرک کو قتل کیا اُس کے لئے جنت ہے ——— یہ ہے مسلم کشی کا وہ خونی فتویٰ کہ جس کی بنا پر مکہ و مدینہ میں قتل عام کیا۔

[1] مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (۱۸۷۴ء ۔ ۱۹۵۶ء) نے "تاریخ اہل حدیث" (مطبوعہ اسلامی پبلشنگ کمپنی لاہور ۱۹۵۳ء) کے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

بھولے سے بھی عبدالوہاب نجدی کے اقوال کو سنداً پیش کیا ہو اور کہا ہو کہ ھذا قول امامنا عبدالوھاب و بہ ناخذ (یہ قول ہمارے امام عبدالوہاب کا ہے)۔

(ثناء اللہ امرتسری، مولانا: اہل حدیث کا مذہب مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۱۰۸، ۱۰۹)

گردشِ دوراں سے اب اُن کو فیصل ایوارڈ ملتے ہیں اور حکومتِ سعودیہ نجدیہ کے زیرِ اہتمام مساجد کی عالمی تنظیم کے معتبر رُکن بنے ہوئے ہیں۔ نجدیت پرستی میں یہاں تک غلو کیا ہے کہ اہل سنّت و جماعت کی دینی سرگرمیوں کے خلاف متملقانہ جاسوسی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ہمیں ان کی اقتدارِ نجدیت کے سامنے جبہ سائی اور مدح سرائی سے کوئی غرض نہیں۔ سوال یہ ہے کہ آج جب یہ لوگ اتحاد بین المسلمین کے داعی بن کر میدان میں نکلے ہوئے ہیں تو کیا اُنہیں اس امر کا احساس نہیں کہ ذاتِ رسالت مآب، صحابہ کرام رضی اور اولیاء اللہ رح کے خلاف انہوں نے جو گل افشانیاں کی ہیں اُن پر بھی ذرا توجہ فرمائیں! اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے فیصلہ ہفت مسئلہ اور اپنے مجموعہ عقائد موسومہ المہند کی سفارشات کو بھی نافذ العمل کریں۔ نیز جہاں جماعت مودودیہ اپنے بانی کی نگارشات بسلسلہ نجدیت و ہابیت سے رجوع کر کے آج اُن کی نمائندگی اور گماشتگی کے فرائض ادا کر رہی ہے وہاں "حدیثِ دجال" کے متعلق مودودی صاحب کی تحقیقات سورۂ تحریم میں اُمہات المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ و سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بابت قابلِ اعتراض تفہیمات، "سورۂ والضحٰی کی تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہلی معاشرہ میں گم ہو جانے کے اندیشہ" اور سورۂ نصر میں "منصبِ نبوت کی ادائیگی میں کوتاہیوں سے مغفرت" وغیرہ جیسی قرآنی تفہیمات اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اقرباء نوازی اور مالِ غنیمت میں غلط تصرف جیسے الزامات کو علی الاعلان مسترد کر کے اجماعِ اُمت کے طے شدہ مسلّمہ عقائد و نظریات پر واپس آجائیں۔

——— مگر وہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ اہل سُنّت و جماعت کے پاس قوت و شوکت کا وہ

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) صفحہ ۱۴۲ پر "شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور فرقہ اہل حدیث" کا عنوان قائم کر کے شیخ نجد سے اپنی لاتعلقی کا اعلان بدیں الفاظ ——— "یہ لوگ (فرقہ اہل حدیث) محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ کے متبع نہیں ہیں" کیا ہے۔ (نیازی)

سامان نہیں جو حکومتِ نجدیہ سعودیہ کے پاس موجود ہے۔ بہرحال اگر اتحاد مقصود ہے تو صدقِ دل سے ہونا چاہیئے، زبانی کلامی پروپیگنڈا سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

داعیانِ اتحاد کا فرض تھا کہ وہ اختلافی عقائد و نظریات کو بیان کر کے موافقت اور مطابقت کی راہ نکالتے، اور جس طرح میں نے اپنے چار نکاتی فارمولۂ اتحاد میں مثبت انداز میں اختلافات کی خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی ہے وہ اس کی تکمیل کرتے اور وہ اس فارمولا میں جو خامی رہ گئی تھی اُسے دُور کرتے (یہ ایک ایسی دستاویز ہے جس کی ہر عقیدہ و مسلک کے علماء نے تائید و حمایت کی تھی اور اپنے دستخط ثبت کیئے تھے) اُسی کو آگے بڑھاتے اور ملک بھر کے جیّد اور نمائندہ علماء کا کنونشن بلاکر واضح لائحہ عمل مرتّب کرتے۔ تحریکِ اتحادِ ملتِ پاکستان کی جانب سے شائع شدہ اشتہار میں اکثر اِن حضرات کے اسماء گرامی موجود ہیں جنہوں نے ہمارے چار نکاتی فارمولا پر دستخط کیئے تھے۔

یہ فارمولا ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کو شائع کیا گیا۔ کئی اخبارات و رسائل میں بالخصوص روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "نوائے وقت" نے اسے تقریباً من و عن شائع کیا۔ بعض اصحاب کی جانب سے اِس فارمولا کی مزید تشریح پوچھی گئی تو بعنوان "وضاحت و استدراک" "توضیحات" پیش کی گئیں۔ چُوں کہ مُلک بھر میں اب اتحاد کے نام پر ایک تحریک کا آغاز ہو چکا ہے، اور لوگ اِس کی حمایت کر رہے ہیں تو ساتھ ہی سوال کرتے ہیں کہ مختلف فرقوں کے پیچیدہ، گنجلک اور سنگین فقہی، اعتقادی اور تاریخی اختلافات کو حل کیسے کیا جائے۔ تحریک کا پانچ نکاتی فارمولا اِس قدر مختصر اور مبہم ہے کہ اسے ہر شخص جو معنی پہنائے، پہنا سکتا ہے اپنے مسلک کی مثبت تبلیغ اور دوسروں کی دل آزاری سے اجتناب کی خاطر جامع قرار داد کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر پانچ[1] نکاتی فارمولا ایک بے رُوح اور بے جان دستاویز ہے، اور محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لِئے عوام کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

---

[1] صفحات گذشتہ میں مولانا نیازی صاحب نے "تحریکِ اتحادِ ملّتِ پاکستان" کے پانچ نکاتی فارمولا سے دو تا پانچ ——— چار نکات کا ذکر کیا ہے، تحریک کا نکتہ نمبر ا درج ذیل ہے :-

"پاکستان اِسلام کی اساس اور اِسلام کے نام پر بنا ہے اِس لِئے یہاں انسانی زندگی کے ہر معاملے

ایک سوال

کیا ہمارا چار نکاتی فارمولا پبلک نے مسترد کردیا ہے۔ اور کیا نئے داعیانِ اتحاد نے اپنی مخصوص قیادت کے ماتحت مخصوص مقاصد حاصل کرنے کے لیے یہ جدّت طرازی کی ہے۔ میں نے چار نکاتی فارمولا کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہمہ وقتی کارکنوں کی ضرورت کو ناگزیر سمجھا تھا۔ ایسے کارکن جو یکسوئی سے کام کریں اور باقی تمام مصروفیات کو موخّر و ملتوی کر کے صرف اسی مہتم بالشّان کام کے لیے وقف ہو جائیں۔ اپنی اپنی سیاسی گروہ بندیوں کو باقی رکھ کر اور ان میں منہمک ہو کر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے خاص لگن کی ضرورت ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دُوں　　　　اِیں خیال است و محال است و جنوں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) میں اسلامی شریعت کا سر چشمۂ رُشد و ہدایت اور بالاتر قانون ہونا لازم ہے۔"

ملتِ اسلامیہ پاکستان کے مابین متّفق علیہ ہے ـــــــ لیکن تحریک کے ہی راہنماؤں کا یہ بیان کہ "۱۹۴۷ء میں یکا یک حالات نے پلٹا کھایا اور وُہ مصنوعی انقلاب برپا کر دیا گیا جس کے لیے کم از کم مسلمان قوم تو ہرگز تیار نہیں کی گئی تھی ـــــــ اب ذرا تقسیم کے اس ڈرامے پر بھی نظر ڈال لیجیے جو یہاں کھیلا گیا ـــــــ اس ڈرامے کے اصل اداکار تین تھے۔ انگریز، کانگریس اور مسلم لیگ" ـــــــ اور "ہم نے بحیثیت جماعت اس دور میں ـــــــ انہیں (مسلمانوں کو) وطنی قومیت کے صحرا سے نکل کر مُسلم قومیت کے گڑھے (میں) گرنے کے نقصانات سے آگاہ کیا" ـــــــ نہ صرف پاکستان کی اساس کو ہلا دینے کے مترادف ہے بلکہ دیدہ و دانستہ نئی نسل کو گمراہ کرنے کی بدترین کوشش ہے اور اس طرزِ عمل سے ان لوگوں کے خیالات کو بھی تقویت ملتی ہے جو پہلے ہی پاکستان کے قیام کو "انگریز کا کارنامہ" قرار دیتے ہیں یا پھر "پاکستان" کے لفظ کو "گناہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ بہرحال یہ بات خوش آئند ہے کہ "صالحین" کی موجودہ قیادت نے نظریۂ پاکستان کی پابندی کو اپنے منشور کا نکتۂ اوّل قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: جماعتِ اسلامی: دعوت، تاریخ مطبوعہ جماعت اسلامی حیدرآباد، سندھ، بارِ اوّل۔ جنوری ۱۹۴۹ء۔　　　　(ناشر)

دعوتِ غور و فکر

اس نئی تحریکِ اتحادِ ملّت کے داعی اپنی ڈگر پر چلتے رہیں گے اور جو شخص انہیں تحریکِ اتحاد کے لیئے اتحاد و تعاون کی دعوت دے گا اُس کی نہیں سنیں گے۔ ناصح تو ایک آئینہ ہوتا ہے۔ جو ہر مدعیٔ اصلاح کے چہرے کا عکس اُسے دکھا دیتا ہے۔ یہ اس آئینے میں اپنا رُخِ کردار بعینہٖ دیکھنے کے بعد اسے توڑنے کے لیئے لپک پڑیں گے۔ میں ایسے بزعمِ خود غلط داعیانِ تحریکِ اتحادِ ملّت کو اپنے خیال میں مخبوط چھوڑ کر براہِ راست عامۃ المسلمین کو خطاب کرتا ہوں اور اپنا فارمولا مع وضاحت و استدراک پیش کر دیتا ہوں۔ اور فیصلہ اُن پر چھوڑتا ہوں کہ وہ سنگین حقائق کا مقابلہ کرتے ہیں یا نعرہ بازی کا شکار ہوتے ہیں۔

میرے فارمولے کی کچھ اصحاب نے مخالفت اور سینکڑوں اصحاب نے تائید کی ہے۔ سرِدست میں ۱۹۸۳ء کی اوّل سہ ماہی میں تائید کرنے والوں کے اسماء درج کروں گا۔ اس کے بعد مکمّل فارمولا ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔

(۱) جسٹس پیر محمّد کرم شاہ صاحب (۲) مولانا مفتی محمّد حسین صاحب نعیمی (۳) سردار عبدالقیوم خان آزاد کشمیر، (۴) مولانا مفتی جمیل احمد صاحب (۵) مولانا عبدالرحمٰن صاحب (۶) مولانا عبیداللہ صاحب جامعہ اشرفیہ، (۷) پیر فضل الرحمٰن المجدّدی افغانی صاحب (۸) سجّادہ نشین سیّد فضل حسین جماعتی علی پور سیّداں (۹) علّامہ خالد محمود صاحب صدر جمعیت العلماء برطانیہ (۱۰) مفتی غلام سرور قادری (۱۱) صاحبزادہ محمّد فضل کریم صاحب (۱۲) مولانا شمس الزّمان قادری صدر جماعت اہلسنّت لاہور (۱۳) مولانا عبدالقادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد (۱۴) سیّد اسعد گیلانی منصورہ (۱۵) مولانا محمّد عبداللہ خطیب مرکزی مسجد اسلام آباد (۱۶) مولانا محمّد حنیف خیر المدارس، ملتان (۱۷) مولانا محمّد یوسف جامعہ اشرفیہ، پشاور، (۱۸) حمید الرحمٰن ناظمِ علماء شیرانوالہ گیٹ لاہور (۱۹) مولانا گلزار احمد مظاہری صاحب (۲۰) مولانا تاج محمود صاحب فیصل آباد، (۲۱) مولانا محمّد شفیع جوش صاحب (۲۲) ملک شیخین صابر صدر سُنّی کونسل (۲۳) مولانا محمّد رشید نقشبندی (۲۴) سیّد مصطفٰے اشرف رضوی ابنِ علّامہ محمود احمد رضوی (۲۵) میاں محمّد اسلم جان صاحب (۲۶) مولانا سلیم اللہ صاحب (۲۷) مولانا پیر ابرار محمّد صاحب دارالحق، لاہور (۲۸) صاحبزادہ رفیق حسین صاحب قصور (۲۹) مولانا محمّد شفیع صاحب اوکاڑوی (مرحوم)

(۳۰) سیّد غضنفر علی شاہ صاحب دربارِ عالیہ حضرت کرمانوالہ، اوکاڑہ (۳۱) پیر محمد اشرف خاں لاہور (۳۲) مولانا عبدالقدوس صاحب، پشاور یونیورسٹی (۳۳) مولانا عبدالحکیم صاحب جامعہ فرقانیہ، راولپنڈی (۳۴) مفتی محمد حسین قادری، سکّھر، (۳۵) مولانا مفتی محمد حبیب اللہ صاحب نعیمی، سرائے عالم گیر (۳۶) صاحبزادہ ابرار احمد بگوی، بھیرہ (۳۷) پروفیسر سعید احمد اسعد، فیصل آباد (۳۸) مفتی عبدالرحمٰن، ساہیوال (۳۹) مولانا رحمت اللہ صاحب، جھنگ (۴۰) پیر سیّد اکبر علی شاہ صاحب، جھنگ (۴۱) سیّد نذر حسین شاہ صاحب، فیصل آباد (۴۲) مولانا غلام محی الدین شاہ صاحب، راولپنڈی (۴۳) حافظ محمد اعظم نورانی صاحب (۴۴) مولانا ابوطاہر محمد نقشبند، پاک پتن شریف (۴۵) قاضی محمد اسرار الحق صاحب، راولپنڈی (۴۶) مولانا محمد صدّیق صاحب، عیسیٰ خیل (۴۷) ڈاکٹر امان اللہ خان چیئرمین شعبہ اسلامیات (۴۸) ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی شعبۂ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور (۴۹) میاں فضل حق صاحب صدر جماعت اہل حدیث، (۵۰) ڈاکٹر اسرار احمد صاحب۔

نوٹ۔ علاوہ ازیں سو سے زیادہ اور اکابر علماء کے اسماء بھی اس فہرست میں موجود ہیں۔

اِتّحادِ مِلّت کے لِئے

چار نکاتی فارمولا

آج سے چودہ سو سال قبل جزیرہ نما عرب میں جب اسلام کا آفتابِ رُشد و ہدایت طلوع ہُوا تو کچھ ہی عرصہ میں انسانیت نے اسلام کی ضیا پاشیوں سے اکتساب کیا۔ اور جلد ہی عرب ایک قوّت بن کر اُبھرے۔ ان کی تعداد کفّار و مشرکین کے مقابلے میں اگرچہ بہت کم تھی۔ لیکن ان کی عظمت، دبدبہ اور شان و شوکت کی دھاک عالمِ کفر کے دلوں میں بیٹھ گئی۔ اس کی وجہ اُن کی خدا اور اُس کے پیارے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی وابستگی اور باہمی اتحاد و یگانگت تھی۔ اسی اتحاد و اتفاق کی وجہ سے قیصر و کسریٰ جیسے عظیم شہنشاہ اُن سے گھبراتے تھے۔ لیکن آج جب کہ مسلمانوں کی تعداد ایک ارب کے قریب ہے۔ چالیس سے زیادہ خود مختار اور آزاد ریاستوں کے مالک بھی ہیں اور قدرت نے ان کو ہر قسم کی نعمتوں اور وسائل سے مالا مال بھی کیا ہے۔ پھر بھی وُہ کس مپرسی اور بے کسی کا شکار ہیں۔ ان پر ظلم و استبداد کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ ان کی عصمت اور مال و اسباب محفوظ نہیں۔ دُنیا کے کسی بھی خطّے میں وُہ کماحقّہٗ آزاد اور خوشحال نہیں۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ وُہ اسلام کی ابدی اور لافانی تعلیمات کو فراموش کر کے مختلف فرقوں، گروہوں اور جماعتوں میں بٹ چکے ہیں۔ اُنہوں نے حُبِّ الٰہی اور عشقِ رسُول کی دولت سے تہی دامن ہو کر اپنی اپنی عقیدتوں کے مینار تعمیر کر لیے ہیں۔ وُہ یہ فراموش کر بیٹھے ہیں کہ اتحاد و اتفاق کی دولت نے ہی اُنہیں سب کچھ عطا کیا ہے۔ تحریکِ پاکستان کی بات ہو یا تحفّظِ ختمِ نبوّت کا مسئلہ۔ نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ کی جدّوجہد ہو یا مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی کی کاوشیں۔ سبھی میں کامیابی باہمی اتحاد کا ہی نتیجہ ہے۔ خود ربّ العزّت نے مسلمانوں کو متحد رہنے اور تفرقہ بازی میں پڑنے سے منع کیا ہے۔ اس صورتِ حال میں چند افراد ایسے بھی ہیں جو اُمّتِ مُسلمہ کا درد دل میں رکھتے ہیں اور اسے متّحد و یکجا کرنے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔ حال ہی میں مولانا عبد الستّار خاں نیازی نے اتحاد کا چار نکاتی فارمولا پیش کیا ہے۔ جسے تمام مکتبۂ فکر کے عُلماء اور دانشوروں نے سراہا ہے۔ یہ فارمولا اس قابل ہے کہ اس کی بُنیاد پر مسلمانوں کے باہمی اختلافات کا قلع قمع کر کے اُنہیں اتحاد کی لڑی میں پرویا جا سکے۔

بہرحال علماء کرام اور دانشور حضرات سے اپیل ہے کہ وُہ رواداری اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہُوئے نیازی صاحب کے اس فارمُولے کے نافذ العمل ہونے کے بارے میں سوچیں۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ایک لڑی میں پرو دے اور اُن کی کوتاہیوں کو درگزر کرتے ہُوئے عظمت و رفعت کی معراج نصیب کرے۔

اداریہ ماہنامہ "الضّیاء" لاہور
اکتوبر ۱۹۸۴ء

اِتحادِ مِلّت کے لئے چار نکاتی فارمولا

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر
(اقبالؒ)

مَیں نے اتحادِ مِلّت کے کئی رُوح پرور نظارے دیکھے ہیں۔ تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوّت اور تحریکِ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میں اُمّتِ محمّدیہ نے جس ربط و ضبط اور ایثار و قربانی کا ثبوت دیا وُہ ہماری تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جُونہی متحدہ مقصد نگاہوں سے اوجھل ہُوا مسلمان باہم آویزی میں اُلجھ کر مکابرہ و مناظرہ کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔ آج جب ہر طرف سے اُمّتِ مسلمہ اعداء و معاندینِ اسلام کے نرغے میں ہے۔ اَور نوّے کروڑ ہوتے ہُوئے بھی بے اثر ہے تو مِلّت کے دردمند طبقات نے اتحاد کی دعوت دینی شروع کر دی ہے۔ یہ دعوتِ اتحاد بفحوائے آیتِ قرآنی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔ اُمّت کا اجتماعی فریضہ ہے۔ حکیم الاُمّت حضرت علاّمہ اقبالؒ نے بھی اِسی خواہش کا اظہار کیا ؎

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مُسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اَور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

لیکن دو اَور دو چار کر کے کوئی متفقہ فارمولا پیش نہیں ہوا ہے۔ تحریکِ پاکستان،

تحریکِ ختمِ نبوّت اور تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں چونکہ مقاصد متعیّن تھے اس لئے اپنے نظری و سیاسی اختلافات بجائے خود رکھتے ہوئے وُہ معیّن مقاصد کے لئے جمع ہو گئے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ موجودہ پُرآشوب دَور میں اُمّتِ مسلمہ کے لئے وحدتِ فکر و عمل کا کیا راستہ اختیار کیا جائے جو دائمی ہو۔ پہلے جو خطرات تھے اُن کا نقصان صرف ملّت کے بعض مخصوص مفادات تک منتہی تھا لیکن اَب پُوری ملّت کا وجُود ہی خطرے میں ہے۔ سُرخ سامراج ہو یا سفید سامراج ہر دو کے درمیان انسان بمصداق ع "درمیانِ ایں دو سنگ آدم زُجاج" چکّی کے دو پاٹوں میں پس رہا ہے۔ استعمار پرست طاقتوں اور اُن کے پروردہ خانہ زاد گماشتوں نے طے کر لیا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کو اعتقادی اور فکری اعتبار سے تباہ کرتے ہُوئے اس کا وجُود ہی ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ لبنان میں ہوا یا بھارت میں ہو رہا ہے وُہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ نیز اسلامی سلطنتوں میں غیر مسلم یا بے ضمیر مسلم سربراہ مسلّط کرنے کی جو سازش تیار ہو چکی ہے اس کی موجودگی میں ہمارا فرض ہے کہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر فی الفور اتحادِ اسلامی کا نقشہ مرتّب کر لیں۔

اجماعِ اُمّت کے خلاف پہلے اعتزال، انحراف، الحاد، زندقہ، رفض و خروج اور انکارِ سُنّت کی جو تحریکیں چلیں اُن کو ختم کرنے کے لئے کہیں امام ابُوالحسن اشعری اور امام محمد ابوالمنصور ماتریدی میدانِ عمل میں آتے ہیں تو کہیں امام رازیؒ اور امام غزالیؒ فلسفۂ یونان کو رد کر کے اسلام کی بالادستی کے لئے نبرد آزما ہیں عجمیّت، افرنگیت، برہمنیّت کے فلسفہ و دیانت کو ختم کرنے کے لئے امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اپنے دَور کے اندر جو کردار ادا کرتے ہیں عصرِ حاضر میں علّامہ اقبالؒ نے اُن کی پیروی کی اور پھر ہمارے مختلف مکاتبِ فکر کے اکابر علماء مولانا سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادری، مولانا احمد علی لاہوری، سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی، علّامہ کفایت حسین، مظفر علی شمسی مقصدِ وحید پر جمع ہو گئے تھے تو آج ہم کیونکر جمع نہیں ہوتے؟

جب کہ اس وقت مُلکی و بین الاقوامی سطح پر حالات اِس قدر مخدوش و خطرناک ہیں کہ ہم ایک طرف

سُرخ و سفید سامراجوں کے نرغے میں ہیں تو دُوسری طرف بنیا برہمن سامراج ہم پر دانت تیز کر رہا ہے علاوہ ازیں ان طاقتوں کے تخریبی ایجنٹ داخلی طور پر اپنے مذموم عزائم کو پورا کرنے کے لِئے سرگرمِ عمل ہیں۔ ساری دُنیا نے دیکھ لیا ہے کہ رُوسی درندوں نے افغانستان میں اِس بات کا کوئی لحاظ نہیں کیا ہے کہ سُنّی کو مار دیا جائے اَور غیر سُنّی کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ اُنہوں نے بستیوں کی بستیاں اُجاڑ دی ہیں معصوم بچیوں کی عزتیں لُوٹ لی ہیں، کھیتیاں اَور باغات ویران کر دیئے ہیں اَور مکانات پر بم باری کر کے اُنہیں پیوندِ زمین کر دیا ہے۔ لبنان میں جو کچھ ہوا اُس سے ساری اِنسانیت رنج و غم اَور درد و الم سے کراہ رہی ہے۔ اِسی طرح بھارت میں ہندو مسلم فسادات کی آڑ میں جن سنگی درندوں اَور اندرا گاندھی کے پالتو غنڈوں نے اپنے رُفقاء (دیوبندی حضرات) کو بھی نہیں چھوڑا، اَور بلا لحاظ سُنّی حنفی اَور بریلوی دیوبندی اَور وہابی کے سب کو تہہ تیغ کر دیا۔ اِن پُر آشوب واقعات کے بعد تمام مسلمانوں کی آنکھیں کھُل جانی چاہئیں۔ افغانی مُسلمان بھاگ کر ہمارے پاس آ گئے۔ لبنانی فلسطینی اِسلامی ممالک میں پناہ گزین ہو گئے۔ خُدا نخواستہ ہم پر اُفتاد پڑی تو پاکستانی مسلمان بھاگ کر کہاں جائیں گے۔ اِس زہرہ گداز صُورتِ حال کے پسِ منظر میں اِتحاد بین المُسلمِین کے لِئے ایک چار نکاتی فارمولا پیش کیا جاتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہمارے اندر اِتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ اِتحاد نہ صرف پاکستان کے اندر ملّی وحدت و اِستحکام کا حامل ہو گا بلکہ عالمِ اِسلام کے لِئے بھی زبردست قوّتِ مؤثرہ بن کر کام کرے گا۔

یہ دعوت ایک ایسے خادمِ ملّت کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے جس نے تحریکِ پاکستان، تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت، تحریکِ بحالیٔ جمہوریّت اَور تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں بھرپور خدمات سر انجام دی ہیں، اَور تمام مکاتبِ فکر کے اکابر کے ساتھ بے مثال ربط و ضبط، اخوّت و مودّت اَور ایثار و اعتماد کے روابط قائم رہے ہیں۔ مولانا سیّد ابُو الحسنات محمّد احمد قادری ہوں یا مولانا احمد علی لاہوری، سیّد عطاء اللہ شاہ بُخاری ہوں یا عبدالحامد بدایونی، مولانا سیّد ابُو الاعلیٰ مودُودی ہوں یا مولانا سیّد محمّد داؤد غزنوی، سب نے خاکسار پر مکمّل اِعتماد کیا ہے۔ اَب مَیں ان تمام اکابر سے عقیدت رکھنے والے علماء اَور زعماء اَور عوام سے درخواست کرتا ہُوں کہ وُہ اعداء و معاندینِ اسلام کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لِئے ایک

پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کریں اور حتی الوسع ایک دوسرے کے خلاف تنقید و تعریض سے اجتناب کریں بلکہ بیرونِ پاکستان دُنیا میں جہاں کہیں بھی کے ان کے معتقدین، متعلقین، متوسلین اور حامیین موجود ہوں سب کو ہدایت کر دیں کہ وہ بیرونِ پاکستان بھی اسی جذبۂ اتحاد و تعاون کو قائم رکھیں اور مقامی حکومتوں کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی حماقت نہ کریں اور پاکستان جیسی فضا بیرونی ممالک میں بھی برقرار رکھیں۔

اتحادِ ملّت کے چار نکات

نکتہ نمبر ۱۔ پاکستان کی تمام جماعتیں شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ، شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلویؒ اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے افکار و نظریات پر اصولاً متفق ہیں۔ لہٰذا ہم اپنے تمام متنازعہ فیہ امور اُن کے عقائد و نظریات کی روشنی میں حل کریں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ان اکابر سے لے کر حضور پُر نور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس و اعلیٰ تک ہمارا مرکزِ اطاعت ایک ہے۔ بریلوی اور دیوبندی امام اعظم ابو حنیفہؒ کے غیر مشروط مقلد ہیں اور دوسرے ائمۂ عظام کا پورا احترام و اکرام کرتے ہیں۔ حنفی و اہل حدیث قرآن و حدیث و اصحابِ رسول کے پیروکار ہیں، اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل کتاب و سُنّت اور سلف صالحین کی اتّباع سے حاصل نہ ہو سکے اور اہل تشیّع کتاب و سُنّت کی آئینی، قانونی اور ایمانی سیادت و قیادت سے انحراف نہیں کر سکتے۔

برِصغیر میں مسلمانوں کے اندر تشتّت و افتراق کا خوفناک پروگرام انگریزوں نے شروع کیا۔ پہلے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے حکومتِ انگلشیہ کی تائید حاصل کی۔ پھر ۱۸۶۹ء میں جہاد کا عقیدہ ختم کرنے کے لئے ایک خاص کمیشن بٹھایا جس نے رپورٹ پیش کی کہ ایک خود کاشتہ نبی کی وحی و الہام سے اس عقیدہ کے خلاف فتویٰ لیا جائے اور بعد میں ہم نوا کالے پادری (مسلمان مولوی) پیدا کئے جائیں۔ بہرحال مرزا غلام قادیانی اسی سازش کی پیداوار ہے۔ بعد ازاں انگریز نے جب دیکھا کہ چند بندگانِ حرص و آز اور کاسہ لیسانِ فرنگ کے علاوہ اُمّتِ محمدیہ کی اکثریت نے نئے فتویٰ کو مسترد کر دیا ہے تو انگریز نے

محکمۂ تعلیم کے بعض مولویوں کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے عظمت و احترامِ رسالت کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور بقول حضرت علّامہ اقبالؒ ؎

وُہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
رُوحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

"رُوحِ محمدؐ" یعنی جذبۂ عشق و اطاعتِ رسُول کو ختم کرنے کا پیغام ابلیس نے اپنے سیاسی فرزندوں کے نام دِیا۔ بہرحال تاریخی اِعتبار سے مِلّت کے اندر یہ داخلی فتنہ و خلفشار انگریز کی آمد سے شروع ہوگیا تھا جب اِس فِتنہ کے آلۂ کار کالے پادری مرکھپ گئے تو ان کے جانشینوں نے انگریز کے سازشی پروگرام کو جاری رکھا اور ابھی تک "اُمتِ محمّدیہ" اِن صدمات سے نجات حاصل نہیں کرسکی۔ تاہم انگریز کی آمد سے قبل مسلمانوں کا تعارف اور اجماع جس ایک نام سے تھا وُہ اہل سنّت والجماعت ہے۔ تمام فرقہ وارانہ ناموں کو چھوڑ کر صرف اہل سنّت وجماعت کہلائیں۔ کیونکہ یہ نام بموجب ارشادِ نبوّت "فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین" اور "علیکم بالجماعة فانه من شذّ شذ فی النار" خود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے رکھ دیا ہے۔

نکتہ نمبر ۲۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابریؒ کی عظمت اور مرتبے کو سب لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ تمام اکابر علماء دیوبند بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت حاجی صاحبؒ کے حلقۂ اِرادت میں شامل ہیں۔ برِّصغیر یا عالمِ اسلام میں جس قدر اختلافی مسائل پائے جاتے ہیں سب کا جامع و مانع حل اُنہوں نے پیش کر دیا ہے۔ اگر تمام مکاتبِ فکر کے عُلماء اور متبعین حاجی صاحب کی تصنیف "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو حکم مان لیں تو فرقہ وارانہ اختلافات چشم زدن میں ختم ہوسکتے ہیں۔

نکتہ نمبر ۳۔ عُلماء دیوبند مولانا محمود حسن اسیرِ مالٹا، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شاہ عبدالرحیم

ترجمہ:۔ (۱) تم پر میری سُنّت کی اتباع فرض ہے اور میرے خُلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کی اتّباع کرو۔

ترجمہ:۔ (۲) تم پر جماعت کی پابندی فرض ہے جو جماعت سے الگ ہوا وُہ جہنّم میں گیا (یعنی خائب و خاسر ہو کر برباد ہوا)

رائے پوری، مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دار العلوم دیوبند ابن مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا عزیز الرحمٰن مفتی اعظم دار العلوم دیوبند، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی مصدقہ کتاب "المہند علی المفند" مصنفہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کی جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصنیفات "حسام الحرمین" اور "الدولۃ المکیۃ" کے جواب میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کی ہے، ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ اس پس منظر میں علماء دیوبند "المہند" میں درج شدہ فیصلوں کو اختلافی مسائل میں نافذ العمل کرلیں تو تمام متنازعہ فیہ عقائد و نظریات کا نہایت ہی معقول و مدلل جواب مل سکتا ہے۔ اپنے اس عقائد نامہ کو حکم ماننے کے بعد دوسرا اقدام یہ کریں کہ پبلک پلیٹ فارم سے اپنے مخالفین کے خلاف طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کریں۔

نکتہ نمبر ۴۔ انگریزی محاورہ ہے (LIVE AND LET OTHERS LIVE) "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" اگر کوئی مسلمان سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے تو اُسے پڑھنے دیں اور جو خاموشی سے بیٹھ کر دُرود شریف پڑھے تو اُسے مجبور نہ کیا جائے کہ وُہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے ضرور پڑھے۔ تمام مسلمان نماز میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ" پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر سلام بھیجتے ہیں تو نماز کے بعد میں اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔

مسجدوں، خانقاہوں اور اوقاف کے جھگڑے بھی اسی جذبے سے طے ہو سکتے ہیں کہ مسجدوں میں کسی کو نماز پڑھنے سے منع نہ کیا جائے۔ جن لوگوں نے مسجد تعمیر کی ہو اُنہی کے مسلک کی انتظامیہ ہو۔ اگر اس طرح سب فرقے مل کر مرکزی نکتہ عظمت و وقار کو سامنے رکھیں تو پھر اختلاف باقی نہیں رہتا۔

اغیار نے جب بھی کسی اسلامی ملک کو تباہ و برباد کیا تو مذہبی اختلاف پیدا کر کے مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑا دیا۔ فرقہ واریت نے اسلامی وحدت و استحکام کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ کیا پاکستان کو اب جن مسائل و مشکلات کا سامنا ہے اس کا احساس تمام فرقوں کے رہنماؤں کو نہیں ہے؟ اگر کوئی غیبی ہاتھ انہیں باہم متحد کرنے میں حائل ہے تو پیشتر اس کے کہ خدانخواستہ اندلس، لبنان، تاشقند، سمرقند، بخارا، بغداد، دہلی اور افغانستان جیسے حالات پیدا ہوں۔ ہمارے مراکز دینی، مساجد، درس گاہیں و

مزارات اغیار کے ہاتھوں خاکستر ہو جائیں، ہماری بہو بیٹیوں، ماؤں بہنوں اور بیویوں کی عزتیں ظالمین و جابرین شہروں، قصبوں میں نیلام کرتے پھریں ہمیں دل کی گہرائیوں سے فکری و ذہنی اتحاد قائم کر کے اغیار کے منصوبوں کو ناکام بنا دینا چاہیئے۔ برطانیہ جیسا چھوٹا ملک ایک دور میں تمام متمدن دنیا پر بالا دستی حاصل کر سکتا ہے تو پاکستانی مسلمان منظم و متحد ہو کر کفر کی طاقتوں سے نبرد آزما کیوں نہیں ہو سکتے؟ اور اتحادِ اسلامی کو زندہ حقیقت بنا کر سرخ اور سفید سامراجوں اور ان کے گماشتوں کو کیوں شکست نہیں دے سکتے۔ اس فارمولے کے بعد نوے کروڑ مسلمان ایک ناقابلِ تسخیر قوت بن سکتے ہیں اور باہمی تکفیر و تفسیق کا سلسلہ جس نے امت کے ٹکڑے کر دیئے ہیں یکسر ختم ہو سکتا ہے۔

مجھے یقینِ کامل ہے کہ اگر اس چار نکاتی فارمولا کو شرحِ صدر کے ساتھ قبول کر لیا جائے، تو اسلامیانِ پاکستان ایک زبردست طاقت بن کر سارے عالمِ اسلام کے لیئے وحدت کی مثال قائم کر سکتے ہیں۔

ہر اک منتظر تیری یلغار کا تیری شوخیِ فکر و کردار کا

اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے تو اس کی مراد متعین کرنے کا حق مصنف کو ہو، اور اگر وہ عبارت عام لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالتی ہو تو اس کی ایسی وضاحت کر دی جائے کہ غلط فہمی کا احتمال نہ رہے۔ اس پر بھی فریقین میں اتفاق نہ ہو تو علماء کے متفقہ بورڈ سے فیصلہ کرا لیا جائے۔ اگر متفقہ بورڈ کی تشکیل نہ ہو سکے تو شرعی عدالت میں پیش کر کے فیصلہ کرا لیا جائے لیکن جہاں مقامِ مصطفےٰ، عصمتِ انبیاء اور تقدیسِ باری تعالیٰ کے سلسلے میں اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے تو اس کے ظاہری اور متبادر معنی لیئے جائیں گے اور کسی قسم کی تاویل کی اجازت نہیں ہوگی اس مسئلہ پر تمام مکاتبِ فکر حتیٰ کہ علماء دیوبند کا بھی اتفاق ہے۔ بہرحال پلیٹ فارم پر بحث و مناظرہ کا بازار گرم نہ کیا جائے اور تکفیر و تفسیق اور طعن و تشنیع سے کلی احتراز کیا جائے۔

محمد عبد الستار خان نیازی

مورخہ ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء

نوٹ: بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس فارمولا میں غیر مقلد، اہل حدیث اور وہابی نجدی

خیالات کے لوگوں کو شامل نہیں کیا گیا۔ حالاں کہ نکتہ اوّل میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ اور شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلویؒ کے تذکرہ کے بعد کسی قسم کا اعتراض باقی نہیں رہ جاتا۔ اگر کوئی ابہام باقی رہ جائے تو کتاب وسنت کی بالادستی وہابیہ نجدیہ پر بھی حاوی ہے۔ البتہ اہلِ تشیع کے لیے نکتہ چہارم پر زور دینا ہوگا۔ وہ مثبت انداز میں اپنے عقائد بیان کریں، دوسروں کے خلاف سبّ وشتم سے باز آجائیں۔ اور مستقل موافقت اور مطابقت پیشِ نظر ہو تو علمِ تاریخ کے محققین اور راسخ العلم فقہاء۔ کا بورڈ مقرر کر کے دوسرے اختلافات بھی رفع کیے جا سکتے ہیں۔ بہرحال اخبارات میں اعتراضات پر "وضاحت واستدراک" کے عنوان سے "نوائے وقت" مورخہ ۷۔ فروری اور "جنگ" ۶۔ فروری ۱۹۸۳ء کو ایک مفصل بیان شائع ہوا تھا جسے اس بیان میں شامل کیا جاتا ہے۔ چہار نکاتی فارمولا ہم نے ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کو پیش کیا تھا جو بعد ازاں "نوائے وقت" اور "جنگ" میں شائع بھی ہوا تھا۔ اس لیے اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔

روزنامہ
نوائے وقت
لاہور ★ راولپنڈی ★ ملتان ★ کراچی
پیر، ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ، ۷ فروری ۱۹۸۳ء

وضاحت و استدراک

چہار نکاتی فارمولا — واضح اور مکمل ہے

نوائے وقت مورخہ ۱۷ جنوری ۸۳ء میں شائع شدہ چہار نکاتی فارمولے "اتحاد" پر اکثر علمائے کرام اور دیگر ہمدرد اہل علم مسلمانوں نے مسرت و اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اور متوقع ہیں کہ جلد از جلد اس فارمولے سے اتفاق رکھنے والے علماء، مشائخ اور عمائدین کی ایک "کنونشن" بلائی جائے جس میں ایک مؤثر لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ میرا فارمولا حرف آخر نہیں۔ میں اس کی تکمیل و اصلاح کے لئے ہر تجویز و مشورہ کا خیر مقدم کروں گا۔

آج کے اخبارات میں جمعیت اہل حدیث کے رہنما مولانا احسان الٰہی ظہیر نے اس فارمولا کو غیر واضح قرار دیا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے میری سیاسی زندگی کے کچھ عرصہ کو فرقہ واریت میں شمار کیا ہے حالانکہ میں نے ہمیشہ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اتحاد و اخوت پر زور دیا ہے۔ علامہ صاحب جسے فرقہ واریت کہہ رہے ہیں وہ ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے سقوط دہلی ۱۸۵۷ء کے بعد افتراق و انشقاق کی پالیسی پر عمل کیا ہے میری دعوت یہ ہے کہ آؤ! ہم سب ایک بار پھر اسی اجماعیت (اجماع امت) کو قبول کریں جو انگریزی استعمار سے قبل یہاں پر موجود تھی۔ ان کا یہ کہنا کہ فارمولا غیر واضح ہے۔ اس اعتبار سے تو درست ہے کہ اس کے نکات ثلاثہ (ا) حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور حضرت شیخ عبدالحق محققؒ محدثین دہلی کے عقائد و نظریات، (ب) فیصلہ ہفت مسئلہ (ج) المہند کی تفصیلات موجود نہیں مگر اس سے خود علامہ موصوف بھی اختلاف نہیں کر سکتے کہ علماء اہل حدیث کے لئے پہلا نکتہ بالکل واضح اور جامع ہے کیونکہ انہی حضرات کے وجود مسعود سے برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کو فروغ نصیب ہوا۔ چوتھا نکتہ اس قدر ہمہ گیر ہے کہ اس میں بشمول اہل تشیع تمام فرقوں کے لئے دعوتِ اتحاد و مصالحت موجود ہے۔

میرے فارمولے کا مرکزی تصور عشق و اطاعت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم اگر ایک امتِ واحدہ ہیں اور امتیازات رنگ و بو، نسل و زبان وطن و علاقائیت کے باوجود تاریخی وحدت ہیں تو محض ختمیت احکام رسالت کی پابندی، سنت مطہرہ سے وابستگی اور عشقِ محمدیؐ کے کلمہ جامع کی بنا پر بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبال ؎

دل بہ محبوبِ حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یکدگر پیوستہ ایم

علامہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھ سے وضاحت طلب کی اور میری دعوت کے آخری پیرا میں موجود ابہام کو دور کرنے کا موقع بہم پہنچایا ہے۔ میں نے جہاں یہ لکھا ہے کہ :

"اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے تو اس کی مراد متعین کرنے کا حق مصنف کو ہو جس کی وہ عبارت ہے اور وہ عبارت اگر عام لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالتی ہو تو اس کی ایسی وضاحت ساتھ کر دی جائے کہ غلط فہمی کا احتمال نہ رہے۔"

ان سطور میں صرف فقہ اور عقائد سے متعلق امور کی بابت وضاحت کی طرف اشارہ کیا گیا۔ لیکن جہاں مقام مصطفےٰ، عصمتِ رسالت اور تقدیس باری کے سلسلہ میں اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے گی تو اس کے ظاہری اور متبادر معانی کئے جائیں گے۔ کیونکہ اس میں خود اکابر علمائے دیوبند کا قطعی فیصلہ ان الفاظ میں رہنمائی کر رہا ہے :۔

(۱) جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔"

(لطائف رشیدیہ ص ۲۲ / مصنفہ مولانا رشید احمد گنگوہی)

(ب) جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی کا ہوتا تھا ان کو بھی باعثِ ایذا جناب رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ پس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیئے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالےٰ شانہٗ اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ہے۔ (الشہاب الثاقب) از مولانا حسین احمد مدنی ص ۵۰)

اکابر علمائے دیوبند اکابر علمائے اہل حدیث اور سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت سب اسی موقف کو فیصلہ کن قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کی سند خود کتاب و سنت سے ملتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں سورۃ بقر کی آیت ۱۰۴ :۔

ترجمہ :۔ "اے ایمان والو! "راعنا" نہ کہو اور

یوں عرض کرو کہ حضور ؐ ہم پر نظر رکھیں۔ اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

اس آیت کریمہ کی بابت احادیث میں یوں وضاحت آئی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کرتے "راعنا یا رسول اللہ" اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے۔ یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھنے کا موقع دیجئے۔ یہود کے لغت (طریقہ کلام) میں یہ کلمہ سوء ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی اس اصطلاح سے واقف تھے۔ آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سنکر فرمایا اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت! اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا۔ یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں۔ مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں "راعنا" کہنے کی ممانعت فرمادی گئی۔ اور اس معنی کا دوسرا لفظ "انظرنا" کہنے کا حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔ پس ہمہ تن گوش ہو جاؤ تاکہ یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہ فرمائیں۔ کیونکہ دربار نبوت کا یہی ادب ہے۔ آیت کے آخری حصہ میں "وللکافرین عذاب الیم" میں اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں بے ادبی کفر ہے۔ غالباً "شہاب ثاقب" اور "لطائف رشیدیہ" کے مصنفین نے آیت کے اسی حصہ سے استدلال کرتے ہوئے مرتکب بے ادبی کو مرتد اور واجب القتل قرار دیا ہے۔

"چہار نکاتی فارمولا" اس قدر واضح اور مکمل ہے کہ اس میں کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ تاہم اگر کسی صاحب کو اس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرنی ہوں تو مجھ سے مندرجہ ذیل ایڈریس پر رابطہ پیدا کر سکتے ہیں۔ محمد عبدالستار خان نیازی ۲۲/ ادھکار روڈ / اسلام پورہ۔ لاہور۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور (۱۱) ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء

مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت

ظفر اللہ سندھو، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

نوائے وقت ۱۳ ستمبر میں جناب محمد یحییٰ خاں کا مضمون بعنوان "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" شائع ہوا جو مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب کے مضمون ۱۲ اگست کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ یہ مضمون پڑھنے پر پتہ چلا کہ صاحب مضمون نے صرف بریلوی حضرات کو مطعون کیا۔ کاش ہم ازم پرستی اور تعصب میں اس حد تک نہ بڑھیں۔ کہ دوسروں کے الزام کا جواب دیتے دیتے خود ان سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ جائیں۔ یحییٰ صاحب فرماتے ہیں کہ۔۔ "مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی بھی دیوبند کے اکابر میں سے تھے تحریک پاکستان میں ان کا کردار اور اثر مولانا نیازی اور ان کے چند پیروں کے کردار کے مقابلے میں بہت زیادہ تھا"۔ ان کے الفاظ کے یہ نشتر لوگوں کی بڑی تعداد کا کلیجہ تو چھلنی کر سکتے ہیں اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر تحریک پاکستان میں ان پیروں کا کردار لکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ "ہزہائی نس" کا خطاب کس نے ٹھکرایا؟ فاتح سرحد کون تھے جماعت احیاء الاسلام کس نے مسلم لیگ میں مدغم کی؟۔ "جو مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دفنایا جائے" یہ فتویٰ کس کا تھا؟ قائداعظم کے یہ الفاظ کس ہستی کے خط کے جواب میں تھے کہ "جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا"۔ "ہزہائی نس" کا خطاب شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی صاحب نے ٹھکرایا۔ فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی تھے۔ جماعت احیاء الاسلام کو سید عبدالغفور القادری نے مسلم لیگ میں مدغم کیا تھا۔ مذکورہ فتویٰ اور خط امیر ملت سید جماعت علی شاہ کے تھے۔ سنی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء میں کئی مسلمان جمع ہوئے تھے جن میں دس ہزار علماء اور مشائخ تھے۔ اس کانفرنس میں مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے فرمایا تھا۔ "پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس کا دوسرا نام) کو کسی طرح دستبردار ہونا منظور نہیں خواہ محمد علی جناح خود اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں"۔ "یہ شوق یہ جذبہ یہ ولولہ اور یہ حریت پسندی جب "چند پیروں کا کردار" قرار دیا جائے تو اتحاد کی باتیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی قائداعظم کے خصوصی ایلچی کی حیثیت سے کافی عرصہ تک عرب اور مسلم افریقی ممالک کے دورے پر رہے؟ اس طرح انہوں نے پہلے سفیر پاکستان کا کردار ادا کیا تھا۔

قائداعظم نے فرمایا تھا کہ تحریک پاکستان کے دشمنوں کو معاف کر دو مگر ان کی کرتوتوں کا خیال رکھنا اب وقت آگیا ہے کہ ان کی سازشوں کا پردہ چاک کیا جائے جو گزشتہ ۳۶ سال سے اکابر تحریک پاکستان کے خلاف تیار کی جاتی رہی ہیں۔ کتابوں کی ورق گردانی سے بھی پتہ چل جائے گا کہ آج کے بعض "بڑے پاکستانی" تحریک پاکستان اور مسلم لیگیوں کے متعلق کیا سوچ رکھتے تھے؟ ان حقائق سے یہ عیاں ہے کہ صرف دو اصحاب کے کردار کا مقابلہ لیگ پوری جماعت کے کردار سے نہیں کیا جا سکتا؟ مگر یحییٰ صاحب ہیں کہ ان کے کردار کو کمتر ظاہر کر رہے ہیں اور دوسری طرف اتحاد ملت کی بات بھی کر رہے ہیں۔

یحییٰ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں "لیکن اس فرقہ وارانہ ذہنیت کا کیا علاج کہ صرف امام ابو حنیفہ کو سنی فقہ کا امام کہا جائے اور ان کی فقہ پر عمل نہ کرنے والوں کو دوسرے القاب سے ملقب کیا جائے"۔ "موصوف کی یہ منطق تنقید برائے تنقید کے فلسفے کی عکاس ہے اور آپ کسی تعمیری اور علمی بحث میں پڑنے کے لئے ہرگز تیار نظر نہیں آتے اور یہ بات انہوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے لکھی ہے۔ "ہمارا اسلام" حصہ چہارم میں مفتی خلیل خاں برکاتی لکھتے ہیں۔ "حدیث شریف" کے ارشاد کے مطابق دنیا و آخرت میں نجات پانے والا مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سواد اعظم فرمایا، اہل سنت و جماعت کا ہے اور یہ ناجی گروہ اہل سنت جماعت آج چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی و حنبلی میں جمع ہو گیا ہے تبع تابعین سے آج تک ساری امت مرحومہ کا عمل یہی رہا ہے کہ جو خود مجتہد نہ ہو وہ کسی مجتہد کی پیروی کرے"۔ یہ فتویٰ بھی ایک بریلوی مفتی کا ہے۔ اتحاد کے دعوے دار ہے سروپا باتیں نہیں کرتے۔ یحییٰ صاحب نے یہ بھی غلط کہا ہے کہ بریلوی حضرات یہ کہتے ہیں کہ تمام اولیاء و مشائخ بریلوی تھے۔ ان کا دعویٰ صرف یہ ہے کہ وہ اہلسنت و جماعت سے تھے اور وہ اعتراف کرتے ہیں کہ دیوبندی اور بریلوی کی اصطلاحیں تو صرف ایک صدی پہلے کی پیداوار ہیں اور مولانا نیازی صاحب کے چار قالب مقالہ میں یہ بات لکھی گئی ہے۔ اس لئے یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ بریلوی اولیاء کو بریلوی کہتے ہیں۔ یحییٰ صاحب نے بریلوی عقیدہ کو قبروں پر تزئین و آرائش ان پر جھنڈے گاڑ نا مرادیں مانگنے اور چڑھاوے چڑھانے پر محمول کیا ہے جو محض الزام تراشی ہے۔ قبر پرستی کا الزام بریلوی مسلک فکر کے خلاف ایک سازش سے منظم طریقے سے پھیلائی گئی ہے۔ قبر پرستی کی مخالفت میں بریلوی بھی کسی دوسرے گروہ سے پیچھے نہیں ہیں اس سلسلے میں "احکام شریعت" از مولانا احمد رضا "حیات امام رضا" از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کا باب رد بدعات دیکھنا چاہئے۔ مولانا احمد رضا نے قبر کے ساتھ ٹیک اور ہاتھ لگانے تک سے منع کیا ہے۔ عورت کو قبر پر جانے سے روکا ہے اس طرح قبر پر روشنی کرنے اور چادر چڑھانے کے بارے میں بھی فتوے موجود ہیں۔

یحییٰ صاحب نے مکتوبات مجدد اور کشف المحجوب کو حوالہ کے طور پر پیش کیا ہے سب مانتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش اور امام ربانی موحد تھے اور ہندو کو شرک سے پاک کرنے آئے تھے ہر مسلمان کو "مکتوبات مجدد" اور "کشف المحجوب" کا مطالعہ کر کے ان کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر کوئی فرقہ بازی اور تعصب نہ رہے گا اور امت متحد ہو جائے گی۔ اگر امام ربانی مجدد الف ثانی کی تعلیمات و عقائد کی حجت کو تسلیم کر لیا جائے اور ایسے تمام دوسرے مسائل اگر مکتوبات میں سے تلاش کرنے جائیں تو فرقہ وارانہ اختلافات کا جامع حل نکل سکتا ہے کیونکہ امام ربانی کو تمام فرقے موحد تسلیم کرتے ہیں۔ اس طریقے سے مسائل حل کئے جائیں تو اتحاد ملت کی منزل نزدیک تر ہو سکتی ہے۔

پھر یحییٰ صاحب نے تفسیر "کنزالایمان" پر پابندی کے سلسلے میں لکھا ہے "انہوں نے کنزالایمان کے بعض حصوں کو جنہیں بریلوی حضرات اس کی امتیازی خوبی جانتے ہیں اپنے عقائد توحید و رسالت کے منافی جان کر پابندی لگا دی ہے۔" سوال یہ ہے کہ توحید و رسالت کے متعلق ان کے اور سنیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟ اور "کنزالایمان" میں کون سے عقائد ہیں جو سعودیوں اور اہل کویت کے نزدیک شرک کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگر ان تفصیلات کو بیان کیا جائے تو بات لمبی ہو جائے گی لیکن حوالوں سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا کا ترجمہ قرآن حکیم قرون اولیٰ اور وسطیٰ کے بزرگوں کے نظریات و عقائد کے عین مطابق ہے اور خرابی "کنزالایمان" میں نہیں ان کے مخالفوں کے انداز فکر میں ہے۔

بریلوی حضرات پر عبارات کو سیاق و سباق سے الگ کر کے اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کا الزام بھی عائد کیا جاتا ہے جو بھی ایسا کرتا ہے غلط کرتا ہے۔ اور یحییٰ صاحب بھی اس الزام سے بری نہیں ہیں۔ انہوں نے بھی مکتوبات مجدد اور کشف المحجوب کو اسی طرح اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ امام ربانی اور داتا گنج بخش کے موحد ہونے کی حقیقت کو عیاں کرنے کے لئے تو ان کی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ اس کے علاوہ جو عقائد ان کتب میں ہیں کیا ان پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں؟ اگر رکھتے ہیں تو پھر فرقہ بازی تو خود بخود ختم ہو گئی اور ملت کے اتحاد کی منزل دور نہ رہی۔ یہی بات جب دیوبندی اہل حدیث اور دوسرے مکاتب فکر والے بھی تسلیم کر لیں گے تو پھر ملت اسلامیہ متحد ہو جائے گی لیکن یہ طریقہ ہرگز درست نہیں کہ جو عبارت کام کی ہوئی اسے کتاب سے ڈھونڈ لیا باقی کو زینت طاق بنا دیا۔ میرے نزدیک یہ طریقہ عبارت کو سیاق و سباق سے الگ کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ مثلاً کیمونسٹ خیال کے لوگ علامہ اقبال کے اس شعر کو اپنے نظریے کے جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

حالانکہ ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ تو راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ کاش ہم دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پیشتر اپنے گریبان میں بھی جھانک لیا کریں تاکہ ہماری باتوں سے کسی دوسرے مسلمان بھائی کی دل آزاری نہ ہو۔ اگر مسلمان چاروں آئمہ عظام امام ربانی، امام غزالی، مولانا جامی، مولانا روم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے رواداری اور درگزر کو اپنائیں تو یقیناً متحد ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدق شعاری اور حسن اخلاق کی خوبی سے نوازے۔

عکس مضمون ظفر اللہ سندھو، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد، بعنوان "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت"، بحوالہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء، صفحہ ۱۱۔


قولِ فیصل



بسلسلۂ اتحاد بین المسلمین

قولِ فیصل

کم نظر بے تابیٔ جانم ندید
آشکارم دید و پنہانم ندید (اقبالؒ)

اتحاد بین المسلمین کے متعلق جس اخلاص اور دردمندی کے ساتھ مَیں نے اپنی معروضات پیش کی ہیں اور جس طرح چار نکاتی فارمولا مَیں ملت المدیہ کے اختلافات، تنازعات اور مشاجرات کو ختم کرنے کے لئے ٹھوس تجاویز قوم کے سامنے رکھی ہیں، افسوس ہے کہ تنگ نظر، متعصب اور کوتاہ اندیش حضرات نے اس کی قدر نہیں کی —— یہ لوگ آج تک یہ مغالطہ دیتے رہے ہیں کہ فرقوں کے درمیان اختلافات فروعی اور سطحی ہیں۔ اور یہ کہہ کر کہ متحد ہو جاؤ، ایک دُوسرے کے قریب آجاؤ، ایک جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ اور متفق علیہ مذہبی قیادت تسلیم کر لو۔ ان نعروں کا جو اثر ہوا وہ ہر کہ و مہ کے سامنے مناظروں اور مجادلوں سے بڑھ کر مقاتلوں تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ اس لئے مرض کی علامات کا علاج سوچنے کے بجائے اس کے اصل اسباب معلوم کئے جاتے اور اس کے کلیتہً استیصال اور خاتمہ کی کوشش کی جاتی۔ راقم الحروف نے اسی مطمحِ نظر کو سامنے رکھ کر فوری، وقتی، دوامی اور مستقل علاج تجویز کیا ہے۔ مجھے توقع تھی کہ صاحبِ دلِ حسّاس اہلِ علم سامنے آئیں گے اور ایک خصوصی اجتماع کے اندر جامع و مانع لائحہ عمل مرتب کر کے ملت کے تمام طبقات کو دعوتِ عمل دیں گے۔ مگر افسوس ہے ایسا نہ ہوا۔

جہاں تنقید، تعریض اور دُشنام طرازی پر مشتمل خطوط ملے ہیں وہاں کافی تعداد ایسے اہلِ علم

کی بھی موجود ہے جنہوں نے میری تحریکِ اتحاد کی تائید و حمایت کا وعدہ کرتے ہوئے ہر ممکن ایثار و قربانی کا یقین دلایا ہے۔ انشاء اللہ ہم عنقریب ملّت کے تمام بہی خواہوں اور دینِ قیّم کے سچّے خدّام کو ایک مجلسِ مشاورت میں شرکت کی دعوت دیں گے۔ چونکہ ہمارا موقف صحیح ہے، مقصد حصولِ رضائے الٰہی اور طریقِ کار عشق و اطاعتِ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم ہے اس لئے فوز و فلاح ہمارا مقدّر بن چکا ہے۔

خلطِ مبحث

بعض متعصّب فرقہ پرست اور عاقبت نااندیش لوگوں نے ہمیں بحث و مناظرہ میں اُلجھانے کی کوشش کی ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ ہم پُرانی بحثوں کو تازہ کرتے ہوئے پھر میدانِ مناظرہ و مجادلہ کا بازار گرم کر دیں گے۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمیں اپنی منزل عزیز ہے اور اتحاد بین المسلمین کی فرضیّت کا اِس قدر شدید احساس ہے کہ ہم مفسدین کی عائد کردہ ان تمام تعویقات کو خندۂ استہزاء سے ٹھکراتے ہوئے کہہ دیں گے کہ ؎

بِرَو ایں دام بر مرغِ دگر نہ　　　کہ عنقا را بلند است آشیانہ

بہر حال محض اِس خیال سے کہ مفسدین کی ریشہ دوانیوں اور وسوسہ اندازیوں سے لوگ گمراہ نہ ہو جائیں ہم سرِ راہے ان نافرجام بداندیش لوگوں کے اُٹھائے ہوئے اعتراضات کا سرسری نوٹس ضرور لیں گے تاکہ عامۃ المسلمین ان کے شر سے محفوظ رہ جائیں۔

۱۔ معترض نے میرے مضامین کے صرف ایک جزو کو دیکھا ہے۔ اگر تمام قسطیں پڑھ لیتے تو اُسے شافی جواب مل جاتا۔ "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ" کا قرآنی جملہ لکھ کر اُس نے ہمیں فریقِ ثانی کی نگارشات کو تمام و کمال ملاحظہ کرنے کا مشورہ دیا ہے اور خود امورِ تنقیح کی ایک شق کو دیکھ کر گم راہ ہو گئے اسی کو کہتے ہیں۔ ع دیگراں را نصیحت خود را فضیحت

۲۔ ہمارے مضمون کی تمام اقساط میں تحریکِ پاکستان کا ذِکر نہیں کیا گیا۔ نہ کسی کی اس باب میں

مدح کی ہے اور نہ قدح ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا حسین احمد مدنی کا تذکرہ کرکے انہوں نے بمصداق ؎

معشوقِ ما بہ شیوۂ ہر کس برابر است
با ما شراب خورد و با زاہد نماز کرد

دونوں کی مدح سرائی کی ہے۔

اِن دونوں دیوبندی علماء میں بُعد المشرقین ہے ۔ ایک نظریۂ پاکستان کو حقِ مطلق سمجھتا ہے اور دوسرا گم راہی ۔ لطف کی بات یہ ہے کہ معترض کے دونوں معزز و محترم ممدوح مقتدا ہیں ۔ دیوبند کے جشنِ صدسالہ میں فریقین کے مریدین اور متوسلین نے آنجہانی اندرا گاندھی کی صدارت میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر کانگریس کے اصنامِ باطلہ گاندھی، نہرو، پٹیل اور آزاد کے ساتھ بذریعہ آنجہانی بھارتی وزیرِ اعظم (اندرا گاندھی) سیاسی تجدیدِ بیعت کی ہے ۔ اِس طرح معترض کے بعض اسلاف کی جو خوبی تھی اُسے بھی قعرِ دریائے گنگا غرق کر دیا۔

۳۔ کنز الایمان کی فضیلت اور فصاحت سے قطع نظر ہم نے اتحاد کے عَلَم برداروں کو متوجہ کیا تھا کہ وہابیت، نجدیت، سلفیت اور سنیت نیز شیعیت، خارجیت اور دیوبندیت کے امتیازات سے بالاتر ہو کر پابندیوں کی مخالفت کرنی چاہیئے تھی اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لیئے علمی تحقیقی انداز اختیار کرنا چاہیئے تھا ہم نے آج تک مخالفین کی کسی کتاب کی ضبطی کا مطالبہ ہرگز نہیں کیا اور نہ کریں گے ۔ (ملاحظہ ہو ہماری کتاب "نعرۂ حق" مطبوعہ دسمبر ۱۹۷۶ء، صفحہ ۷۲)

"ہم "تقویۃ الایمان" جیسی کتابوں کی ضبطی کا مطالبہ نہیں کرتے کیونکہ ان ہی کتب کی بدولت آپ کا تشخص قائم ہے ۔" اپنے بیان میں داعیانِ اتحاد کو مخلصانہ مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ ضبطی، تلفی یا پابندی جیسے احمقانہ اقدامات کی پُرزور مخالفت کرتے رہیں ۔ اوقاف کی بابت ہم نے اپنے "چار نکاتی فارمولا" میں واضح کیا ہے کہ "عدل و انصاف کا تقاضا تھا کہ جس عقیدہ و مسلک کے اوقاف ہیں انتظام بھی اُن ہی کے سپرد ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی واقف کے عقیدہ و مسلک کو فیصلہ کُن قرار دیا جائے اور اس کی وصیت کو نص کا درجہ دیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جن لوگوں نے مسجد تعمیر کی ہے

اُن ہی کے مسلک کی اِنتظامیہ ہو۔"

۴۔ حکومتِ سعودیہ و عرب امارات کو ہم نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۲۷۔ مارچ ۱۹۸۲ء میں متوجہ کیا تھا کہ آپ کو اگر یہ شوق ہے کہ اُمّتِ محمدیہ کو ایک ترجمہ پر جمع کیا جائے تو ایک عالمی مؤتمر کا اہتمام کیجئے۔ جس میں ساری دُنیا سے مُسلمانوں کے نمائندہ جیّد علماء دین اَور مفسرین قرآنِ عظیم کو دعوتِ شمولیّت دیں جو اتحادِ عالمِ اِسلام کی خاطر باہمی مذاکرہ و مفاہمت کے بعد صرف ایک ترجمے پر جمع ہو جائیں ..... جب تک کسی ایک ترجمے پر اجماعِ اُمّت نہیں ہو جاتا کوئی شخص، جماعت، ادارہ یا فرقہ، پارٹی یا حکومت اپنی مرضی کا ترجمہ دُوسروں پر مسلّط نہیں کر سکتی۔ آپ نے اپنی مرضی اَور عقیدہ ذاتی کو مسلّط کر کے نہایت ہی غیر دانش مندانہ اقدام کیا ہے۔ .... اِس تعمیری تجویز سے آپ کو اِتفاق نہیں تو یہ فیصلہ صرف اپنے فرقہ تک محدُود رکھیں تعصّب اَور ہٹ دھرمی پر اصرار نہ کریں۔"

خُدارا قارئینِ کرام غور کریں کہ اس سے بڑھ کر کوئی معقول اَور مناسب تجویز نہیں ہو سکتی۔ حیف ہے کہ اِتحاد کے یہ نام نہاد داعی دولتِ خداداد پاکستان میں بھی ضبطی، تلفی اَور پابندی کے فتنہ کو ہوا دے رہے ہیں۔

۵۔ معترض کی ابلہ فریبی دیکھئے کہ الیکشن کے نتائج کو معیار قرار دینے کے بعد اُسے یہ یاد نہیں رہا کہ الیکشن کمیشن کی رپورٹ ۱۹۷۰ء کے مطابق ملک بھر میں پیپلز پارٹی کے بعد سب سے زیادہ ووٹ جمعیّت علماء پاکستان کو ملے تھے اَور ضمنی اِنتخاب (حیدر آباد، سندھ) جیت کر اپنی مقبولیّت اَور ہر دلعزیزی کا سِکّہ بٹھا دیا۔ شرح فی صد حسب ذیل تھی:۔

الف۔ پیپلز پارٹی ۳۳ فی صد — ب۔ جمعیّت علماء پاکستان ۱۳ فی صد

ج۔ جمعیت علماء اِسلام ۳ فی صد — مسلم لیگ تیسرے نمبر پر تھی۔

۶۔ (الف) پُرامن شہریوں کی مجلسی زندگی اَور پرائیویٹ اعمال و اشغال کو پٹرو ڈالر کے عوض حکومت کے نوٹس میں لانا اگر جاسُوسی نہیں تو اَور کیا ہے؟

ب۔ معترض کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ بفضلہٖ تعالیٰ "ورلڈ اسلامک مشن" نجدیوں سے ایک پائی امداد لینے کا بھی روادار نہیں۔ ہیلی فیکس (یو۔کے) کی سُنّی جامع مسجد کو نجدیوں نے گذشتہ سال ڈیڑھ لاکھ پونڈ دینے کی پیش کش کی بشرطیکہ خطیب وہابی رکھ لیا جائے۔ مگر باغیرت اہل سنّت و جماعت نے "عطائے تو بہ لقائے تو" کہہ کر اسے مسترد کر دیا۔

ج۔ تیرہ مسجدوں کا تذکرہ محض "ایجادِ بندہ" ہے۔ اور معترض کو غالباً معلوم ہوگا کہ گذشتہ سال ۲۱۔۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء کو ویمبلے سٹی کانگرس ہال (لنڈن) میں ائمہ وخطباء مساجد کونسل کی کانفرنس میں مولانا حافظ عبدالرحمٰن (جامعہ اشرفیہ) اور ڈاکٹر علاّمہ خالد محمود کی موجودگی میں خاکسار کے خطاب کو تمام لوگوں نے بلا امتیاز فرقہ و مسلک نہ صرف پسند کیا بلکہ تحسین و مرحبا کہا اور اُس پر فخر کرتے ہوئے اپنی درخواست پر مجھے نماز ظہر کی امامت کے لیئے مجبور کیا نیز "چار نکاتی فارمولا" کی مکمّل تائید و حمایت کا اعلان کیا۔

۷۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے پیش کردہ کوئی اقتباس یا عبارت سیاق وسباق سے منقطع نہیں۔ اگر اس پر یقین نہ آئے تو جناب محمد منشا تابش صاحب قصوری کی مشہورِ عام تالیف "دعوتِ فکر" (جو تمام علمی حلقوں میں متعارف ہے) کا بغور مطالعہ کریں۔

۸۔ معترض برکاتِ انگلشیہ کی طرح برکاتِ نجدیہ کے تذکرے میں بھی رطب اللسان ہے، اُسے یہ بھول گیا کہ ۱۸۰۳ء میں مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے مشاہد کا کیا حشر کیا گیا۔ جنّت المعلیٰ اور جنت البقیع کو کیسے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا۔ گھروں اور بازاروں میں پُرامن اور مظلوم باشندوں کو کیسے تہِ تیغ کر دیا گیا اور حال ہی میں سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کے والدِ ماجد حضرت عبداللہ، حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور حضرت مالک انصاری رضؓ (اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم) کے مزارات کو پیوندِ خاک کر کے اجسادِ طاہرہ کو نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ اگر ان میں کوئی شعور ہوتا اور عصری تقاضوں سے باخبر ہوتے تو خاص طور پہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس کو

باقی رکھتے اور دُنیا کو بتاتے کہ ہمارے آقا اور مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم رحمتِ کائنات ہونے کے باوجود حضرت عبداللہ کے صلب سے پیدا ہوئے۔ ہر شخص مزارِ مقدّس کی نادر تاریخی یادگار کو دیکھ سکتا حضور کے والدین کریمین کے مزارات کی موجودگی سے عقیدۂ عیسائیت اقانیمِ ثلاثہ والوہیتِ عیسٰی کی تردید کے ساتھ ساتھ اسلامی توحید کی زبردست تائید ہو جاتی۔ اُسے یہ بھی معلوم نہیں کہ آج کل کی حکومتوں کا دستور ہے کہ باہر سے آنے والے حکمرانوں کو ایک گمنام سپاہی کی قبر پر لے جاتے ہیں۔ اگر ان کے مقابلہ میں بیرونی حکمرانوں کو سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کے والدِ مکرّم کے مزارِ پُرانوار پر لے جاتے تو نہ صرف عقیدۂ توحید کو تقویّت ملتی بلکہ دینِ قیّم کی تاریخ ساز حیثیت بھی واضح ہو جاتی۔ علاوہ ازیں ۳۱۳ [1] نجدی وہابیوں کو جرمِ تنقید و احتساب کی پاداش میں تہِ تیغ کرنا اور چار سو سے زائد پاکستانی شہریوں کو (جو سعودیہ کے اقامہ اور ویزے رکھتے تھے) جلاوطن کر دینا کون سی دینی خدمت ہے، جس کے تصوّر میں معترض پاگل ہوا جا رہا ہے۔ [2]

---

[1] ۱۳۹۹ھ / نومبر ۱۹۷۹ء میں ۳۱۳ نجدی وہابیوں نے بیت اللہ شریف میں جمع ہو کر موسمِ حج کے موقع پر حکومتِ سعودیہ کی غلط معاشرتی، معاشی اور مذہبی پالیسیوں پر تنقید کی اور حکومت کو اصلاحِ احوال کا مشورہ دیا۔ "نازک مزاج شاہاں تابِ سخن ندارند" کے مصداق تنقید و احتساب کرنے والوں کو منافق و مرتد قرار دے کر قتل کر دیا اور اس مہم کے دوران بیتُ اللہ میں گولیاں چلائیں اور توپوں سے گولہ باری کر کے حجّاج بن یوسف کے بعد زبردست بے حرمتی کا ارتکاب کیا۔

[2] ہم معترض کی توجّہ خاص طور پر اس دل خراش واقعۂ ہائلہ کی جانب مبذول کروانا ضروری سمجھتے ہیں جو ہم تک حضرت مولانا حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری (مشہور محقق و عالمِ دین) کی زبانی پہنچا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:-

"مدینہ منورہ میں ایک شخص اقامہ لے کر اہل و عیال سمیت رہائش پذیر تھا۔ اس کی اہلیہ دو خورد سال بچے چھوڑ کر فوت ہو گئی تھی، وہ کام کاج پر جانے سے قبل بچوں کو کھانا کھلا کر جاتا۔ ایک صبح وہ ناشتہ لینے کے لئے نکلا تو نجدی پولیس نے اُسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا کہ میرا (باقی برصفحہ آئندہ)

الموافقات

(علماء دیوبند اور علماء اہلِ سنّت وجماعت کی فکری و اعتقادی موافقت)

ہم نے تیسری قسط نوائے وقت مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۹۸۴ء میں لکھا تھا کہ دوسرے فرقوں کے مذکورہ بالا عقائد کی تردید میں خود اُن کے مستند اور جیّد علماء کی تصریحات موجود ہیں، آیات واحادیث کے علاوہ المہنّد علی المفنّد، فیصلہ ہفت مسئلہ، قصائدِ قاسمی، امداد السلوک اور نالۂ امداد غریب وغیرہ تصانیف علماء دیوبند میں تمام قابلِ اعتراض عقائد کا جواب ہے۔

داعیانِ اتحاد کا فرض تھا کہ وُہ اختلافی عقائد ونظریات کو بیان کر کے موافقت ومطابقت کی راہ نکالتے اور آئندہ نسلوں پر واضح کر دیتے کہ اِختلاف کے مقابلے میں موافقت اور مطابقت کے

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) اقامہ (اجازت نامہ) گھر ہے اور بچے گھر پر اکیلے ہیں اور میں نے مکان کے دروازے کو باہر سے بند کیا ہوا ہے۔ لہٰذا مجھے اجازت دیں کہ گھر سے اقامہ لے آؤں اور بچّوں کو کھانا دے آؤں۔ مگر اُنہوں نے ایک نہ سُنی اور اُسے تھانہ لے گئے وُہ شخص اُنہیں اپنے بچّوں کے بارے میں کہتا رہا لیکن ان شقی القلب لوگوں نے ایک نہ سُنی۔ آخر چھ سات روز بعد رہا کیا تو اُس نے گھر کے اندر داخل ہو کر اپنے بچّوں کی لاشوں کو متعفّن پایا ــــــ!!!

اِس دردناک وحشیانہ ظلم کی تصدیق مدینہ منوّرہ کے ہر شخص سے کی جا سکتی ہے۔ یہ خبر احقر کو مدینہ پاک کے متعدّد ثقہ افراد نے بتائی:

نجدی پولیس (شرطہ) کے قصّے، سعودی عرب اور دُوسرے ممالک میں زبان زدِ خاص وعام ہیں۔ حُسنِ اتفاق ہے کہ یہ صفحات زیرِ کتابت تھے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور (مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء) میں مشہور صحافی مجیب الرحمٰن شامی کا کالم "جلسۂ عام" نظر سے گذرا جس میں مذکورہ واقعہ کو قلم بند کیا گیا ہے۔

دلائل زیادہ قوی ہیں بلکہ بعد کی تصانیف پہلے تمام نظریات کو ایک لحاظ سے منسوخ کر رہی ہیں تضادات سامنے آنے کے بعد کتاب و سُنّت کی فیصلہ کُن رائے ساری اُمّت کو پھر ایک مرکز پر جمع کر سکتی ہے۔

آج تک متنازعہ فیہ عبارات کی تاویلات اور توجیہات پر زور دیا جاتا رہا ہے۔ حالاں کہ مقامِ مُصطفےٰ، عصمتِ انبیاء اور تقدیسِ باری تعالیٰ کے بارے اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے تو اُس کے ظاہری اور متبادر معنی لیئے جائیں گے اور کسی قسم کی تاویل کی اجازت نہیں ہوگی الفاظ بدلنے پڑیں گے۔ اُسی طرح جیسے اللہ رب العٰلمین نے قرآن پاک میں "رَاعِنَا" کے بجائے "اُنْظُرْنَا" کا لفظ رکھ دیا اور کسی قسم کی تاویل یا توجیہہ کا راستہ کُھلا نہیں رکھا —— یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر تمام مکاتبِ فکر بشمول علماء دیوبند سب کا اتفاق ہے۔ مقصد یہ ہے کہ پلیٹ فارم پر بحث و مناظرہ کا بازار گرم نہ کیا جائے۔ اور تکفیر و تفسیق اور طعن و تشنیع سے کلّی احتراز کیا جائے۔

۱۔ وہابیہ نجدیہ کے مسلّمہ مقتدا ابنِ تیمیہ (م ۷۲۸ھ) اپنی مشہور کتاب "الصارم المسلول علےٰ شاتم الرسول" کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ پر لکھتے ہیں:۔

(ا) "من آذی الرّسول فقد آذی اللہ و مَنْ اطاع الرّسول فقد اطاع اللہ ۔۔۔ (الخ)

وقد اقامہ اللہ مقام نفسہ فی امرہ و نھیہ واخبارہ وبیانہ فلا یجوز ان یفرق بین اللہ ورسولہ فی شیئ من ھٰذہ الامور"۔

(ب) مَنْ اٰذَی الرَّسُوْلَ فَقَدْ اٰذَی اللہ :۔ احد ھاانّہ قرن ایذاءہ بایذائہ کما قرن طاعتہ بطاعتہ۔ فمن آذاہُ فقد اذی اللہ تعالیٰ۔ وقد جاء ذالک منصوصاً عنہ۔ ومن آذی اللہ فھو کافرٌ حلال الدّم۔ یبین ذالک ان اللہ تعالیٰ جعل محبۃ اللہ ورسولہ وارضاء اللہ ورسولہ وطاعۃ اللہ ورسولہ شیئاً واحداً۔ فقال تعالیٰ (۱) قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ ۔۔۔ (الخ) (۲) وَاَطِیْعُوا اللہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" وفی مواضع متعددۃ (۳) وقال اللہ تعالیٰ" وَاللہُ وَرَسُوْلُہٗ

اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ ...... الخ

ترجمہ۔ (ا) "اللہ کی حرمت اور رسول کی حرمت ایک ہی چیز ہے پس جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو تکلیف دی اُس نے اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اطاعت کی رسول کی پس تحقیق اُس نے اطاعت کی اللہ کی کیونکہ اُمّتِ محمدیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وساطت کے بغیر خدا تک نہیں پہنچ سکتی اِس کے بغیر اُن کے پاس کوئی طریقہ اور ذریعہ نہیں ہے پس اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے مقام پر (یعنی نیابتِ الٰہی کے مقام پر) لا کھڑا کیا ہے۔ امر و نواہی کا نفاذ حضور کے ذریعے ہوگا۔ آپ اخبارِ غیب بیان کریں گے۔ اور اُن اخبار کی تفسیر اور توضیح بھی آپ ہی کے ذریعے ہوگی پس اِس امر کی اجازت نہیں ہے، ان تمام امور میں کسی شے کے اندر اللہ اور اللہ کے رسول کے درمیان فرق پیدا کیا جاتے۔"

ترجمہ۔ (ب) "جس نے تکلیف دی رسول اللہ کو اُس نے تکلیف دی یعنی ایذا پہنچائی اللہ کو۔ ان میں پہلی بات یہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنی ایذاء کو رسول اللہ کی ایذاء کے ساتھ اُسی طرح ملا دیا ہے جس طرح اپنی اطاعت کو رسول اللہ کی اطاعت کے ساتھ ملایا ہے۔ پس جس نے ایذا پہنچائی حضور کو تحقیق اُس نے ایذاء پہنچائی اللہ تعالیٰ کو اور اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے نصِّ صریح میں بیان فرمادیا ہے اور جو ایذا پہنچائے اللہ اور اللہ کے رسول کو تو وہ کافر ہے اور اُس کا خون معاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو واضح فرماتا ہے کہ اُس نے اپنی اور اپنے رسول کی محبّت، اپنی رضا اور اپنے رسول کی رضا، اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو واحد چیز قرار دیا ہے۔ اور اُس کی تائید میں قرآن پاک کی متعدد آیات موجود ہیں مثلاً (ا) "آپ فرمادیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں، تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال، وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکانات، یہ سب چیزیں اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں اپنا حکم صادر فرمادے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی

کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔" (۹/۴۴)، (۲) "اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی۔" (۲۴/۵۴)، (۳) "اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔" (۹/۶۲)

علیٰ ہٰذا القیاس بیعت، انفال، شقاق، محادّت، ایذاء، معصیت اور عصیان، اللہ کے خلاف ہو یا رسول کے خلاف دونوں کا ایک ہی مدّعا اور مقصد ہے۔

۲۔ حافظ ابنِ قیم (شاگردِ رشید ابنِ تیمیہ) نے اپنی مشہور تصنیف "الفوائد" کے صفحہ ۵۳ پر حضور پُر نور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقام و مرتبہ کو واضح کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے مقامِ احتیاج کو اللہ کی نسبت مکمّل کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو دُنیا اور آخرت میں حضور کا محتاج بنا دیا۔ دُنیا میں کھانے پینے اور اپنی جان کی حاجت سے بھی حضور کی انہیں زیادہ حاجت ہے، اور آخرت میں اس طرح کہ وُہ دُوسرے پیغمبروں اور رسُولوں سے شفاعت طلب کریں گے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہی اُنہیں مشکل سے نجات دلائیں گے اور باقی انبیاء شفاعت میں حضور سے پیچھے ہوں گے اور حضور سب کے شفیع ہوں گے اور حضور ہی ان کے لیے جنّت کا دروازہ کھلوائیں گے۔"

۳۔ امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) "القول البدیع" میں اور امام ابنِ قیم (م ۷۵۱ھ) "جلاء الافہام" میں مختلف سندوں اور حوالوں سے مندرجہ ذیل واقعہ لکھتے ہیں کہ:۔

"امام ابوبکر بن محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں امام ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا، اتنے میں حضرت شبلی علیہ الرحمۃ تشریف لائے (یہ شبلی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پیرانِ عظّام میں سے ہیں) تو امام ابوبکر بن مجاہد نے حضرت شبلی سے معانقہ کیا (یعنی اُنہیں گلے لگایا) اور اُن کی پیشانی چوم لی۔ میں (ابوبکر بن محمد بن عمر) نے ان سے عرض کی یا سیّدی! آپ شبلی کا اس قدر احترام اور ان سے اِس قدر محبّت فرماتے ہیں حالاں کہ آپ اور اہلِ بغداد انہیں دیوانہ قرار دیتے ہیں تو حضرت امام ابوبکر بن مجاہد نے فرمایا کہ میں نے شبلی

کے اُسی طرح (احترام کا) کا برتاؤ کیا ہے جس طرح مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو برتاؤ کرتے دیکھا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو مَیں نے خواب میں دیکھا۔ حضرت شبلی حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے لِئے کھڑے ہو گئے اور اس کی پیشانی چُومی۔ تو مَیں نے عرض کی۔ یا رسُول اللہ! آپ نے شبلی سے اِس قدر نوازش فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی مجھے یہ بات پسند آئی ہے کہ یہ نماز کے بعد "لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ"۔ سُورت کے آخر تک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد تین مرتبہ کہتے ہیں صلی اللہ علیک یا محمّد۔ صلی اللہ علیک یا محمّد۔ صلی اللہ علیک یا محمّد۔ بعد میں حضرت شبلی سے دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے اس کی تصدیق فرمائی۔"

(القول البدیع، ص ۱۷۳، جلاء الافہام، ص ۲۹۷، تبلیغی نصاب، ص ۷۸۹)

۴۔ اہلِ حدیث اور غیر مقلّدین کے مسلّمہ عالم شمس العلماء سیّد نذیر حسین صاحب دہلوی (م۔ ۱۹۰۲ء) نے فتاویٰ نذیریہ کے صفحہ ۴۴۲ سے ۴۴۴ تک تفصیل کے ساتھ ایصالِ ثواب کی تائید کی ہے۔ بخوفِ طوالتِ کلام صفحہ ۴۴۵ پر اُن کے فتویٰ کا ذِکر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "میّت کے واسطے فقراء (فقیروں ومساکین، مسکینوں) کو کھانا کھلانا میّت کی طرف سے صدقہ کرنا ہے۔ لہٰذا اس کا ثواب بھی میّت کو پہنچے گا"۔

۵۔ علماء دیوبند کے پیرومُرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۳ھ ۔ ۱۳۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ "مشربِ فقیر کا اِس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیرومُرشد کی رُوحِ مُبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں، اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اُس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔"

(فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۷)

۶۔ مولانا رشید احمد گنگوہی سیّد الطائفہ علماء دیوبند (م۔ ۱۹۰۵ء) اپنے فتاویٰ کے صفحہ ۱۰۲ پر لکھتے ہیں کہ "بلا تعیّنِ یوم کھانا تقسیم کرنا یا دینا بطور صدقہ کے جائز ہے کیونکہ صدقہ کرنا طعام کا کسی کے نزدیک

(بھی) ناجائز نہیں۔ قال فی الھدایۃ الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہٖ لغیرہٖ صلوٰۃً اوصوماً اوصدقۃً اوغیرھا" یعنی ہدایہ میں کہا ہے کہ اس بارے میں اصل بات یہ ہے کہ انسان کو حق ہے کہ اپنی نیکی کا ثواب جس کو چاہے دے دے۔ نماز، روزہ، صدقہ اور دُوسری نیکیاں۔

۷۔ احادیثِ نبوی کے مترجم، راسخ العقیدہ، غیر مقلدوں کے امام مولوی وحید الزمان صاحب (۱۸۲۰ء۔ ۱۹۲۰ء) اپنی کتاب "ہدیۃ المھدی" صفحہ ۵۹ پر فرماتے ہیں کہ "ہمارے بزرگ امام ابن حافظ ابنِ قیم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی۔ اے حبیب آپ مُردوں کو نہیں سُناتے اور وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ اِس کا مطلب قرآن پاک کی عبارت اور مضمون سے یہ ہے کہ کافروں کے دِل مُردہ ہیں۔ آپ اِن کو اِس طرح نہیں سُنا سکتے کہ وُہ اس پر عمل کرنے لگیں اور اللہ تعالیٰ کا ان دونوں آیتوں میں یہ منشاء نہیں ہے کہ مُردے کچھ نہیں سنتے اور بھلا یہ منشاء خداوندی کس طرح ہو سکتا ہے جب اُس کے محبوب سیّد الانبیاءؐ نے خود فرما دیا کہ مُردے اپنے پاس سے گذرنے والوں کی جُوتیوں کی آواز بھی سُنتے ہیں اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جاننا پہچاننا جیسے چیزوں کا علم، لوگوں کی آوازیں اور کلام کو سُننا تو یہ تمام شہیدوں اور مُردوں کے لئے ثابت ہے۔ اِس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔" اور مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ "یقیناً نبی کریمؐ نے حکم فرمایا اپنی اُمت (مسلمانوں) کو کہ جب قبروں کی طرف گذریں تو قبروں والے (مُردوں) کو سلام کریں۔ اور یہ سلام کرنا جب ہی صحیح ہو سکتا ہے جب کہ مُردے سُنتے ہیں۔ ورنہ یہ کہنا بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔" اور پھر لکھتے ہیں "والسلف یجمعون علیٰ ھذا" یعنی اُمت کے تمام پہلے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مُردے سُنتے ہیں اور مولوی وحید الزمان صاحب "ہدیۃ المھدی" (عربی) کے صفحہ ۶۰ پر یُوں لکھتے ہیں کہ "وقال شیخنا ابنِ تیمیۃ قد یتکلم المیت ویسمع ایضًا من کلامہ والاحادیث والاٰثار تدل علیٰ ان الذائر متی جاء علوبہٖ المزد و سمع کلامہ وانس بہٖ

ورد سلامہ علیہ وھٰذا عام فی حق الشھداء وغیرھو وانہ لاتوقیت فی ذلک وقد شرع النبی لامتہ ان یسلموا علیٰ اھل القبور سلام من یخاطبونہ ممن یسمع ویعقل"

(ترجمہ بیان ہو چکا)

۸۔ ا۔ امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی (۱۱۹۳ھ۔ ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) اپنے پیرو مرشد سیّد احمد بریلوی کو نسبتِ چشتیہ حاصل ہونے کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ایک دن آپ (سیّد احمد بریلوی) حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب اللہ قطاب بختیار کاکی قدس اللہ سرّہ العزیز کی مرقدِ منوّر کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی مرقدِ مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اِس اثناء میں ان کی رُوح پُرفتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی۔ اور آں جناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتدائے حصولِ نسبتِ چشتیہ کا ثابت ہو گیا"

(صراطِ مستقیم ترجمہ فارسی مطبوعہ اسلامی اکادمی، ص ۳۱۸)

ب۔ "ان مراتبِ عالیہ اور مناصبِ رفیعہ کے صاحبان، عالمِ مثال اور عالمِ شہادت میں تصرّف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگواروں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کلّیات کو (کی) اپنی طرف نسبت کریں۔ مثلاً اُن کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہمارے مولے کی سلطنت ہے اور سب چیزوں کی طرف ہماری نسبت متساوی ہے"

(ایضاً: ص ۱۹۹، ۲۰۰)

ج۔ "پس جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو، اُس کا ثواب کسی فوت شدہ کی رُوح کو پہنچائے اور جنابِ الٰہی میں دُعا کرنا، اس کے پہنچانے کا طریق ہے، یہ بہت بہتر اور مستحسن طریقہ ہے۔ اور وہ شخص کہ جس کی رُوح کو ثواب پہنچا رہا ہے اگر اُس کے حق داروں میں سے ہے (تو) اُس کے حق کے برابر اس ثواب پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہو گی۔ پس اُمورِ مروّجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی

میں کچھ شک و شبہ نہیں۔" (ایضاً: ص ۱۱۰)

د۔ "اگر اب کوئی شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت کے واسطے شب برأت کو صلحاء کا مجمع کر کے کسی مقبرہ میں بہت ساری دُعائیں کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مخالفت (متابعت" ہونا چاہیئے) کے باعث اسے ملامت نہیں کر سکتے۔"

(ایضاً: ص ۱۰۹)

اس ضمن میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۱۷۶ھ) اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۴۳ھ۔۱۲۲۵ھ) کے ارشادات بھی درج کیے جاتے ہیں:۔

ا۔ "حضرت خلال نے حضرت شعبی کی زبانی روایت کی ہے کہ زمانہ دراز سے انصارِ مدینہ کا یہ دستور چلا آرہا ہے کہ مرنے والے کی قبر پر جاتے ہیں اور قرآن خوانی کرتے ہیں۔"

(تذکرۃ الموتیٰ والقبور مصنّفہ قاضی صاحب، ص ۹۷)

ب۔ "صدقہ نافلہ بوالدین واقربین ویتامیٰ ومساکین وہمسایہ وسائلین وغیرہ بدہد۔"

(مالابُدّ منہ فارسی مطبوعہ ملتان مصنّفہ قاضی صاحب: ص ۷۹)

ج۔ شاہ ولی اللہ محدّثِ دہلوی فرماتے ہیں کہ "میرے والدِ بزرگوار (شاہ عبد الرحیم صاحب م۔۱۱۳۱ھ) نے مجھے خبر دی۔ فرمایا کہ میں میلاد النّبی کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا میلادِ پاک کی خوشی میں۔ ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے، وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کیے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے رُوبرو وُہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔" (دُرّ الثمین فی مبشراتِ النّبیّ الامین مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۷۰ء، ص ۴۰)

المختصر موافقات اور مطابقات کے سلسلہ میں اس قدر مستند مواد موجود ہے کہ اگر سب کا تذکرہ کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جاتی ہے۔ ہم صرف اس قدر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ

علیہ وسلّم کی نورانیّت (نور جوہر اور بشریّت عرض)، تصرّفات، شفاعت، توسّل، حیات، ندا، تعظیم و توقیر، آداب، تصوّر، علمِ غیب، حاضر و ناظر اور اس قسم کے دوسرے معتقدات کی بابت تمام فرقوں کے علماء و اکابر نے بہت کچھ لکھا ہے حتّٰی کہ اہلِ تشیّع کی مستند اور معتمد علیہ کتب نہج البلاغہ، تاریخ الخلفاء، ریاض النظر، کشف الغمہ فی معرفت الائمہ، تفسیر قمی اور اصولِ کافی میں اس قدر حوالہ جات موجود ہیں کہ اگر تمام فرقے خلافیات کو چھوڑ کر موافقات پر جمع ہو جائیں تو اسلامیانِ پاکستان نہ صرف ایک زبردست طاقت بن سکتے ہیں بلکہ عالمِ اسلام کی قیادت کر سکتے ہیں۔

مختلف فرقوں کی تصنیفات سے قطع نظر اگر صرف کتاب و سُنّت پر سب کو دعوتِ اتحاد دی جاتی تو تمام متنازعات نہ صرف دب جائیں گے بلکہ رفتہ رفتہ ختم ہو جائیں گے۔ آج کل توحید کے نام پر حکومتِ سعودیہ نے جو شدّت اختیار کر رکھی ہے اُس میں بھی اعتدال پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ توحید و رسالت کا تعلّق ظاہر و باطن کا ہے، جو توحید عظمت و احترامِ رسالت سے خالی ہے وہ ابلیسی توحید ہے اور جو عظمت و احترامِ رسالت سے مزیّن ہے وہ جبریلی توحید ہے، شاید یہی تصوّر تھا جس کو سامنے رکھ کر حکیم الاُمّت رحمۃ اللہ علیہ کو اعلان کرنا پڑا۔ ؎

لا الٰہ تیغ و دمِ اُو عبدُہٗ
فاش تر خواہی بگو ہُو عبدُہٗ

بہرحال ہم اپنے "چار نکاتی فارمولا" کا ایک بار اعادہ کرتے ہوئے جہاں متفق علیہ مذہبی شخصیات (شیخِ محقق عبدالحق محدّث دہلوی ۹۵۸ھ ۔ ۱۰۵۲ھ، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی ۱۱۱۴ھ ۔ ۱۱۷۶ھ اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی ۱۱۵۹ھ ۔ ۱۲۳۹ھ) کی رہبری و راہنمائی کے بعد علماءِ دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ کے "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو بطور ــــــ قولِ فیصل پیش کرتے ہیں وہاں علماءِ دیوبند کے عقائد پر مشتمل رسالہ "المہند علی المفنّد" کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ ان عقائد کا خصوصی تذکرہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہمارے مضمون کی دوسری قسط (نوائے وقت مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۸۴ء) میں جن عقائد کو درج کیا گیا ہے۔ اُس سے کچھ حلقوں میں غلط فہمیاں

پیدا ہوگئی ہیں اور اکثر لوگ اُنہیں پڑھ کر مبہُوت رہ گئے۔ خود ان فرقوں کے پابند لوگوں نے بھی معذرت خواہانہ انداز اختیار کر لیا۔ حاشا وکلّا اِس بیان سے کسی گروہ کی تحقیر و تنقیص مقصود نہ تھی ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اختلافات فروعی نہیں ___ اصُولی ہیں۔ المہنّد کی اشاعت کے بعد تمام غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں اور موافقت کی راہ کھُل جاتی ہے۔ بنا بریں اختلافی مسائل کی بابت عقائدِ عُلما۔ دیوبند مشمولہ المہنّد علی المفنّد کا اور اکابر علماء دیوبند کی دیگر تصانیف ہیں سے متعلقہ اُمور کا تذکرہ مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے ___

(۱) "جو شخص نبی علیہ السّلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وُہ قطعاً کافر ہے۔"

(خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا: المہنّد علی المفنّد مطبُوعہ کراچی، ص ۳۶)

۲۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی اپنے پیرو مرشد مولانا نور محمّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۹ھ) کو امداد کے لیے پکارتے ہُوئے لکھتے ہیں ؎

تم ہو اے نورِ محمّد خاص محبُوبِ خدا
ہند میں ہو نائبِ حضرت محمّد مصطفیٰ

تم مددگار مددِ امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پُرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

اے شہِ نورِ محمّد وقت ہے امداد کا
آسرا دُنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا

(شمائمِ امدادیہ، ص ۸۳، امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق ص ۱۱۶)

۳۔ مولوی محمّد قاسم نانوتوی (۱۲۴۸ھ۔ ۱۲۹۷ھ) بانی مدرسہ دیوبند "قصائدِ قاسمی" کے صفحہ ۵، ۸ پر لکھتے ہیں ؎

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسمِ بے کس کا کوئی حامی کار

مگر کرے مری رُوح القدس مددگاری
تو اُس کی مدح میں مَیں بھی کرُوں رقم اشعار

جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کے کہُوں اے جہان کے سردار

۴۔ "کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ اور جو اس کا قائل ہو کہ

نبی کریم علیہ السّلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے، تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وُہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔"

(المہنّد علی المفنّد، ص ۲۸)

۵۔ اکابر علماء دیو بند اس سلسلہ میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشکل کُشا مانتے ہیں ؎

کھول دے دل میں درِ علمِ حقیقت میرے اَب ۔۔۔ ہادیٔ عالم علی مشکل کُشا کے واسطے

(امداد اللہ، حاجی: کلیاتِ امدادیہ، ص ۱۰۳، اشرف علی تھانوی، مولانا: تعلیم الدین، ص ۱۷، حسین احمد مدنی، مولوی: سلاسلِ طیّبہ، ص ۱۴)

۶۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی یُوں استمداد کرتے ہیں ؎

یا رسُولِ کبریا فریاد ہے ۔۔۔ یا محمّد مصطفیٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہُوں آج کل ۔۔۔ اَے مرے مشکل کُشا فریاد ہے

(نالۂ امدادِ غریب، ص ۴، ۵)

۷۔ "ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اِس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السّلام سے زیادہ ہے وُہ کافر ہے۔" (المہنّد علی المفنّد، ص ۳۲)

۸۔ "ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السّلام سے اعلیٰ ہے، وُہ کافر ہے۔ اور ہمارے حضرات اُس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں، جو یُوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السّلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔" (ایضاً: ص ۳۰)

۹۔ "انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ اُن کو مرتکبِ معاصی سمجھنا (العیاذاً باللہ) اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ نہیں۔ اُس کی وُہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔" فقط واللہ اعلم ۔ سیّد احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیو بند

جواب صحیح ہے۔ ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وُہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرے اُس سے قطع تعلّق کریں۔ مسعُود احمد عفا اللہ عنہ"

(دارالافتاء فی دیوبند۔ الہند، فتوٰی نمبر ۱۴۱)

۱۰۔ "(محمّد بن) عبدالوہّاب کے تابعین ...... نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہُوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے لیکن اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وُہی مسلمان ہیں۔ اور جو اُن کے عقیدہ کے خلاف ہو وُہ مُشرک ہے، اور اسی بناء پر اُنہوں نے اہلِ سُنّت اور علماء اہلِ سُنّت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شوکت توڑ دی۔ اِس کے بعد مَیں کہتا ہُوں کہ عبدالوہاب اور اُس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ

لہ اکابرِ دیوبند کی طرح اکابر علماءِ اہلِ حدیث کی محمد بن عبدالوہاب نجدی کی شخصیّت اور تعلیمات سے بیزاری و لاتعلقی کا اظہار گذشتہ صفحات میں آچکا، اِس لئے یہاں اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ وہابیّت کی داغ بیل محمد بن عبدالوہاب نجدی (از ۱۱۱۵ھ تا ۱۲۰۶ھ) نے ڈالی۔ واضح رہے کہ وہابیوں کی تردید صرف علماء پاک و ہند نے نہیں کی ہے، بلکہ عُلمائے حرمین طیّبین، مصر، شام، ترکی اور دُنیا بھر کے علماء نے اس کے عقائد کا رد کیا۔ ہم قارئین کی دلچسپی اور عامۃ المسلمین کے استفادہ کے لئے اِس وقت محض تاریخی نقطۂ نگاہ سے چند اقتباسات یہاں نقل کر رہے ہیں جو دورِ حاضر میں ترکی کے عظیم مؤرخ اور مشہور سکالر جناب حُسین حلمی الیسیق ابنِ سعید استنبولی (ریٹائرڈ ٹیچر کرنل) کی انگریزی کتب

"ENDLESS BLISS" (مطبوعہ ۱۹۷۸ء) "THE RELIGION REFORMERS IN ISLAM"

(جلد دوم مطبوعہ ۱۹۷۵ء) اور "ADVICE FOR THE WAHHABI" (مطبوعہ استنبول، ترکی، ۱۹۷۶ء) سے اخذ کئے گئے ہیں۔

"Another religion reformer who did much harm to Islam was Muhammad ibn 'Abd al-Wahhab. His followers are called the Wahhabis. Wahhabis are the bid'at owners who appeared in the deserts of Nejd and who then spread in Arabia. They are very stony-hearted and their hands are coloured with Moslem blood.

.

The first war between the Makkans and the Wahhabis was made in 1205 A.H.(1791 A.C.)......,they captured the city of

(باقی برصفحہ آئندہ)

مشائخ میں نہیں ہے نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوّف میں۔"

(المہنّد علی المفنّد، ص ۲۲)

۱۱۔"وہابی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے اور حرمین شریفین طیّبین میں بدرجۂ مجبوری بہ کراہت کرنا پڑتی ہے جب کہ پاکستان میں اس کی ضرورت نہیں۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ کہیں اہل سنّت و جماعت کے لوگ ہم دیوبندیوں کو بھی وہابی نہ کہنے لگیں جب کہ در حقیقت ہم وہابی نہیں ہیں۔"

ابُوالحسنات محمد ولی اللہ فروانی جدونی"

فتویٰ: دارُالافتاء دارُالعلوم، کراچی

(بحوالہ ہفت روزہ "الفتح" کراچی ۲۸ مئی۔۴ جون ۱۹۷۶ء، ص ۲۱)

(حاشیہ بقیہ "صفحہ گذشتہ)

Taif in 1217. They put all the Moslems to the sword, no matter whether they were women or children. In 1218, they besieged the blessed city of Makkah for three months. The Makkans ate cats, dogs, grass and leaves...... The Wahhabis did not let the Ehl-i-sunnet hadjis go into Makkah for seven years.

Founder of Wahhabiism is Muhammad bin Abdulwahhab. He was born in Hureymile town in Nejd in 1111 A.H. (1694 A.C.), and died in 1206 A.H. (1787 A.C.). Formerly, with the idea of travelling and trading, he went to Basra, to Baghdad, to Iran, to India and to Damascus, whereabouts he happened to find Ahmed Ibni Tayamiyye's books that were against the Ehli sunnet, and he read them, and, being intelligent, clever, and strong-tongued, he became famous as (Shaikh-i-Nejdi).

Muhammad ibn 'Abd al-Wahhab explained the Kalimat at-tawhid according to his own point of view and disseminated his opinion that all Moslems had been polytheists.

Muhammad ibn 'Abd al-Wahhab's father, 'Abd al-Wahhab, who was a pious, pure 'alim in Medina, his brother Sulaiman ibn' abd al-Wahhab and his masters had apprehended from his statement s, behaviour and heretical ideas, Sulaiman Muhammad's brother, wrote a great book to refute Wahhabism."

(تفصیلات کے لئے محوّلہ بالا کتب کا مطالعہ فرمائیں)

۱۲۔ "عقائد اس جماعت (وہابیین) کے جب کہ خلاف جمہور اہل سنّت ہیں تو بدعتی ہونا ان کا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور بُرا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہے تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے میں ان کے احتیاط لازم ہے جیسے روافض اور خوارج کے ساتھ احتیاط چاہیے۔" حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، ابوالخیرات سید احمد عفی عنہ، محمود حسن عفا اللہ عنہ، محمد محمود دیوبندی

غلام رسول محمد مظاہر الحق محمد حسن محمد عزیز الرحمٰن"

(محمد عبد العلی مدراسی: فتح المبین[1] مطبوعہ اصح المطابع، لکھنؤ ۱۸۹۶ء، ص ۴۶۶)

---

[1] فتح المبین ۱۳۱۳ھ (موسومہ تنبیہ الوہابیین) کے تاریخی نام سے شائع ہوئی: یہ کتاب نہ صرف مشاہیر اہل سنّت و جماعت بلکہ تھانہ بھون و سہارنپور اور دیوبند کے علماء کی تقاریظ، مواہیر اور دستخطوں سے مزیّن ہے ــــ اور "الموافقات" کے باب میں سند کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب کی افادیّت و اہمیّت کے پیشِ نظر ذیل میں اس کے ایک صفحہ کے ابتدائی حصّہ کی جھلک (بصورتِ عکس) ملاحظہ ہو:۔

۵۲۸

البرکاتی البریلوی اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیرٍ مآلہ وبمثلہ لکل مؤمن ومؤمنۃ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

عبارات مثبتہ مواہیر و دستخط علمای دیوبند و سہارنپور و منگلور

بلسمہ سبحانہ بعد حمد و صلوٰۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات سے دیکھا حق یہ ہے کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہے اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا بہر حال مضمون اسکا رد ہفوات محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے کافی ہے اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی۔

ہم سب مدرسین مدرسۂ دیوبند جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان ہیں اور دستخط کرتے ہیں فقط



۱۳۔ "حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی، کہ جو شخص ابلیسِ لعین کو رسولِ مقبول علیہ السّلام سے اعلم اور اوسع علماً کہے وُہ کافر ہے۔"

(حسین احمد مدنی، مولوی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ دیوبند، ص ۸۸)

۱۴۔ ا۔ "ان اللغۃ العربیۃ حاکمۃ بان معنے خاتم النبیین فی الآیۃ ھو اٰخر النبیین لا غیر۔"

بے شک زبانِ عربی کا اٹل فیصلہ ہے کہ آیت کریمہ کے اندر خاتم النبیین کا معنیٰ صرف آخر الانبیاء ہے، دُوسرا کوئی معنیٰ نہیں۔"

(محمد شفیع، مولانا (سابق مفتی مدرسۃ دیوبند): ہدایۃ المہدیین، ص ۲۱)

ب۔ "اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ و یقتل ان عصر۔ اُمّتِ محمّدیہ کا خاتم النّبیین کے اِس معنیٰ پر اجماع و اتفاق ہے۔ لہٰذا خاتم النّبیین کا دُوسرا معنیٰ گھڑنے والا کافر ہے اور اصرار کرے تو قتل کیا جائے۔" (ایضاً: ص ۳۵)

۱۵۔ "حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادتِ شریفہ کا، آپؐ کے جُوتوں کے غبار اور آپؐ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعتِ سیئہ یا حرام کہے۔ وُہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ذرا بھی علاقہ ہے اُن کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکرِ ولادت شریف ہو یا آپؐ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو ——————

ہم اور ہمارے اکابر حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پاپوش مبارک کی بھی اہانت کو موجبِ کفر سمجھتے ہیں۔" (المہنّد علی المفنّد، ص ۳۶، ۳۷، ۴۱)

۱۶۔ "ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دُعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسّل جائز ہے، اُن کی حیات میں ہو یا بعد وفات، بایں طور کہے "یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دُعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں"

یا اِسی جیسے اَور کلمات کہے۔" (ایضاً: ص ۱۴، ۱۵)

۱۷۔"ہمارے نزدیک، ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اَور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اَور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اَور تمام انبیاء علیہم السّلام اَور شہداء کے ساتھ۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔" (ایضاً: ص ۱۶)

۱۸۔"قبر کی وُہ مٹی جس نے جسدِ اطہر کے ساتھ مَس کیا اَور جسمِ مبارک سے لگ گئی اِس کا مرتبہ علمائے دیوبند کے نزدیک عرشِ اعظم سے بھی زیادہ ہے۔ کیوں کہ عرش محض اللہ تعالیٰ کی تجلّیات اَور اس کے انوار کا مسکن ہے۔ قبر اَور اس کی اندرُونی خاک تا قیامت آپ کا مکان اَور پُر انوار بابرکت مدفن ہے۔" (محمد یعقوب مظاہری، حافظ: صدائے حق مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، ملتان ۱۹۷۹ء، ص ۱۵۸، ۱۵۹)

۱۹۔ دعا کے وقت قبر شریف کی طرف توجہ اَور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دینا

"جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبرِ مطہرہ کی طرف منہ کر کے اِس طرح کہو آپ پر سلام نازل ہو اَے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اَور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات نازل ہوں۔"

(المہنّد علی المفنّد، ص ۱۷)

۲۰۔ حاضر و ناظر۔"رسُول اللہ صلعم کو اپنی اُمّت کے ساتھ وُہ قُرب حاصل ہے کہ اُن کی جانوں کو بھی اُن کے ساتھ حاصل نہیں۔"

(محمد قاسم نانوتوی، مولانا: تحذیر الناس مطبوعہ دیوبند ص ۱۷)

۲۱۔ علمِ غیب۔ (ا)"...... بیانِ بالا سے یہ ثابت ہوگیا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو جو علمِ غیب حاصل ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔"

(محمد مرتضیٰ حسن، مولانا: توضیح البیان فی حفظ الایمان مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۱۵)

ب۔"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو علمِ غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔" (ایضاً: ص ۵)

ج۔ نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان میں لکھتے ہیں :۔

"پس اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو بذریعہ وحی احکامِ شرعیہ، امورِ دین، علمِ غیب، پوشیدہ چیزیں، احوالِ منافقین، ان کا مکر و فریب اور دلوں کی باتوں پر مطلع فرمایا اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو دُنیا کا علم بھی عطا فرمایا اور دین کا بھی :"

"عَلَّمَهُ الْبَيَانَ" کی تفسیر میں نواب صاحب نے تصریح کی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے حضور کو ماکان ومایکون" کا علم عطا فرمایا اور "خلق الانسان" کے تحت لکھتے ہیں کہ "اَلْمُرَادُ بالانسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ علمه بیان ماکان ومایکون لانه صلی اللہ علیہ وسلم ینبئ عن خبر الاوّلین والآخرین وعن یوم الدِّین" یعنی خلق الانسان میں انسان سے مُراد حضور ہیں اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "ماکان ومایکون" کے علوم سے سرفراز فرمایا۔ کیونکہ حضور نے اوّلین و آخرین اور قیامت کی خبر دی :"

۲۲۔ "اُس (حق تعالیٰ) کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم بھی کرے وہ کافر، مُلحد زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں :" (المھنّد علی المفنّد، ص ۴۴)

۲۳۔ مولانا اشرف علی تھانوی، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں عرض پرداز ہیں :۔

تَرَحَّمْ يَا ابْنَ اٰمِنَةَ تَرَحَّمْ فَفِيْ حُوْبِيْ رِضَاعِيْ وَالْفِطَامُ

(ترجمہ) رحم کیجیے اے آمنہ کے لال رحم کیجیے! مَیں نے اپنی ساری عمر گناہوں میں بسر کی ہے

(مناجات مقبول قربات عند اللہ وصلوٰۃ الرسول مطبوعہ دہلی، ص ۲۳۳)

۲۴۔ رحم کی درخواست کے ساتھ شفاعت کے بھی طلب گار ہیں :۔

بِكَ اسْتَشْفَعْتُ فِيْ قُلِّيْ وَكُثْرِيْ بِكَ اسْتَشْفَيْتُ اِذْ عَرَضَ السِّقَامُ

(ترجمہ) مَیں چھوٹے بڑے سب کاموں میں آپ ہی کی شفاعت کا طلب گار ہوں اور بیماری

کی حالت میں بھی آپ ہی سے شفا کا خواستگار ہوں۔" (ایضاً: ص ۲۳۳)

۲۵۔ وسیلہ۔(ا) مولوی وحید الزمان اپنی کتاب ہدیۃ المھدی صفحہ ۴۷ تا ۵۰ حضور کے وسیلہ جمیلہ کا تذکرہ بڑے شرح و بسط کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو وسیلہ بنانا اور ٹھہرانا درست ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے وصال کے بعد ایک حاجت مند کو یہ دعا سکھلائی۔ "اللّٰھم انّی اسئلك واتوجه الیك بنبیّنا محمّدٍ نبی رحمة۔" (بحوالہ امام بیہقی) دعا کے طریقوں میں یہ بہتر ہے کہ انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء کرام کو وسیلہ بنایا جائے۔ دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ یوں دعا مانگیں۔ یا محمّد انّی اتوجه بك الیٰ ربّی ..... (بحوالہ ترمذی شریف) اللّٰھم بمحمّدٍ نبیّك وبموسٰی نجیّك .... امام قسطلانی نے اپنی روایت میں تضرّع والتجوہ والتوجہ بالنّبی الیٰ ربّہٖ کے الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلے رو کر، گڑگڑا کر اور ان کے وسیلے میں ان کے رب سے دعا کی ہے۔ اور آدم علیہ السّلام اور دوسرے لوگوں کے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلے اور مرتبے اور آپ کے طفیل سے دعا کرنے کو آج تک کسی نے بھی ناجائز نہیں کہا۔ اور ہماری جماعت کے امام قاضی شوکانی نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو وسیلہ ٹھہرانا بالکل درست ہے بلکہ دوسرے نبیوں، ولیوں اور عالموں کو وسیلہ ٹھہرانا بھی جائز ہے اسی طرح جو کسی قبر کی زیارت کے لئے آتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرتا ہے۔ "اے میرے اللہ تبارک و تعالیٰ تو میری یہ تکلیف اور مصیبت اس میّت کے وسیلے سے دور کر دے۔" یہ بھی جائز ہے۔

ب۔ مولانا رشید احمد گنگوہی بعد وفات اولیاء کرام کے تصرّفات کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"تصرّفات و کراماتِ اولیاء اللہ بعد ممات بحالِ خود باقی می ماند بلکہ در ولایت بعد موت ترقی می شود۔" (عاشق الٰہی میرٹھی، مولانا: تذکرۃ الرشید جلد دوم مطبوعہ مکتبہ بحر العلوم، کراچی ص ۲۵۲)

۲۶۔ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیّہ کے پیر و مرشد سیّد احمد بریلوی کے خواہرزادہ مولوی سیّد محمد علی صاحب نے بعدِ وفاتِ اولیائے کرام کے الطاف و انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک عجیب و غریب واقعہ "مخزنِ احمدی" جو سیّد احمد بریلوی صاحب کے سفرِ حج (۱۸۲۲ء) تک کے حالات

پر مشتمل ہے، یہں نقل کیا ہے :-

"دریں منزل قریب نصف شب بوادی سرف کہ مزار فائض الانوار ستر معلٰے جناب میمونہ علیہا و علی بعلہا الصلوٰۃ والسلام من اللہ الملک العلام رسیدیم از اتفاقات عجیبہ آں کہ آں روز ہیچ طعام نخوردہ بودم چوں از خواب آں وقت بیدار شدم از غایت گرسنگی طاقتم طاق و بدر رویم در محاق بود بطلب نان پیشِ ہر کس دویدم و بہ مطلب نہ رسیدم بناچار برائے زیارت در حجرہ مقدسہ رفتم و پیشِ تربت شریفہ گدایانہ ندا کردہ گفتم کہ ای جدّہ امجدہ من مہمانِ شما ہستم چیزی خوردنی عنایت فرما مرا محروم از الطافِ کریمانہ خود منما آنگاہ سلام کردم و فاتحہ و اخلاص خواندہ ثوابش بروحِ پُرفتوحش فرستادم آنگاہ نشستہ سر بر قبرش نہادہ بودم از رزاقِ مطلق و دانائے برحق دو خوشہ انگور تازہ بدستم افتادہ طرفہ تر آں کہ آں ایام سرما بود و ہیچ جا انگورِ تازہ میسر نبود بحیرت افتادم و یکے از آں ہر دو خوشہ ہموں جا نشستہ تناول نمودہ از حجرہ بیرون شدم و یک یک دانہ بہر یک تقسیم کردم و گفتم ؎

یافت مریم گر بہنگام شتا | میوہ ہائے جنّت از فضلِ خدا
اِیں کرامت در حیاتش بود و بس | بعد فوتش نقل ننمود است کس
بعدِ فوتِ زوجِ ختم المرسلین | رفتہ چندیں قرن ہا ای دور بین
بنگر از وی اِیں کرامت یافتم | مائدہ صد گونہ نعمت یافتم

(محمد علی، سیّد: مخزنِ احمدی مطبوعہ آگرہ، ص ۹۹)

(ترجمہ) ہم قریب نصف شب وادی سرف میں کہ جہاں حضرت اُم المؤمنین جناب میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار فائض الانوار ہے، پہنچے۔ عجیب اِتفاق کی بات یہ ہے اُس روز میں نے کچھ کھانا نہ کھایا تھا۔ جب سو کر اُٹھا تو بھوک سے نڈھال تھا۔ کئی آدمیوں کے پاس روٹی مانگنے کے لئے پہنچا مگر کامیاب نہ ہوا ناچار حجرۂ مقدسہ ام المؤمنین کی زیارت کے لئے گیا اور آپ کی تُربتِ شریفہ کے سامنے گدایانہ

صدا دی۔ اور عرض کی:۔ "اے جدّہ ماجدہ! میں جناب کا مہمان ہوں، کوئی چیز عنایت فرمائیں اور اپنے الطافِ کریمانہ سے محروم نہ کریں۔" اُس وقت میں نے سلام پیش کیا اور فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھ کر ان کا ثواب اُن کی رُوحِ پُرفتوح کو بھیجا۔ جناب اُمّ المومنین کی قبرِ مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے اپنا سر قبرِ مبارک پر رکھا ہوا تھا کہ رزّاقِ مطلق و دانائے برحق کی جانب سے تازہ انگوروں کے دو خوشے میرے ہاتھوں پر آگرے۔ طرفہ تماشا یہ ہے، یہ موسمِ سرما تھا اور کسی جگہ بھی تازہ انگور میسر نہیں آتا تھا۔ میں حیرت میں پڑ گیا۔ ان دو خوشوں میں سے ایک میں نے خود کھایا اور حجرۂ مبارکہ سے باہر آنے کے بعد ایک ایک دانہ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔" ____ اور اُنہوں نے اپنے جذبات کا اظہار درج بالا اشعار میں بہت پُرلطف انداز میں کیا ہے، جن کے مطالعہ سے صاحبِ ذوق حضرات محظوظ ہوں گے اور یہ اشعار ترجمانی کے محتاج نہیں۔ لہٰذا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۲۷۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے مولوی حسین احمد مدنی کا براہِ راست مکالمہ

"مشہور عالم اور بزرگ مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی مرحوم نے بیان فرمایا کہ ایک بار زیارتِ بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربارِ رسالت میں حاضری ہوئی تو مدینہ طیّبہ کے دورانِ قیام، مشائخِ وقت سے یہ تذکرہ سُنا کہ امسال روضۂ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا ہے۔ ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا تو دربارِ رسالت سے "وعلیکم السلام یا ولدی" کے پیارے الفاظ سے اُس کو جواب مِلا۔ اِس واقعہ کو سُن کر قلب پر ایک خاص اثر ہوا۔ مزید خوشی کا سبب یہ بھی تھا کہ یہ سعادت ہندی نوجوان کو نصیب ہوئی ہے۔ دِل تڑپ اُٹھا اور اس ہندی نوجوان کی جستجو شروع کی تاکہ اُس محبوبِ بارگاہِ رسالت کی زیارت سے مشرّف ہو سکوں اور خود اس واقعہ کی بھی تصدیق کر لوں۔ تحقیق کے بعد پتا چلا کہ وُہ ہندی نوجوان سیّد حبیب اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فرزندِ ارجمند ہے ____ گھر پہنچا ملاقات کی، تنہائی پا کر اپنی طلب و جستجو کا راز بتایا۔ ابتداءً خاموشی اختیار کی۔ لیکن اصرار کے بعد

کہا کہ "بے شک جو آپ نے سُنا وُہ صحیح ہے۔" یہ نوجوان تھے مولانا حسین احمد مدنی۔"

(الجمعیۃ "شیخ الاسلام" نمبر، ص ۴۹۔ بحوالہ محمد عبداللہ، مولوی: بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیوبند مطبوعہ مکتبۂ مدنیہ، گوجرانوالہ ۱۹۶۹ء، ص ۳۲، ۳۳)

۲۸۔ موافقات کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالوں کا تذکرہ غیر متعلق نہ ہوگا ___

ا۔ اہل حدیث کے مشہور عالم، مولانا عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی (۱۹۰۱ء۔ ۱۹۵۹ء) (شاگرد مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی) اپنی تالیف ___ "کراماتِ اہل حدیث" میں کرامات قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کے تحت رقم طراز ہیں کہ "صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے، کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہِ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لیئے قاضی جی (قاضی محمد سلیمان منصور پوری مؤلف "رحمۃ للعالمین") کو اپنے ساتھ لے لیا، حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیئے بیٹھے، تو قاضی جی نے دل میں کہا، کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو، ان سے الگ ہو جانا چاہیئے۔ ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اُٹھے ہی تھے، کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا، اور فرمایا، کہ سلیمان بیٹھے رہو، ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے، صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا، اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں، بلکہ بیداری کا ہے۔"

(کراماتِ اہل حدیث، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، سیالکوٹ، ص ۱۹)

ب۔ "مولوی حسین احمد تاجر کتب پٹیالہ کا بیان ہے کہ مجھے دردِ کمر کی شدید شکایت رہتی تھی، اور اسی وجہ سے میں نماز باجماعت ادا کرنے سے معذور تھا، کیونکہ اکثر اہل حدیث صبح کی نمازیں لمبی قرأت کرتے ہیں، اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا، ایک دن میں قاضی صاحب (قاضی محمد سلیمان منصور پوری) کی مسجد میں نمازِ صبح کے لیئے چلا گیا، قاضی صاحب سورۂ آلِ عمران پڑھ رہے تھے، دو رکوع پڑھے ہوں گے، کہ مجھے درد شروع ہو گیا، اور میں نے ارادہ کیا، کہ اب نماز چھوڑ دوں، معاً قاضی جی نے اللہ اکبر کہا، اور رکوع چلے گئے،

پھر دُوسری رکعت میں بھی مختصر قیام کیا، اَور سلام پھیر دیا، لوگ حیران ہُوئے، کہ آج اتنی مختصر قرأت کیوں کی، کسی نے پوچھا، تو آپ نے فرمایا، کہ بھئی حضور کا حکم ہے، مقتدیوں کا لحاظ رکھا جائے، مولوی حسین احمد کہتے ہیں، کہ تین چار یوم کے بعد پھر ایک دفعہ میں نماز میں شامل ہوا، تو ایسا ہی اتفاق ہوا، جب مجھے درد شروع ہوا، اَور مَیں جی میں یہ سوچنے لگا، کہ نماز چھوڑ دوں یا نہ؟ تو قاضی جی نے قرأت ختم کر دی، اَور اختصار سے کام لے لیا قریباً قریباً آٹھ مرتبہ مَیں نے آزمایا، حالانکہ مَیں جماعت کے ساتھ بعد میں شریک ہوتا تھا، اَور قاضی جی کو میری آمد کا کوئی علم نہ ہوتا تھا، اس سے مَیں نے یقین کر لیا کہ آپ صاحبِ کشف ہیں:" (ایضاً: ص ۲۰، ۲۱)

۲۹۔ علماء دیوبند میں مولوی حسین علی سکنہ واں بھچراں (۱۸۶۶ء۔ ۱۹۴۳ء) اَور مولوی غلام اللہ خان (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۸۰ء) انکارِ علمِ غیب میں زیادہ شدید ہیں حتّٰی کہ عطاء الٰہی سے بھی علمِ غیب کو جائز نہیں سمجھتے[۱] حضور پُر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلّم کے علم و کمالات اَور تصرّفات کا اندازہ عقل محض کے ذریعے از قبیلِ ناممکنات ہے، ہم نے گذشتہ صفحات میں اِس باب میں بہت کچھ لکھ دیا ہے تاہم مولوی حسین علی جیسے متشدّد شخص سے اُن کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب دامانی نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ) کا مکالمہ خالی از افادیت نہ ہوگا لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے ماخذ مجموعۂ فوائدِ عثمانی کے مصحّح و محشّی بھی مولوی حسین علی صاحب ہی ہیں، اَور اس مجموعہ کو ناظرین اَور بعد میں آنے والے قارئین کے لیے فیوض، برکات اَور منفعت کا باعث بننے

---

[۱] مولوی غلام خان اپنی کتاب "جواہر التوحید" مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی ۱۳۹۹ھ کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ "اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں، نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر" اِن ہی خیالات کا اظہار مولوی صاحب موصوف کے اُستاذ مولوی حسین علی نے اپنی تفسیر "بلغۃ الحیران فی ربطِ آیات الفرقان" (مطبوعہ حمایتِ اسلام پریس، لاہور) میں جا بجا کیا ہے۔ ناشر

کی ابتدا میں الفاظ امّا بعد فیقول الفقیر الحقیر المدعو بحسین علی انی طالعت ھذا الکتاب من اولہ الی اخرہ بامر سیّدی ومولائی ومرشدی حضرت سیّدی محمد سراج الدین لازال فیوضاتہ علینا فائضۃ نفعنا اللہ تعالیٰ بھذا الکتاب والناظرین الاخرین آمین یارب العالمین) دُعا مانگتے ہیں۔

کرامت ومکاشفہ۔ روزی حاجی میاں عبدالکریم صاحب قوم اتراہ ساکن گڑہ نورنگ از جناب مولوی حسین علی صاحب پرسید کہ اولیاء علمِ غیب می دانند یا نہ۔ جناب مولوی صاحب موصوف در جواب گفتند کہ علمِ غیب خاصہ خدائے تعالیٰ جلّ شانہٗ است مگر چیزے حق تعالیٰ در دلِ ولی خود القا کند۔ پس می داند او را بطریق الہام یا کشف پس میاں حاجی عبدالکریم صاحب گفت کہ آیا اسپ ہائے اولیاء ہم غیب مے دانند۔ جناب مولوی صاحب ممدوح گفتند چرا۔ میاں حاجی عبدالکریم صاحب بیان کردند کہ یک اسپ حضرت قبلہ نزدِ من بود۔ در سبززار باجرا من مے چرد در دل خیال کردم کہ ہر روز ایں اسپ را اگر ایں چنیں در کشتِ باجرا رہا می کنم اکثر خوشہ ہا خواہد خورد و باجرا در وقتِ درد ہیچ بدست نمی آید۔ پس بہ مجرد گذشتن ایں خیال در دل ہماں وقت دیدم کہ اسپ رُوئے از خوشہ ہا گردانید و گیاہ خوردن شروع کرد۔ بعد از گذشتن چندیں وقت فہمیدم کہ ایں امر بسبب خطرۂ من واقع شد۔ پس نزدِ اسپ رفتہ در پائے او افتادم و گفتم کہ ایں مالِ حضرت است۔ بلالحاظ بخور۔ فی الفور خوردن خوشہ ہا شروع کرد۔ پس ایں چہ حکمت است۔ جناب مولوی صاحب ممدوح فرمودند کہ اللہ تعالیٰ متولّی اولیاء خود است۔ چوں آں خیال در دل گذاشتی اللہ تعالیٰ جل شانہ اسپ را از خوشہ ہا بند ساخت۔ و چوں از آں خیال تائب گشتی باز اللہ تعالیٰ اسپ را رہا کرد و ایں ہم عنایتے خداوندی بود بر تو کہ ایں امر او وسیلہ پختگی اِعتقادِ تو ساخت۔ پس جناب مولوی حسین علی صاحب بعد دادن ایں جواب در ہمیں خیال بودند کہ آیا علمے کہ اولیاء را مے شود چگونہ مے باشد کہ آیا بعضے چیزہا می دانند یا اکثر بعد توجہ و خیال یا چگونہ می باشد در ہمیں خیال بودند کہ از آں جا برخاستہ

در تسبیح خانہ شریف رفتند ودرآں جا حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہٗ با مردمان افغانان بزبانِ پشتو در کسے امر کلام می کردند۔ پس جناب مولوی صاحب ممدوح درپشت آن مردمان نشستند حضرت قبلہ بمجرد نشستن مولوی صاحب متوجہ بہ اوشان شدہ بہ زبانِ فارسی فرمودند کہ مولوی صاحب اولیاء ہمہ مے دانند ولاکن مامور بہ اظہار نیستند۔ پس فقط ہمیں لفظ گفتہ باز بدستورِ سابق کلامے بہ افغاناں شروع کردند۔''

(محمد اکبر علی شاہ، سیّد: مجموعۂ فوائدِ عثمانی۔ مطبوعہ استقلال پریس، لاہور ۱۳۸۳ھ اشاعتِ دوم، ص ۹۷، ۹۸)

ترجمہ۔ ایک روز حاجی میاں عبدالکریم صاحب قوم اترا، ساکن گرہ لونہ نگ نے جناب مولوی حسین علی صاحب سے پوچھا کہ اولیاء علمِ غیب جانتے ہیں یا نہیں؟ جناب مولوی صاحب نے اُن کے جواب میں کہا کہ ''علمِ غیب خاصۂ خدا تعالیٰ جلّ شانہٗ ہے۔ مگر ایک چیز ہے کہ حق تعالیٰ ولی کے دِل پر خود القاء فرماتا ہے پس اُس کو الہام وکشف کے طریقے سے معلوم ہوجاتا ہے۔'' پھر میاں عبدالکریم صاحب نے کہا کہ آیا اولیاء اللہ کے گھوڑے بھی غیب جانتے ہیں؟'' جناب مولوی حسین علی صاحب نے فرمایا کیسے! میاں حاجی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی) کا ایک گھوڑا میرے پاس تھا جو ہرے بھرے کھیتوں میں باجرہ چرتا تھا، میرے دِل میں خیال آیا کہ اگر اسی طرح ہر روز یہ گھوڑا کھیت سے باجرہ کھاتا رہا تو اکثر فصل کھا جائے گا اور کٹائی کے وقت میرے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔ پس یہ خیال میرے دل میں آیا تو مَیں نے دیکھا کہ گھوڑے نے باجرے کی بالیں کھانی ترک کردیں اور گھاس کھانا شروع کردی۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد مَیں سمجھ گیا کہ جو خدشہ میرے دل میں گذرا تھا اس سبب سے گھوڑے نے باجرہ کھانا ترک کردیا ہے۔ پس مَیں گھوڑے کے پاس گیا اور اس کے پاؤں میں گر گیا اور کہا کہ یہ مال حضرت صاحب (پیرومرشد) کا ہی ہے، بلا تکلّف کھاؤ کہنے کی دیر تھی کہ اُس نے فوراً باجرے کی بالیں کھانا شروع کردیں۔ پس اِس میں کیا حکمت ہے؟'' تو مولوی حسین علی صاحب نے جواباً کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا نگہبان ہے، جب تمہارے دل میں مذکورہ خیال گذرا تو اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے

گھوڑے کو خوشے کھانے سے روک دیا اور جونہی تم اپنے خیال سے تائب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو آزاد کر دیا۔ اور یہ خداوند کریم کی خاص عنایت تھی کہ اِس امر سے تیرا عقیدہ وسیلہ کے بارے میں راسخ ہو گیا۔ مولوی حسین علی صاحب کے اس جواب دینے کے بعد یہ خیال ہر وقت ان کے دل میں رہنے لگا کہ اولیاء کو چیزوں کا علم کیسے ہوتا ہے، آیا بعض چیزوں کا یا اکثر کا غور و فکر کے بعد ہوتا ہے۔ اسی خیال میں تھے کہ اُس جگہ سے اُٹھے اور تسبیح خانہ (ذکر واذکار والے کمرہ) میں چلے گئے اور اُس جگہ حضرت قبلہ میرا دل اور رُوح اُن پر قربان ہو، افغان لوگوں کے ساتھ پشتو زبان میں کسی چیز کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ پس مولوی صاحب ممدوح اُن آدمیوں کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ صرف مولوی صاحب کے بیٹھتے ہی اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور فارسی زبان میں فرمایا کہ "مولوی صاحب! اولیاءٔ سب کچھ جانتے ہیں لیکن اُس کے ظاہر کرنے پر مامور نہیں ہیں"۔ پس یہ الفاظ فرمانے کے بعد افغانیوں سے پھر بدستور سابق گفتگو شروع کر دی۔

احوالِ کشف۔ یک روز بوقتِ عشاء جناب مولوی حسین علی صاحب بخدمت حضرت قبلۂ ماقلبی و رُوحی فداہ حاضر بودند ارشاد فرمودند کہ ای مولوی صاحب شما برو در خانۂ خود باز چوں واپس آئی حالات و معاملات کہ بر شما گذشتہ باشند از من بپرس۔ ہمارا یک یک مفصل بتو خواہم گفت انشاء اللہ تعالیٰ در یک امر ہم خطا نخواہی یافت۔

(ایضاً: ص ۹۹)

ترجمہ۔ ایک روز عشاء کے وقت جناب مولوی حسین علی صاحب، حضرت قبلہ گاہی (قلبی و رُوحی فداہ) کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ "اے مولوی صاحب، تم اپنے گھر جاؤ۔ پھر جب ہمارے پاس واپس آؤ تو تمام حالات و معاملات جو تمہارے اُوپر گذر چکے ہوں، مجھ سے پُوچھو، ایک ایک کر کے تمام واقعات تمہیں انشاء اللہ تعالیٰ بالتفصیل بتا دیں گے اور کسی ایک معاملہ میں بھی کوئی غلطی یا سقم نہ پاؤ گے"۔

۳۳۔ قارئین کرام، موافقات پر علماء اہلِ حدیث اور خصوصاً علماء دیوبند کی معتبر و مستند کتب کے اقتباسات

پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے۔ اِس لئے اِس سلسلہ کو اَب ہم مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے کے دو ایک ملفوظات پر ختم کرتے ہیں جو اُن کی مشہوُر اَور نادر تالیف "الافاضات الیومیہ" سے ماخوذ ہیں:۔

(۱) "پھر آثارِ عشق کے سلسلہ میں ایک قصّہ بیان فرمایا کہ حضرت سیّد احمد رفاعی معاصر ہیں حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بڑے اَولیاء کبار سے گذرے ہیں۔ ایک مرتبہ روضۂ مبارک پر حاضر ہوُئے اَور عرض کیا السّلام علیکم یا جدّی۔ جواب مسموع ہوّا وعلیک السّلام یا ولدی۔ اس پر ان کو وجد ہو گیا۔ اَور بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے:۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

تقبل الارض عنی وھی نائبتی

فھذہ دولة الاشباح قد حضرت

فامدد یمینك کی تحظی بھا شفتی

(ترجمہ) مَیں حالتِ بُعد میں اپنی رُوح کو (روضہ شریف پر) بھیجا کرتا تھا کہ وُہ میری طرف سے نائب بن کر زمین بوسی کیا کرتی تھی اَور اب جسم کی باری ہے جو خود حاضر ہے سو اپنا ہاتھ بڑھا دیجئے تاکہ میرا لب اُس سے بہرہ ور ہو جاوے۔ فوراً ہی روضۂ مبارک سے ایک نہایت منوّر ہاتھ جس کے رُوبرُو آفتاب بھی ماند تھا ظاہر ہوّا۔ اُنہوں نے بے ساختہ دوڑ کر اُس کا بوسہ لیا اَور وہیں گر گئے۔ ایک بزرگ جو اس واقعہ میں موجوُد تھے اُن سے کسی نے پُوچھا کہ آپ کو اُس وقت کچھ رشک ہوّا تھا۔ فرمایا کہ ہم تو کیا چیز تھے اُس وقت ملائکہ کو رشک تھا۔ جب حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ لوگ مجھ کو نظرِ قبول وجاہ سے دیکھ رہے ہیں دروازہ پر جا لیٹے اَور حاضرین سے کہا کہ سب آدمی میرے اُوپر سے جائیں۔ یہ علاج تھا۔ سیُوطی نے یہ حکایت لکھّی ہے اُس وقت نوّے ہزار کا مجمع تھا لوگوں کا۔" (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، حصّہ دوم مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھوَن، ص ۴۳)

(ب) ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا آپ تو اِسی پر تعجّب کر رہے ہیں میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے خود اِس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سُنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے۔ اَور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اَور بہت ممکن تھا کہ مَیں سُن کر ردّ کر دیتا۔ وُہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر[۱] نے آکر سوال کیا۔ مَنْ رَّبُّكَ مَا دِيْنُكَ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ۔ وُہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھکو کچھ خبر نہیں مَیں تو حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہُوں اَور فی الحقیقۃ یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ مَیں اُن کا ہم عقیدہ ہُوں۔ جو اُن کا خُدا وُہ میرا خُدا جو اُن کا دین وُہ میرا دین۔ اِسی پر اُس دھوبی کی نجات ہو گئی۔ باقی اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس کا ایمان بھی اجمالی ہی تھا محض تعبیر اجمالی تھی۔" (ایضاً: ص ۲۹)

۳۱۔ مزاروں پر فیض ہونا۔ (ا) "فرمایا حضرتِ والا نے اپنے سلسلے کے بزرگوں کے مزار پر بڑا فیض ہوتا ہے اَور وُہ فیض تقویّتِ نسبت ہے۔" (حسن العزیز، ملفوظاتِ اشرفیہ، جلد چہارم، مطبوعہ مکتبہ تالیفاتِ اشرفیہ، تھانہ بھون ۱۹۶۵ء، اشاعت دوم، صفحہ ۱۰۷)

(ب) "ریل میں ذکر ہوا کہ مولانا محمد قاسم صاحب کا مزار دیوبند میں ہے۔ خواجہ (عزیز الحسن مجذوب) صاحب (متوفّٰی ۱۹۴۴ء) نے فرمایا بڑی برکت کی جگہ ہو گی۔ فرمایا ہاں۔" (ایضاً: ص ۳۳۴)

---

[۱] مفتی محمد حسن (۱۸۸۰ء ـ ۱۹۶۱ء)، جو مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مجاز ہیں، کے سوانح نگار نے کتاب "احسن السوانح" جو جامعہ اشرفیہ، لاہور نے شائع کی ہے، کے صفحہ ۲۵۸ پر مفتی صاحب مرحوم سے منکر نکیر کا عجیب و غریب سوال و جواب اِس طرح لکھّا ہے کہ قبر میں حساب لینے کے موقع پر فرشتوں نے پُوچھا کہ تم تھانہ بھون (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں) جاتے ہو یا نہیں۔ جب کہا گیا کہ جاتے ہیں۔ تو اِس پر اُن کی مغفرت ہو گئی۔"

۲۴۔ بعض عبارتوں میں عبدالنبی، غلام محی الدین، غلام معین الدین، امام بخش، نبی بخش، مدار بخش، علی بخش، حسین بخش، سالار بخش، پیر بخش (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹، ۲۳، اور بہشتی زیور صفحہ ۳۲) نام رکھنا شرک کہا گیا ہے، اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۷) میں ایسے ناموں کو تبدیل کرنے کے لئے کہا ہے ____ اور ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی فروری ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں صفحہ ۷، ایک مشرکانہ نام رکھنا کے عنوان سے غلام رسول، عبدالرسول، غلام محمد، کنیز فاطمہ، غلام علی (وغیرہ) ایسے نام رکھنے کو قطعاً ممنوع قرار دیا ہے ____ اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے ____ کہ ہمارے بعض لیڈر اور بعض علمائے کرام ایسے ہی ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔" اور تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۶۴، ۶۶ میں قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی، رفاعی کہلوانے کو بدعاتِ کفریہ بتایا گیا ہے۔ اب یہ بھی لکھ کر شائع کیا جارہا ہے کہ ہمیں ندا، یارسول اللہ سے چڑ ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۴ء صفحہ ۲۷)، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آخرت میں کس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا ____ "اور آپ کسی کے سود اور زیان کے مالک نہیں ہیں اور نہ قیامت دنوں گے۔" تو آنکھ کا نور اور دل کا سرور بتایا جارہا ہے (دل کا سرور صفحہ ۸) ____ مگر ____

"میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ" (بلغۃ الحیران صفحہ ۲) "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے... کہ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ"۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۳۴) "اور جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے لئے جنت کے مالک نہیں تو کسی اور کے لئے کیسے مالک ہوسکتے ہیں؟" (ابو الزاہد، محمد سرفراز خاں صفدر، دیوبندی: دل کا سرور مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، اشاعت ہشتم، صفحہ ۱۷۹)

____ لیکن "فتاویٰ نذیریہ" جلد اول کے صفحہ ۱۲ پر یہ بھی کہا گیا ہے ____ "کہ قیامت یعنی حشر کے روز سب لوگ واسطے طلب شفاعت کے آدم و نوح و موسیٰ و عیسیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جاویں گے، وہ سب اپنا اپنا قصور (حال) بیان کریں گے، شفاعت نہیں کریں گے، حضرت عیسیٰ فرماویں گے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، حضرت کے پاس آویں گے، پہلے دروازہ شفاعت کا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھولیں گے، بعدہٗ سب شفاعت کریں گے حضرت کے آگے (باقی برصفحہ آئندہ)

شمائمِ امدادیہ صفحہ ۱۷، اور امداد المشتاق صفحہ ۹۳ پر لکھا گیا ہے کہ "عباد اللہ کو عبادِ رسول (ص) کہہ سکتے ہیں۔" مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے دادا کا نام قاضی پیر بخش تھا (بحوالہ تذکرۃ الرشید، جلد اوّل، صفحہ ۱۳) ایک دیوبندی مولوی کا نام جو رشید احمد گنگوہی سے ملنے آتا تھا، سالار بخش تھا (قصص الاکابر، صفحہ ۱۲۶)، مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی کے اساتذہ میں ایک کا نام مولانا غلام رسول اور دوسرے کا نام عبد العلی تھا۔ (بیس بڑے مسلمان صفحہ ۴۱۸) علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کے اُستاد کا نام بھی غلام رسول تھا (بیس بڑے مسلمان، صفحہ ۵۴۶)، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے پردادا کا اسمِ گرامی محمد بخش، اور علامہ محمد انور شاہ کشمیری کے اُستادِ گرامی کا نام مولانا غلام محمد تھا (بیس بڑے مسلمان صفحہ ۱۱۴ و ۳۷۰)، مولانا عبید اللہ صاحب سندھی کے داماد کا نام غلام محمد، اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ماموں کا نام پیر امداد علی تھا۔ (بیس بڑے مسلمان، صفحہ ۲۴۶، ۳۰۹) شیخ الہند مولانا محمود حسن کے ایک معتمد ساتھی کا نام غلام محمد تھا۔ (بحوالہ بیس بڑے مسلمان، صفحہ ۲۴۶) مولانا احمد علی لاہوری جو دیوبندیوں کے "شیخ التفسیر ہیں" کہتے ہیں کہ میں ——— قادری بھی ہوں"۔ (بحوالہ ملفوظاتِ طیبات، صفحہ ۱۱۱، ۱۵۰) اور سید احمد بریلوی کے مریدِ صادق مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ "حضرت سید صاحب کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو گئی"۔ (صراطِ مستقیم، صفحہ ۱۷۳) نیز "مکتوباتِ شیخ الاسلام" جلد دوم، صفحہ ۱۶۴ میں لکھا ہے کہ "حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز چشتی، صابری، قدوسی، نظامی، نقشبندی، قادری، سہروردی تھے"۔ قبل ازیں یہ بھی لکھا جا چکا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کسی کی دم مارنے کی طاقت نہیں رہے گی،..... اور بعد اس کے بھی جو شخص پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی ——— کا منکر ہو تو بموجب آیت ماذا بعد الحق الا الضلال گمراہ، کافر، خالد مخلد دوزخ کا کندہ بن رہے گا جررہ العاجز محمد نذیر حسین عفی عنہ" ——— پھر فتاویٰ نذیریہ کے ہی صفحہ ۱۱، ۱۲ پر یہ بھی رقم ہے ——— "کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے ہوگی۔ (وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شفاعتی لاھل الکبائر من امتی رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ عن جابر) اس کو ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے"۔

کہ "یا محمدؐ اور یا رسول اللہ ـــ عشق اور محبت سے ایسی ندا ء بلا اختلاف جائز ہے۔" (صدائے حق صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)، علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "(اسمٰعیل دہلوی) قطعی جنتی ہے" (بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۲)، "سید احمد بریلوی کو بتا دیا گیا کہ "جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اگرچہ وہ لکھو کھا ہی کیوں نہ ہوں ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے" (بحوالہ صراطِ مستقیم صفحہ ۳۱۶)، مولانا احمد علی لاہوری (متوفی ۱۹۶۲ء) کو کہا گیا کہ "ہم نے تمہاری مہمانی کے طور پر میانی صاحب (لاہور کے قبرستان) کے تمام (گناہ گار صاحبِ ایمان) اہلِ قبور سے اپنا عذاب اُٹھا لیا ہے" (ملفوظاتِ طیبات صفحہ ۲۱) اور ارواحِ ثلاثہ مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے "میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان[1] کا دیکھا ہے وہ شخص ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔" نیز "تذکرہ حسن" صفحہ ۲۰۶ میں یہاں تک لکھ دیا گیا ہے کہ مفتی محمد حسن[2] "رحمۃ للعالمین" تھے۔ ـــ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کسی نبی کو اس لقب سے یاد نہیں فرمایا ہے" وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (فتاویٰ نذیریہ جلد اول، کتاب الایمان والعقائد صفحہ ۱۰) ـــ لیکن فتاویٰ رشیدیہ میں صفحہ ۹۶ پر بدیں الفاظ ـــ "لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء، اور علماء ربانیین بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں" لکھا ہے

نوٹ :- اہل سنت وجماعت کے اعمال و اشغال ـــ قیام فی المیلاد[3]، صلوٰۃ و سلام[4]، زیارت، فاتحہ، نذر نیاز[5]، ایصالِ ثواب وغیرہ کی بابت مسلمہ عقیدہ ہے کہ ان کی عدم پابندی سے کوئی شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، یہ محبت اور نسبت کی بات ہے۔ اس لئے کسی کو مجبور کرنا مناسب نہیں علیٰ ہذا القیاس دوسرے فرقوں کو بھی چاہیئے کہ وہ شرک و بدعت کی گردان کر کے وحدت و استحکام ملت میں رخنہ اندازی، انتشار اور خلفشار کا موجب نہیں۔

---

[1] محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند [2] مفتی محمد حسن امرت سری (متوفی ۱۹۶۱ء) بانی جامعہ اشرفیہ، لاہور

[3] "مولد شریف تمامی اہلِ حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔" (حاجی امداد اللہ: شمائم امدادیہ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ، اشاعت دوم ۱۳۸۶ھ، ص ۴۷)

ب "ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آں حضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی فداہ) کے اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔" (اشرف علی تھانوی: امداد المشتاق، ص ۸۸)

[4] "جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولانِ الٰہی سے کہتے ہیں "نم کنومۃ العروس" عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا۔" (ایضاً: ص ۸۸، ۸۹)

[5] "طریقِ نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔" (حاجی امداد اللہ: شمائم امدادیہ، ص ۷۰)

قابلِ غور نکتہ

ہم نے ابھی عقائد کے دو رُخ پیش کیے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم ان تمام فرقوں میں منقسم اہلِ اسلام کو قطعی و حتمی فیصلہ کرنے کے لیے کہیں ضروری سمجھتے ہیں کہ ان تمام اختلافات، تنازعات، مباحث اور باہمی آویزشوں کی اصل وجہ کی نشاندہی کی جائے اور وُہ یہ ہے کہ لوگوں نے حاسۂ نبوّت کو وُہ مقام اور مرتبہ نہیں دیا جو "وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" سے ثابت ہوتا تھا۔ ہم نے عقلِ ناقص کے پیمانے سے علم و کمالاتِ نبوّت کو ناپنا شروع کر دیا جو انتہا درجے کی حماقت اور گمراہی تھی۔

ع خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے　　بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے　　خرد بیزار دِل سے، دِل خرد سے

جہاں پر عقل کی حد ختم ہوتی ہے وہاں سے نبوّت کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ اس لیے "اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ" کو حقیقتِ ثابتہ مان کر انسان اپنے عجز کا اعتراف کر لے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"، "كَافَّةً لِّلنَّاسِ"۔ "لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا" اور "سِرَاجًا مُّنِیْرًا"، تسلیم کر لیا جائے تو علم و ادراک کی تمام حدود آپ کے لیے کھل جاتی ہیں، اور زمان و مکان کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بقول حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ نبوّت عالمِ امر کی شئے ہے۔ قربِ الٰہی کا جب یہ مقام حاصل ہو کہ خود خالقِ کائنات اُن کے بارے "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" فرماویں اور اپنے محبوب کو اپنی رضا، قضا اور منشا میں سراپا تسلیم و رضا جان کر "وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی" کا تاج پہنا دیں اور "مقامِ محمود" اُن کی منزل قرار دی جائے تو پھر عقل بے چاری ہوا میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہوئے اپنے تصوّرات میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس لیے سراسر عقل پر انحصار کرنے والے قافلے مسافتِ ہستی میں سرگرداں اور گُم راہ ہو کے رہ جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اجزائے دیمقراطیسی سے آگے طبیعیات کو نہیں پڑھا اور ایٹم کی موجودہ تحقیقات میں لا ادریّت کے سمندر میں غرق ہو کے رہ گئے ہیں، وُہ وحی کی نورانیت کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ رب العالمین نے ہمارے نبی کے نُور کو پیدا کیا اور پھر

اس سے کُل کائنات وجُود میں آئی۔ رحمت اصل ہے اور تمام کائنات اس کی فرع۔ جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہو، اُس کے تصرّفات اور اقلیمِ فرماں روائی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ جہاں موسٰے کلیم اللہ علیہ السّلام جیسے رازدارِ نبی تجلّیاتِ الٰہیہ کا پرتو برداشت نہ کر سکے، جبریلِ امین سدرہ سے ایک اِنچ آگے نہ بڑھ سکے تو "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" کی قوتوں سے فیض یاب ہونے والی ہستی اور "لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ" کی خلوت گاہوں سے سرفراز ہونے والی شخصیّت کے بارے میں عقل بیچاری کیا فیصلے کر سکتی ہے۔ علّامہ اقبالؒ نے اِسی فکری اِحساس کو صفحۂ قرطاس پر لاتے ہُوئے عشقِ رسالت مآب کی سرمستی میں نعرۂ مستانہ بلند کرتے ہُوئے فرمایا تھا ؎

من بندۂ آزادم، عشق است اِمامِ من
عِشق است اِمامِ من، عقل است غُلامِ من

دُنیا کو بالآخر تسلیم کرنا پڑے گا کہ معراجِ انسانیّت کی کلید جہاں کُشائی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے فیض سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو کچھ موجُود ہے اُن ہی کے نور کا ظہور ہے۔ اور جو آگے آنے والا ہے اُس کی تکمیل بھی رحمتِ کائنات کی کرم فرمائیوں سے ہوگی۔ ؎

خلق و تقدیر و ہدایت اِبتدا است
رحمت للعٰلمینی اِنتہا است

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو
آں کہ از خاکش بروید آرزُو

یا ز نُورِ مُصطفٰے اُو را بہا ست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے است

عقل کی حدُود سے آگے ایک اور کائنات ہے جس کا اور چھور نُورِ نبوّت کی روشنی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا۔ دونوں کے درمیان بہت بڑے حجابات ہیں۔ یہ حجابات بھی آنکھ کے نُور کے بجائے دِل کے نور سے اُٹھائے جا سکتے ہیں۔ جب کسی اِنسان کو اللہ رب العالمین دِل بینا عطا کرتا ہے تو وُہ بقولِ مولائے رُوم ع

عقل خُود قُربان کُن بہ پیشِ مُصطفٰے

پر عمل پیرا ہو کر، بے چون وچرا اطاعتِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے اِس طرح پیغمبر کی سُنّت سے "اِجماعِ اُمّت" کا رِشتہ قائم ہو جاتا ہے، جس کی وضاحت درج ذیل ہے :۔

پیغمبر کی سُنّت سے اجماعِ اُمّت کا رِشتہ

عقل اَور ماوَرائے عقل کے مابین جو حجاب حائل تھا وُہ معراج والے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اِس حدیث "اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن" سے دُور ہو گیا لیکن عقل پر ماورائے عقل کے تمام راستے کُھل جانے کے ساتھ یہ شرط عائد رہی کہ تمام راستے ایک دروازے سے ہو کر گزریں گے جس کا نام توحید ہے۔ عِلم جو کچھ جاننا چاہے جان سکتا ہے، فن جو کچھ بنانا چاہے اَور جو کچھ حاصل کرنا چاہے، کر سکتا ہے، لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ جان پہچان میں یہ امر ملحوظ رہے کہ سب جانچ پڑتال کی اصلیت ایک رب کی محتاج ہے۔ اگر عِلم نے یکسانیّت اَور یک جہتی کا اسلُوب ترک کر دیا تو ایسا عِلم متضاد اَور منتشر ہو کر باطل ہو جائے گا، اگر کسی فرد نے اپنی مختلف و متنوّع معلُومات کو ایک توحید پر مرتکز نہ کیا تو اُس کی شخصیّت کے پُرزے پُرزے ہو کر اُس کے اعمال رائیگاں ہو جائیں گے ـــــ جہاں عِلم کے لِئے تمام راستے کھول کر اُن کو توحید کے دروازے سے گزرنا لازمی قرار پایا وہاں اس دروازے کی کلید اقرارِ رسالت خاتم النّبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم قرار پائی۔ اِنسان ضعیف البُنیان کو کائنات کے تمام اسرار و رموز سے دوچار ہونے کی اِجازت اِس شرط پر ملی ہے کہ ظاہر پر غیب کے دریچے کھول دینے والے پیغمبر آخر الزّمان صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کا دامن اس حالت میں ہاتھ سے نہ چھوٹے، اگر اُمّت نے اِس سُنّت کا دامن تھام لیا تو پھر اِس سُنّت کا اجماع سُنّت سلف صالحین کا منصب حاصل کر لے گا اَور اگر فرد کے اِجتہاد نے اِتّباع سلف صالحین، اجماعِ اُمّت اَور سُنّتِ رسُول کی پیروی سے کامیابی حاصل کر لی تو اس انفرادی اِجتہاد کے لئے اہل الرّائے کے اجماع کے مقام سے گزر کر خود اجماعِ اُمّت کا مقام حاصل کر لینے کی راہ بھی کُھلی ہے۔

وُہ دانائے سُبل، ختم الرُّسل، مولائے کُل، جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وُہی اوّل، وُہی آخر
وُہی قرآں، وُہی فرقاں، وُہی یٰسیں، وُہی طٰہٰ

اور عقیدۂ خاتمیت کے صدقے اُمّت کو مقامِ خویش سے یُوں آگاہ کر دیا گیا ہے۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد ۔ بر رسُولِ ما رسالت ختم کرد
رونقِ از محفلِ ایّام را ۔ اُو رُسُل را ختم و ما اقوام را

دعوتِ عمل

ہمارے مضمون کی دُوسری قسط میں عشق و اطاعتِ رسالت مآب کو اتّحاد کے لیئے شرطِ لازم قرار دیا تھا۔ اِس لیئے ضروری سمجھا کہ مقامِ نبوّت کی معرفت کا تھوڑا سا ذکر ضرور کر دیا جائے۔ اب ہماری دردمندانہ و دلِ سوزانہ معرُوضات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں اور اب لوگوں نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اپنے اکابر کی عزّت و ناموس پر کہاں تک ناموسِ رسالت مآب کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ بھی واضح ہو گیا کہ اکثر اکابر علماء نے اپنے نقطۂ نگاہ میں مثبت تبدیلی کر لی ہے جس کی بناء پر انہوں نے عشق و اطاعتِ رسُول کی کشش کو محسُوس کرتے ہوئے اپنی انا کو نظر انداز کر دیا ہے۔ متعلّقین، متوسّلین، متبعین، اور مُریدین کی ذمّہ داری ہے کہ وُہ احسن تبدیلی کو قبول کرتے ہیں یا ضِدّ و انانیّت کے گرداب میں پھنس کر اپنے لیئے "نہیں، نہیں" سارے مُلک و مِلّت کے لیئے تباہیٔ کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ اِس لیئے میرا سوال ہے کہ۔

یا چناں کُن یا چُنیں

مُجھے اُمّید ہے کہ فرقہ پرستی کے بُت کو پاش پاش کرتے ہُوئے قافلہ سالارانِ عشق ایک

نئے عزم اور نئے ولولے کے ساتھ اُٹھیں گے اور ع

"جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مِٹا دو"

کے مصداق تعمیرِ نو کا پروگرام مندرجہ ذیل شش گانہ اصُولِ ثابتہ پر مرتّب کریں گے :-

ا۔ قطعیّتِ فرامین کتاب (توحید)

ب۔ ختمیّتِ احکامِ رسالت (سُنّت)

ج۔ توسّل منہاج خلافت (خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت)

د۔ اِتّباعِ مسلکِ اجماع (وحدتِ اُمّت)

ہ۔ اطاعتِ فتویٰ وفیصلہ (عدلیہ کی بالادستی) اور

و۔ تمسّکِ میثاقِ بیعت (معاہدۂ عمرانی) سے شروع کریں گے، اور مذہبی گروہ بندیوں اور سیاسی جتھہ بندیوں سے بالاتر ہو کر اتحاد بین المسلمین کے لیئے وقف ہو جائیں گے ایک نصب العین کے حصُول کے لیئے جب تک جنُون کی کیفیّت پیدا نہیں ہوگی کامیابی ناممکن ہے۔ اگر آپ لوگ اپنی فرقہ وارانہ وفاداریوں کو اوّلیّت کا درجہ دیں گے یا اِس مہتم بالشّان کام کے لیئے رواداری کی پالیسی اختیار کریں گے تو منزِل کھو دیں گے میں نے اپنے آپ کو بھی اِس اِمتحان گاہ سے جُدا نہیں رکھا، اور پاکستان میں ایک اللہ، ایک رسُول، ایک کتاب اور ایک اُمّت کے نعرہ پر ایک نئی تحریک کی ضرورت کو واضح کیا ہے ـــــــــ یہ نئی تحریک میرے چھ نکاتی فارمولا سے شرُوع ہوگی۔

جو حضرات میرے پروگرام سے متّفق ہیں اُن سے درخواست ہے کہ بحث و مناظرہ کو ترک کر کے موافقات و مطابقات کو سامنے رکھیں اور تحریکِ نظامِ مصطفٰے کے لیئے ۱۹۷۷ء میں جس کو شگاف عمل کا مظاہرہ کیا تھا اُسی کو دوبارہ زندہ کریں۔ کیونکہ ؎

لُطفِ سیرِ دگرِ چشمِ تمنّا لے گی
ایک پلٹا ابھی اور یہ دُنیا لے گی

ماٰخذ و مراجع

کتب

۱۔ ابنِ تیمیہ: الصّارم المسلول علیٰ شاتم الرسول، مطبوعہ حیدر آباد، دکن ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء

۲۔ ابنِ حجر عسقلانی، شہاب الدین: فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد دوم، مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء

۳۔ ابنِ قیّم الجوزی، شمس الدین محمد بن ابی بکر، حافظ: الفوائد، مطبوعہ مصر، ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء

۴۔ " " " " " : جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام، مطبوعہ امرتسر ۱۸۹۸ء

۵۔ ابوالاعلیٰ مودودی: تفہیمات، حصہ اوّل، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء

۶۔ " " " : تفہیم القرآن، جلد ششم، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۲ء

۷۔ " " " : خطبات، مطبوعہ جمال پور (پٹھان کوٹ)، ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء

۸۔ " " " : خلافت و ملوکیت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۶ء

۹۔ " " " : رسائل و مسائل، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء

۱۰۔ احسان الٰہی ظہیر: البریلویہ، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

۱۱۔ احمد رضا خاں بریلوی: الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)، مطبوعہ کراچی

۱۲۔ " " " : حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

۱۳۔ " " " : کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء)، مطبوعہ مراد آباد

۱۴۔ اسمٰعیل غزنوی: تحفۂ وہابیہ (ترجمہ اردو)، مطبوعہ امرت سر، ۱۹۲۷ء

۱۵۔ اشرف علی تھانوی: ارواحِ ثلاثہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

۱۶۔ " " " : الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ حصہ دوم، مطبوعہ تھانہ بھون

۱۷۔ " " " : امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق، مطبوعہ لاہور

۱۸۔ " " " : تعلیم الدین، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۷ء

۱۹۔ " " " : حسن العزیز، جلد چہارم، مطبوعہ تھانہ بھون، ۱۹۶۵ء

۲۰۔ " " " : حفظ الایمان مع بسط البنان، مطبوعہ دیوبند

۲۱۔ " " " : قصص الاکابر، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۷ء

۲۲۔ " " " : مناجاتِ مقبول۔ قربات عند اللہ وصلوٰۃ الرسول (۱۹۳۲ء/۱۳۵۲ھ)، مطبوعہ دہلی

۲۳۔ السخاوی، حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن، امام: القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، مطبوعہ سیالکوٹ

۲۴۔ امداد اللہ، حاجی: شمائم امدادیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء

۲۵۔ 〃 〃 〃 : فیصلہ ہفت مسئلہ، مطبوعہ لاہور

۲۶۔ 〃 〃 〃 : کلیات امدادیہ، مطبوعہ کراچی

۲۷۔ 〃 〃 〃 : نالۂ امداد غریب، مطبوعہ کراچی

۲۸۔ انور شاہ کشمیری: اکفار الملحدین فی ضروریات الدین، مطبوعہ دہلی، ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء

۲۹۔ 〃 〃 〃 : فیض الباری، مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء

۳۰۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، امام: بخاری شریف، مطبوعہ مصر، ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء

۳۱۔ تحریک خلافت، پاکستان: پاکستانی ملت و شہریت، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۳ء

۳۲۔ ثناء اللہ امرت سری: اہل حدیث کا مذہب، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء

۳۳۔ ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: تذکرۃ الموتیٰ والقبور، (اردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۷ء

۳۴۔ 〃 〃 〃 : مالا بدّ منہ، مطبوعہ ملتان

۳۵۔ جامعہ اشرفیہ: احسن السوانح، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء

۳۶۔ جماعت اسلامی: جماعت اسلامی۔ دعوت، تاریخ، مطبوعہ حیدرآباد، سندھ، ۱۹۴۹ء

۳۷۔ حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند

۳۸۔ 〃 〃 : سلاسل طیبہ، مطبوعہ لاہور

۳۹۔ حسین علی: بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان، مطبوعہ لاہور

۴۰۔ خلیل احمد انبیٹھوی: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ، مطبوعہ دیوبند، ۱۹۶۲ء

۴۱۔ 〃 〃 : المہند علی المفند، مطبوعہ کراچی

۴۲۔ رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ کراچی

۴۳۔ 〃 〃 : لطائف رشیدیہ، مطبوعہ ساڈھورہ، ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء

۴۴۔ شبیر احمد عثمانی: حاشیہ تفسیر قرآن، مطبوعہ لاہور

۴۵۔ عاشق الٰہی میرٹھی: تذکرۃ الرشید، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی

۴۶۔ عبد الحق دہلوی، شیخ: اشعۃ اللمعات، جلد اول، مطبوعہ لاہور

۴۷۔ عبد الحمید خادم سوہدروی: کرامات اہل حدیث، مطبوعہ سیالکوٹ

۴۸۔ عبد الوہاب الشعرانی: المیزان الکبریٰ، جلد اول، مطبوعہ مصر، ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء

۴۹۔ غزالی، امام: احیاء العلوم الدین، مطبوعہ بیروت، ۱۸۷۳ء

۵۰۔ غلام اللہ خان : جواہر التوحید، مطبوعہ راولپنڈی، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء

۵۱۔ " " " : جواہر القرآن، مطبوعہ راولپنڈی

۵۲۔ فیاض احمد خاں کاوش : اسلامی عقائد، مطبوعہ حیدر آباد، سندھ ۱۹۸۴ء

۵۳۔ محمد ابراہیم سیالکوٹی : تاریخ اہل حدیث، مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۳ء

۵۴۔ محمد اسمٰعیل دہلوی : تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ کراچی

۵۵۔ " " " : صراط مستقیم، (ترجمہ اردو)، مطبوعہ لاہور

۵۶۔ " " " : یک روزہ، مطبوعہ ملتان

۵۷۔ محمد اکبر علی شاہ : مجموعۂ فوائد عثمانی، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء

۵۸۔ محمد بن عبدالوہاب : کتاب التوحید، مطبوعہ ریاض

۵۹۔ " " " : کشف الشبہات، مطبوعہ ریاض

۶۰۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی، قاضی : الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید، مطبوعہ لاہور، ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء

۶۱۔ محمد رضوان اللہ، پروفیسر : مولانا انور شاہ کشمیری، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۹۷۴ء

۶۲۔ محمد زکریا کاندھلوی : تبلیغی نصاب، مطبوعہ لاہور

۶۳۔ محمد شفیع، مفتی : ہدایۃ المہدیین، مطبوعہ کراچی

۶۴۔ محمد صدیق حسن خان : ترجمان وہابیہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء

۶۵۔ " " " : فتح البیان فی مقاصد القرآن، مطبوعہ مصر، ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء

۶۶۔ محمد عبدالستار خان نیازی : پیغمبر عالم، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء

۶۷۔ " " " : کنز الایمان کے خلاف سازش اور اس کا مثبت جواب، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء

۶۸۔ " " " : مسودۂ آئین خلافت پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۱ء

۶۹۔ " " " : نعرۂ حق، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

۷۰۔ محمد عبداللہ : بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۹ء

۷۱۔ محمد عثمان غنی : ملفوظات طیبات، مطبوعہ لاہور

۷۲۔ محمد علاء الدین الحصکفی : الدر المختار، مطبوعہ مصر، ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء

۷۳۔ محمد علی سید : مخزن احمدی (۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۲ء)، مطبوعہ آگرہ

۷۴۔ محمد قاسم نانوتوی : تحذیر الناس، مطبوعہ دیوبند

۷۵۔ " " " : تصفیۃ العقائد، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

۷۶۔ " " " : قصائد قاسمی، مطبوعہ دہلی، ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء

۷۷۔ محمد مرتضیٰ حسن: اشد العذاب علیٰ مسیلمۃ الپنجاب، مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء
۷۸۔ " " " : توضیح البیان فی حفظ الایمان، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء
۷۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء
۸۰۔ محمد منشا، تابش قصوری: دعوتِ فکر، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
۸۱۔ محمد نجم الغنی خاں رام پوری: مذاہب الاسلام، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء
۸۲۔ محمد نعیم الدین مراد آبادی: خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ لاہور
۸۳۔ محمود حسن: الجہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل، مطبوعہ ساڈھورہ
۸۴۔ منور حسین دہلوی: تصویت الایمان، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء
۸۵۔ نجم الدین اصلاحی: مکتوبات شیخ الاسلام، حصہ دوم، مطبوعہ دہلی ۱۹۵۴ء
۸۶۔ نذیر حسین دہلوی: فتاویٰ نذیریہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء
۸۷۔ وکیل احمد: تذکرہ حسن، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء
۸۸۔ وحید الزماں: ہدیۃ المہدی، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء
۸۹۔ ولی اللہ، شاہ: در الثمین فی مبشرات النبی الامین، مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۷۰ء

ENDLESS BLISS: HUSEYN HILMI ISIK, ISTANBUL, 1975.
THE RELIGION REFORMERS IN ISLAM: HUSEYN HILMI ISIK, ISTANBUL, 1978.
ADVICE FOR THE WAHHABI: HUSEYN HILMI ISIK, ISTANBUL, 1976.

اخبارات

۹۰۔ روزنامہ "جسارت" کراچی ۲۶۔ جولائی ۱۹۸۴ء
۹۱۔ " " " ۲۷ " "
۹۲۔ " " " ۲۸ " "
۹۳۔ " "جنگ" لاہور ۶ فروری ۱۹۸۳ء
۹۴۔ " " " ۲۸ جولائی ۱۹۸۴ء
۹۵۔ " " " ۳۱ " ۱۹۸۴ء
۹۶۔ " "مشرق" " ۹۔ اگست "
۹۷۔ " "نوائے وقت" " ۷۔ فروری ۱۹۸۳ء

۹۸۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۹۔ جولائی ۱۹۸۴ء

۹۹۔ 〃 〃 〃 〃 ۱۶۔ اگست 〃

۱۰۰۔ 〃 〃 〃 ۱۸۔ 〃 〃

۱۰۱۔ 〃 〃 〃 〃 ۲۳۔ 〃 〃

۱۰۲۔ 〃 〃 〃 〃 ۲۵۔ 〃 〃

۱۰۳۔ 〃 〃 〃 〃 ۳۰۔ 〃 〃

۱۰۴۔ 〃 〃 〃 〃 ۱۳۔ ستمبر 〃

۱۰۵۔ 〃 〃 〃 ۲۸۔ 〃 〃

۱۰۶۔ 〃 〃 〃 ۱۱۔ اکتوبر 〃

۱۰۷۔ 〃 "وفاق" 〃 ۲۴ جولائی 〃

۱۰۸۔ 〃 〃 〃 ۲۵ 〃 〃

۱۰۹۔ ہفت روزہ "اہل حدیث" امرتسر ۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء

۱۱۰۔ 〃 〃 〃 لاہور ۱۶۔ جولائی ۱۹۷۶ء

۱۱۱۔ 〃 "تکبیر" کراچی ۱۹۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء

متفرقات

۱۱۲۔ اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے متعلق چالیس نکاتی میمورنڈم، شائع کردہ پاکستان حنفی سرکل، اسلام آباد

۱۱۳۔ اشتہار تحریکِ اتحادِ ملّتِ پاکستان (شائع کردہ: جماعتِ اسلامی)، جولائی ۱۹۸۴ء

۱۱۴۔ حکم نامہ وزارۃ الحج والاوقاف (المملکۃ العربیۃ السعودیہ)

۱۱۵۔ سرکلر، وزارتِ قانون، امورِ اسلامیہ اور اوقاف (متحدہ عرب امارات)

۱۱۶۔ مراسلہ (محررہ، صفر المظفر ۱۴۰۳ھ/ ۲۴ نومبر ۱۹۸۲ء) مولانا ابوالرضا اللہ بخش نیر بنام مولانا محمد عبد الستار خان نیازی از مکہ مکرمہ

۱۱۷۔ مکتوبِ گرامی حضرت صاحبزادہ غلام حمید الدین سیال شریف بنام جلالۃ الملک شاہ فہد، مطبوعہ لاہور

۱۱۸۔ …وب (مورخہ ۲۷۔ مارچ ۱۹۸۲ء) مولانا محمد عبد الستار خان نیازی، بنام وزیرِ انصاف، اوقاف اور امورِ مذہبیہ، حکومتِ کویت وغیرہا

متحدہ پنجاب میں

امام احمد رضا قدس سرہٗ کے پہلے نقیب
علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق

مجاہدِ اکبر

پروفیسر مولوی حاکم علی (مرحوم)

سابق پرنسپل اسلامیہ کالج، لاہور

تحقیق:- پروفیسر محمد صدیق

تقدیم:- ڈاکٹر محمد مسعود احمد

لکھائی چھپائی عمدہ ○ آفسٹ پیپر ○ صفحات ۱۷۲ ○ قیمت:-/۲۰ روپے

ناشر

مکتبہ رضویہ ۲/۲ سوڈھیوال کالونی ملتان روڈ لاہور ۲۵